منازلِ احسان

المعروف بہ

مقالاتِ حکمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَحَبِيْبِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ وَبِعَدَدِ خَلْقِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ

وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

مکشوفاتِ

منازلِ احسانؒ

المعروف بہ

مقالاتِ حکمت

دارالاحسان

ابوانیس محمد برکتؒ علی لودھیانوی

المقام النجاف الصحاف لمقبول المصطفین ○ دارالاحسان فیصل آباد
پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ یاحی یاقیوم اللّٰھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلیٰ آلہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ یاحی یاقیوم

قُل

عِشقُ مُحمّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

مَذْهَبِی وَحُبُّهٗ مِلَّتِی

وَطَاعَتُهٗ مَنْزِلِی!

(یہ کہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا

مذہب محبّت میری مِلّت اور اتّباع میری منزل ہے

ابوانیس محمّد برکت علی لودھیانوی عفی عنہٗ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
اٰمین اٰمین یارب العلمین ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ یاحی یاقیوم

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولٰنا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضٰی نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ یاحی یاقیوم

مکشوفاتِ منازلِ احسان

المعروف بہ

مقالاتِ حکمت دارالاحسان

للتقسیم والتوزیع فی سبیل اللہ

لانتفاع و النفع

لجمیع امۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لمرضات اللہ تعالٰی ورسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آمین

مؤلف : ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف لمقبول المصطفین ○ دارالاحسان فیصل آباد پاکستان

تاریخ ——— ۲۰ ربیع الاوّل ، دوشنبہ ، ۱۳۹۸ھ

جلد سوم

طبع : ——— اوّل
مطبع : ——— نثار آرٹ پریس لمیٹڈ - لاہور
طابع : ——— دارُ الاحسان ، فیصل آباد

مقامِ اشاعت
المقام النّجاف الصّحاف المقبول المصطفین
دار الاحسان - فیصل آباد و پاکستان

مقالید السمٰوٰت والارض

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَ

الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَ الْبَاطِنُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ

وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی

کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت اللہ کے اس فرمان آسمان زمین کی کنجیوں کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے مجھے فرمایا کہ اے عثمانؓ! تو نے مجھ سے ایک ایسی بات پوچھی ہے جو تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی۔ آسمان وزمین کی کنجیاں دیہ ہیں)، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔۔۔۔۔۔الخ

اے عثمانؓ جس نے اس وظیفہ کو روزانہ سو مرتبہ پڑھا اس کو اس کے بدلے میں دس نوازشیں حاصل ہوں گی۔ پہلے اس کے اگلے گناہ معاف کیے جائینگے

دوسری اس کو آگ سے نجات لکھ دی جائے گی۔ تیسری اس کے ساتھ دو فرشتے مقرر کیے جاتے ہیں جو رات دن اس کی آفتوں سے بیماریوں سے حفاظت کرتے ہیں چوتھی اس کو خزانہ ثواب کا دیا جاتا ہے۔ پانچویں اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے سو غلام آزاد کیے۔ چھٹی اس کو اتنا ثواب ملے گا جیسے اس نے قرآن کریم، توراۃ، انجیل اور زبور پڑھ لیں۔ ساتواں اس کے واسطے بہشت میں گھر بنے گا۔ آٹھواں اس کا حور العین سے نکاح کر دیا جائے گا۔ نواں اس کے سر پر عزّت کا تاج پہنایا جائے گا۔ دسواں اس کے گھر کے ستر آدمیوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ اے عثمانؓ! اگر تو طاقت رکھے تو کسی دن بھی یہ وظیفہ تجھ سے فوت نہ ہو تو کامیاب ہونے والوں میں سے کامیاب ہوگا اور اگلوں پچھلوں میں سے بڑھ جائے گا۔

(ابن مردویہ، ابویعلی، ابن ابی عاصم، کنز العمال جلد اوّل

صفحہ ۲۶۲ شمار ۴۵۹۲)

۲۵۹۸ جب تک ساری گندگی دھوئی نہیں جاتی جامہ پاک نہیں ہوتا اور ناپاک جامے سے نماز نہیں ہوتی۔

الحمد للحیّ القیّوم!

فاللہ خیر الرازقین۔ یا حیّ یا قیوم

۲۵۹۹ جذبہ و جنون مکتبۂ عشق کے متعلّم اور زندگی کے گوہر ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم!

فاللہ خیر الرازقین! یا حیّ یا قیّوم

۲۶۰۰ حق بات یہ ہے کہ جب وہ رنگ و نسل اور مذہب و ملت کے تمام امتیازات سے

بالاتر ہو کر اللہ کی مخلوق کی بے لوث خدمت میں مصروف ہوئے اور ایک مدت تک مصروف رہے تب ان پر اللہ کی رحمت نازل ہوئی۔ تم مخلوق سے جتنے دور ہوتے گئے، وہ قریب ہوتے گئے۔

بیمار مخلوق کی نجاست تیرے لیے کراہت بنی اور اُن کے لیے راحت۔ اللہ نے اُن پر حکمت کے باب کھول دیے اور انہیں علم طب کی پیشوائی عطا کی گئی۔

اے مسلمان!

اے میری جان! یہ حکمت تجھے عطا ہوئی تھی، تیری لاپرواہی کی بدولت اُنہیں دی گئی، تم بیاضِ مسیحائی میں کھوئے رہے اور وہ اسرارِ مسیحائی کے جویا رہے۔ کاش تجھے اس کا احساس ہوتا۔

اللہ کی بیمار مخلوق کی بے لوث خدمت کر تاکہ اللہ تجھے تیری کھوئی ہوئی میراث دوبارہ لوٹائے! **آمین**

اے میرے مولائے کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری امت کے

نوجوان!

تجھے اپنی کسی بھی ذمہ داری کا کوئی احساس نہیں اور تیرے آباء اپنی ذمہ داری پہ کٹ مرتے جب تک جان میں جان رہتی کبھی پیچھے نہ ہٹتے۔ کاش ان کی یہ خصلت تجھ میں ہوتی۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۰۱ عمل کے دو مقام ہیں

کمزور اور **قوی**

شریک نہیں ٹھہراتا۔

کوئی کہتا "تیرا یہ بندہ تیرے ہی در کا فقیر اور تیری ہی رحمت کا امیدوار ہے۔ تیرے سوا کسی سے بھی اور کسی بھی قسم کی کوئی امید نہیں رکھتا"۔

کوئی کہتا "میرا تیری دنیا میں جینا تیرے لیے ہے۔ فقط تیرے لیے۔ تیرے سوا کوئی اور غرض و غایت نہیں، مطلق نہیں"۔

کوئی کہتا "تیرے اس بندے کی کوئی بھی تمنا نہیں، ہے ہی نہیں اور بالکل نہیں"

کوئی کہتا:

"تیری دنیا کی کوئی بھی شئے اور کوئی بھی منصب تیرے اس بندے کی نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ تیری قسم تیرے سوا ہر شئے، ہیچ و بے کار ہے"۔

کوئی کہتا:

"میرے مولیٰ مجھ کو اپنے پاک پردوں میں چھپالے"۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۰۶ کوئی حیات و ممات سے کلیتاً بے نیاز ہو کر کہتا "تو مجھ کو جس بھی حال میں یہاں رکھے گا راضی رہوں گا۔ کسی بھی قسم کا شکوہ نہ کروں گا"۔ پھر کہتا "میرے مولیٰ تیری قدر پہ اعتراض عبدیت کی موت ہے"۔ کوئی سرفروش اپنے سر کو ہتھیلی پہ رکھ کر پیش کرتا اور کہتا "یہ سر تیری راہ میں قربانی کے لیے پیش ہے۔ قبول فرما"۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۰۷ انہی آوازوں سے تیرے میکدے کی رونق تھی۔ چہل پہل تھی۔ انہی کے باعث تیرے

دیوانوں میں مستی تھی۔ اور ساغر و مینا میں گردش۔ یہی آوازیں تیرے میکدے کی متاعِ بے بہا تھیں۔ انہی سے اس گلستان میں بہار تھی اور ان میں سے ہر آواز مے کدے کی زندگی کی آئینہ دار تھی۔ اور اب

اے پیرِ مغاں!

تیرا میکدہ ان آوازوں سے خالی ہو گیا۔ بتا تو سہی کہ تیرے میکدے میں اب کیا باقی رہا ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ صرف چار دیواری اور مے کے مٹکے —— اور وہ بھی خالی اور کوئی شے باقی نہیں —— نہ ساغر، نہ مینا، نہ ساقی، نہ صبوحی۔ پھر تو کیسے کہہ سکتا ہے کہ ؂

یہ ہے مے کدہ یہاں رند ہیں یہاں سب کا ساقی امام ہے
کوئی مست ہے، کوئی تشنہ لب تو کسی کے ہاتھ میں جام ہے

تیرے میکدے کا نظام درہم برہم ہو گیا۔

وہ بھی کیا دور تھا کہ میکدے کے باہر رندوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے ان کا یہ جمگھٹ اور ان کا ذوقِ طلب تجھے میکدے کے در کھولنے پر مجبور کر دیتا جسے مل جاتی مست ہو جاتا جو تشنہ لب وہ مدہوش۔

آج تیرے مے کدے کی رونقیں کہاں گئیں؟ یہ محفل کیوں اُجڑ گئی؟ اس باغ پہ بہار کی بجائے خزاں کیوں چھا گئی؟

تیرے مے کدے میں تو کبھی زندگی کے ہنگامے تھے، اب یہاں سکوتِ مرگ کیوں طاری ہے؟ اس کی آبادی بربادی میں بدل گئی کیوں؟ مے کدے کے باہر مستوں کا وہ ہجوم اب کیوں باقی نہیں رہا؟ اور دیوانے اب میکدے کی طرف مستانہ وار کیوں نہیں آتے؟

مچی ہے دھوم کلیر میں کہ اِک دیوانہ آتا ہے

اَب وہ دھوم کہاں گئی اور دیوانے کہاں

کیاان کا ذوقِ طلب کم ہوگیا یا . . . .

. . . وہ جانفزا آوازیں اب کہاں سے آئیں جو اصلِ حیات اور رونقِ بزمِ کائنات ہیں؟

یہ حالت تیرے میکدے کے شایانِ شان نہیں !

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیرُ الرّازقین

۲۶۰۸ جن آوازوں کا تم بار بار ذکر کرتے ہو ایسی آوازیں تو روزانہ بازاروں میں سُنی جاتی ہیں۔ کون کہتا ہے یہ آوازیں اب نہیں آتیں، یہ آوازیں تو شہروں کے کونے کونے میں گونج رہی ہیں۔

یہ سُن کر فرمانے لگے:

یہ آوازیں شہر کی ہیں جنگل کی نہیں اور شہر کی آوازیں اصلی نہیں ہوتیں۔ شہر میں تو کستوری بھی بکتی ہے اور تانبے کا کشتہ بھی حالاں کہ یہ چیزیں ناپید ہیں۔

اسی طرح یہ آوازیں نقلی ہیں۔ کسی دل سے نہیں نکلتیں۔ سُنی سُنائی باتیں دہرائی جاتی ہیں۔ اگر ان کی کوئی حقیقت ہوتی ضرور سُنی جاتیں یہ باتیں کسی کے بھی کرنے کی نہیں، صرف سنانے کی ہیں۔ کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ:

"تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ؟"

یہ باتیں اوپر نہیں جاتیں نچلی سطح میں تیرتی رہتی ہیں کاش کسی کی کسی بھی بات میں کوئی حقیقت ہوتی ؛ کوئی جان ہوتی کاش کسی کا اپنے قال کے مطابق کوئی حال ہوتا۔ توبہ توبہ ہماری کسی بات پہ کوئی کیا یقین کرے ؟ ہم جب باتیں کرنے لگتے ہیں پُل باندھ دیتے ہیں قوموں کی حالتیں باتوں اور کراماتوں سے نہیں ، کسی کردار کے عملی نمونے کی بدولت بدلا کرتی ہیں ۔ وما علینا الا البلاغ !

الحمد للحی القیوم

وما علینا الا البلاغ

۲۶۰۹ منصور پہ جب ان کی محبت کا غلبہ ہوا مغلوب ہو کر فرمایا انا الحق ۔ سوچ یہ کلمات کہہ نہیں سکتی اور بے خودی رہ نہیں سکتی ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۱۰ بے خودی کے کلمات خدا کے کلمات ہوتے ہیں ۔ بندہ نہیں بول سکتا ۔ حق نے "انا الحق" کہا اور حق "انا الحق" کہنے میں حق بجانب تھا ۔

حق حق حق ھو ھو ھو

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۱۱ عمل عامل کو چھوڑا کرتا ہے ، عامل عمل کو نہیں ۔

عامل جب عمل کے آداب ترک کر دیتا ہے ، عمل باطل ہو جاتا ہے اور باطل عمل کبھی جاری نہیں رہتا ۔ اپنے کسی عمل کو باطل مت کر ۔ ابطالِ عمل حرام ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۱۲ بندہ جب کسی نیک مجلس میں بیٹھنا شروع کر دیتا ہے بُرے دوست اسے چھوڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی بُری مجلس میں بیٹھنے لگتا ہے تو نیک دوست کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۱۳ دورِ حاضر کے واقعات میری اور تیری عبرت و اصلاح کے لیے ہیں۔ اگر ہم نے اب بھی عبرت نہ پکڑی پھر کب پکڑیں گے، اور یہی کتاب مبین کی تشریح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۱۴ سارا دن گزر گیا ابھی تک کوئی روزی نصیب نہیں ہوئی۔ اپنی جناب سے طیب رزق عنایت فرما۔ صبح سے تیرے در پہ تشنہ لب بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ کیا ہمارے لیے میکدہ میں کوئی جام نہیں۔ اس میکدہ سے کبھی کوئی تشنہ لب نہیں لوٹا۔ جام نہ سہی، کسی جام کی بچی کھچی گھونٹ بخش۔ تشنہ لب ہم سے لوٹا نہیں جاتا۔ یا حی! یا قیّوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۱۵ حکایت کے راوی نے حکایت سنا دی اور شکایت کے عادی نے شکایت کر دی۔ واضح ہو کہ قومیں حکایتوں اور شکایتوں سے نہیں کسی کردار کے عملی نمونوں سے جاگا اور اُبھرا

کرتی ہیں۔

ایک اللہ کے بندے نے کہا کہ وہ اٹھارہ سال سے مسلسل اصلاحی وتعمیری کاموں میں مصروف ہے۔ پھر اُس نے قسم کھائی ایسی طویل جدوجہد کے باوجود جب بھی وہ منڈی میں جاتا ہے دھوکہ کرتا ہے۔

تیرے باپ کی بادشاہی تیرے کس کام؟

اے میرے نوجوان!

کوئی اپنی حکایت بتلا۔ ایک مُدت سے تاریخ تیری داستان سننے کے لیے منتظر ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۱۶ یہ زندگی وفا کا میدان ہے۔ وفا کے میدان میں وفادار بن اور وفا کے علم کو بلند کر انتہائی بلند۔ اور یہ علم جیتے جی کبھی گرنے نہ پائے حتّٰی کہ تو ریزہ ریزہ ہو جائے۔

تیرا جوش رندانہ سرد ہو گیا اور تجھے اس کمی کا احساس تک نہیں۔ آج کسی بازار میں تیری کوئی قدر وقیمت نہیں وہ بھی کیا دن تھے کہ تو لعلوں سے مہنگا بکتا تھا جب تو کبھی نعرہ زن ہوتا بحر و بر کانپ اُٹھتے۔ فلک تیور بدلتا اور کرّوبین انگشت بدنداں ہوتے۔

آج تجھے کیا ہو گیا، تیرا جذبہ کہاں کھو گیا؟ اگر کوئی تیری غیرت کو للکارتا تو دم بھر کی بھی مہلت نہ دیتا کسی بھی قوت کو کبھی خاطر میں نہ لاتا۔ نہ ہی کسی امداد کی مطلق پروا کرتا بلا سوچے سمجھے پہاڑوں سے ٹکرا جاتا چٹانوں کو ہلا دیتا کسی کثرت سے خوف نہ کھاتا۔ اگر کسی میدان میں اڑ جاتا اللہ اللہ کُشتوں کے پُشتے لگا دیتا آج تیری غیرت

کی کوئی داستان کسی بازار میں نہیں ملتی تیری غیرت کو کیا ہو گیا؟

اے او سونیوالے نوجوان مسلم!

تو کسی بھی آواز پہ کیوں نہیں جاگتا؟ شب نے اپنی سیاہ زلفیں سمیٹ لیں۔ مرغ نے بانگ دے دی سحر ہونے کو ہے۔ بیدار ہو اب سونے کا کوئی وقت نہیں بالکل نہیں۔ اگر تو اب بھی نہ جاگا تو بتلا پھر کب جاگے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۱۷ وفا اور عطا کا چولی دامن کا ساتھ ہے جہاں وفا ہے وہاں عطا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۱۸ تیری کس وفا پہ کوئی کیا عطا کرے۔ اہلِ وفا عطا سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ وفا بذاتِ خود ایک عطا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۱۹ بڑے آدمی کبھی ظلم نہیں کرتے کسی سے زیادتی نہیں کرتے اور نہ ہی کسی سے انتقام لیتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے درگزر کرتے ہیں اور معاف کر دیتے ہیں انہی خصائل کی بناء پر انہیں بڑا کہا جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۶۲۰ گھٹیا درجے کے کام کبھی نہیں کرتے اور نہ ہی ان کو زیب دیتے ہیں۔ رشوت سب سے گھٹیا درجے کا کام ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۲۱ مزدور جب صبح کو اُٹھتا ہے اپنا بستر لپیٹ کر چارپائی کو دیوار کے ساتھ کھڑی کر دیتا ہے۔ مزدور کا سارا دن مزدوری میں کٹتا ہے۔ مزدور عموماً طبیب کا محتاج نہیں ہوتا۔ اللہ اپنی جناب سے صحت بخشتا ہے اور طیب رزق۔ ہماری طرح مزدوروں کے بستر دراز نہیں رہتے اور نہ ہی وہ اطباء کی مردم شماری کرتے ہیں۔ محنت پسینہ شفا کا مقام رکھتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۲۲ **جفا** اہلِ وفا کی ضد ہے اور **وفا** اہلِ وفا کی آن!

اہلِ وفا جان دے دیتے ہیں، سرِ بازار لٹ جاتے ہیں، لیکن کبھی بیوفائی نہیں کرتے۔

وفا کے میدان میں ثابت قدم رہنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ سبحان اللہ ماشاء اللہ!

اہلِ وفا آن بان سے اس میدان میں اترے اور بازی لے گئے۔ ان کے کارنامے تاریخ میں آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ اگرچہ وہ ان سے بے نیاز ہیں۔ ان کی وفاؤں کی زندہ اور تابندہ مثالیں اقوامِ عالم کے لیے رشد و ہدایت کی موجب اور باعثِ افتخار ہیں۔ کس کس کے اور کون کون سے کارناموں کا ذکر

کیا جائے، ہر کارنامہ ایک سے ایک بڑھ کر انوکھا اور نرالا ہے۔

اہلِ وفا تحسین و تنقیص، شہرت و مذمت، وہب و سلب اور قبض و بسط غرض کسی بھی شے کی مطلق پروا نہیں کرتے۔ دل شکنی ہو یا دلنوازی، ہر دو سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ ان کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔

ان کی مرضی ہی ان کی مرضی اور ان ہی کی رضا ان کی ادا ہوتی ہے۔

وفاشعاری ان کا مسلک اور وفاکیشی ان کا مذہب ہوتا ہے۔

اربابِ وفا کا شیوہ۔

شکوہ نہیں ، تسلیم ہے
تنقید نہیں ، تعظیم ہے
تحقیر نہیں ، تکریم ہے

وما علینا الا البلاغ

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۲۳ وفا سے بہتر کوئی **طاعت** نہیں۔
وفا سے برتر کوئی **نعمت** نہیں۔
وفا سے فزوں تر کوئی **سعادت** نہیں۔
اور وفا سے بڑھ کر اور کوئی **خصلت** نہیں۔

انسانیت کی تکمیل کا دار و مدار اور عز و شرف کا انحصار وفا ہی پر موقوف ہے اور ان کے بغیر فرد ہو یا قوم، کبھی تکمیل کے مدارج طے نہیں کر سکتی۔ اس کے بغیر حیات بے کیف اور موت صد حیف ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قومی ملی وفا کی نعمت عنایت فرمائے ! آمین

الحمدللحی القیوم

فاللہ خیرالرازقین

۲۶۲۴ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ وفا کسے کہتے ہیں ؟ کہا : ایفائے عہد وفا کی جڑ ہے ۔ اپنے قول کو پورا کرنا، اور کسی بھی حال میں اپنے قول سے کبھی نہ پھرنا وفا ہے ۔

کسی ایک در پہ بیٹھ کر پھر جیتے جی کبھی نہ اُٹھنا، کسی سے کوئی تعلق ایک بار جوڑ کر پھر کبھی نہ توڑنا، کسی کا بن کر پھر ہمیشہ اسی کا بنے رہنا، کسی ایک کا ہو جانا اور پھر ہمیشہ اسی کا ہوئے رہنا ۔ جس در پہ ایک بار دھونی رما دینا، پھر ہمیشہ رمائے رکھنا ۔

کوئی لالچ، کوئی تحریص، کوئی دباؤ، کوئی دھمکی یا انعام اس کی توجہ کو کسی اور طرف کبھی مبذول نہ کر سکے اور نہ ہی جذب کو متزلزل اور کشش کو زائل کر سکے، اگرچہ زمین و آسمان کی طنابیں ٹوٹنے لگیں ۔

الحمدللحی القیوم

فاللہ خیرالرازقین

۲۶۲۵ بجلی ہمارے استعمال کے لیے ہے لیکن غلط استعمال کے لیے نہیں : جب کمرے سے باہر نکلو، بجلی بند کر دو ۔ خالی کمرے میں بجلی کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ یہ بجلی سرکاری نہیں ہماری ہے ۔ ہماری نہیں تمہاری ہے ! اسے ضائع مت کرو ۔

الحمدللحی القیوم

فاللہ خیرالرازقین

۲۶۲۶ زید کہتا ہے میں بڑا ہوں، بکر کہتا ہے میں۔ دونوں غلطی پہ ہیں۔ نہ زید بڑا ہے نہ بکر۔ اللہ بڑا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۲۷ جو میزبان اپنے مہمان کی خاطر و مدارات کو مدِنظر نہیں رکھتا۔ گویا اس کی قدر نہیں کرتا۔ مہمان اگر عقل مند ہے، پھر کبھی اس کا مہمان نہیں بنتا۔ اسی طرح جو عامل اپنے عمل کے آداب بجا نہیں لاتا، عمل اسے چھوڑ جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۲۸ مکان کی زینت مکین سے ہے۔ ہر مکان مکین سے آباد اور مکین کی حیثیت کا مظہر ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۲۹ ہسپتال کے مکین مریض ہوتے ہیں۔ ہسپتال کی رونق اللہ کی بیمار مخلوق سے ہی قائم ہے۔

ہسپتال نزولِ رحمت کی جگہ ہے۔ اللہ کی رحمت ہمیشہ دکھی مخلوق کی تلاش میں رہتی ہے۔ کراہتے ہوئے مریض کی دُعا اور نڈھال زخمی کی آہ رحمت کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۳۰ کام کے بعد آرام بھی ایک کام ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۳۱ جو جتنا دین کے قریب ہوتا ہے اتنا ہی دنیا سے دُور ہوتا ہے اور جتنا دین کے قریب ہوتا ہے، اتنا ہی دنیا سے دور ہوتا ہے ۔

دنیا کا منہ مشرق کو ہے اور دین کا مغرب کو۔ مشرق کی طرف چلنے والا قیامت تک بھی مغرب تک نہیں پہنچ سکتا۔ یا پھر۔ کیونکر مغرب تک پہنچ سکتا ہے ۔ و

ما علینا الا البلاغ

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۳۲ سکرات الموت کے منظر کو مدِ نظر رکھ! ان شاء اللہ بُرائی سے دور اور نیکی کے قریب ہونے کی امید ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۳۳ تیرے مطلب کی کوئی بھی چیز کسی کے پاس نہیں، تیرے اللہ کے پاس ہے۔ اگر تجھ کو طریقت کی غیرت کا پاس ہے تو اللہ کے سوا کسی اور طرف کبھی رجوع مت کر تیرا اللہ بادشاہوں کا بادشاہ، ارحم الراحمین، اکرم الاکرمین، احکم الحاکمین، مالک الملک اور ذوالجلال والاکرام ہے ۔

قالُوا بلیٰ کے عہد کا ایفا کر: سچے دل سے تسلیم کر کہ تیرے اللہ کے سوا کسی کے بھی پاس کوئی شے نہیں۔ ہر شے کا دینا نہ دینا تیرے اللہ ہی کے قبضۂ قدرت

میں ہے۔ تیرا رب جسے چاہتا ہے، جو چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا اور نہ ہی کوئی چھین سکتا ہے اور جس سے وہ اپنی کسی عنایت کو روک لیتا ہے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔

تیرا اللہ سب سے بڑھ کر غنی اور سب سے بڑھ کر غیرت مند ہے۔ اس کی غیرت کو یہ کبھی گوارا نہیں کہ اس کے سوا کسی بھی در پہ کوئی سوال کیا جائے۔ تجھے کیا ہو گیا، سنتے کیوں نہیں؟

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۳۴ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آخر رات نزول فرماتا ہے۔ آواز دینے والا اوپر کے آسمان سے منادی کرتا ہے۔ پھر آسمان والے سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ آواز دینے والا آسمانوں میں آواز دیتا پھرتا ہے، وہ سب سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ اور بادشاہوں کی عادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی مثال تو اونچی ہے کہ جب وہ کسی شہر میں جاتے ہیں تو وہاں کے لوگ ان کی کماحقہٗ تعظیم وتکریم بجا لاتے ہیں۔

جب بادشاہوں کا بادشاہ اللہ رب العالمین آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اپنی کرسی پر متمکن ہوتا ہے تو دونوں بازو پھیلا کر فرماتا ہے:

میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں،

کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے، میں اس کی دعا قبول کروں،

کون ہے، جو مجھ سے مانگے، میں اس کو دوں،

کوئی ہے، جو مجھ سے بخشش چاہے، میں اسے بخش دوں،

کوئی بندہ میرے بندوں میں سے ہے، جو مجھے پکارے، تو میں اس کی دعا منظور کروں
کوئی ہے؟ جس نے اپنی جان پر ظلم کیا ہو۔ مجھے پکارے، تو میں اس کا گناہ معاف کر دوں۔

کوئی رزق کا بھوکا ہے، اس کو میں روزی دوں۔ کوئی مظلوم ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کی امداد کروں۔ کوئی مجرم ہو تو میں اس کی گردن آزاد کروں۔ ہے کوئی پکارنے والا، اس کی دعا منظور ہو، ہے کوئی سوالی کہ اس کو دیا جائے۔ ہے کوئی مصیبت زدہ، اس کی تکلیف دور ہو۔

اور یقیناً اللہ تعالیٰ کبھی وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۳۵ کیا یہ انتہائی افسوس کا مقام نہیں کہ،

اللہ رب العالمین تجھ کو پکارے اور تو سوتا ہو۔ تجھے پتہ ہو کہ اللہ رب العٰلمین بادشاہوں کے بادشاہ ہر روز اپنی مخلوق کی فریادیں سننے کے لیے دربار لگاتے ہیں، اور علی الاعلان فرماتے ہیں۔

میں بادشاہ ہوں! میں بادشاہ ہوں! مجھ سے جو چاہو مانگو دوں گا
میرے خزانے بھرپور، اور میرے ہاں کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں۔

کیا یہ تیری کم نصیبی نہیں کہ تجھے اپنے رب کے حضور میں حاضر ہو کر اپنی حاجت بیان کرنے کی سعادت نصیب نہیں ہوتی؟ جہاں سے تجھ کو تیرے مطلب کی ہر شے ملنی ہے، وہاں بالکل نہیں جاتا۔

پھر پتہ ہے کیا ہوتا ہے؟ ــــ صبح اُٹھتے ہی معمولی معمولی باتوں کی خاطر

در در پھرتے اور شام کو خالی لوٹتے ہو۔ کیا یہ انتہائی غیرت کا مقام نہیں کہ تو نے اللہ کی انتہائی رذیل و ذلیل و کمین مخلوق پہ تکیہ کیا ہوا ہے؟ کوئی کسی کو کیا دے سکتا ہے؟ کسی کے پاس کسی کو دینے کے لیے ہے ہی کیا؟ وہ تجھے کیا دے سکتا ہے؟ اور یہ تجھے کیا دے سکتے ہیں؟

تیرا اللہ بادشاہوں کا بادشاہ، مالک السمٰوٰت والارض، ذوالجلال والاکرام، قادر المقتدر، کون و مکان کی ہر شے کا خالق و مالک و رازق و والی و وارث ہے ہر معاملہ میں دینی ہو یا دنیاوی۔ ظاہری ہو یا باطنی اپنے اللہ کی طرف رجوع کر۔ اپنی حاجت اپنے اللہ سے مانگ، دیا جائے گا۔

اللہ فرماتا ہے، میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں، مجھ سے مانگ، جو چاہے مانگ، میں دوں گا۔ پھر مانگتے کیوں نہیں؟ یقیناً اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ بے شک اللہ کے خزانے بھرپور اور اللہ اکرم الاکرمین ہے۔ اپنے در سے کسی کو بھی اور کبھی خالی نہیں لوٹاتا۔ اللہ رب العالمین کی بارگاہ سے بھلا کوئی خالی لوٹ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں مخلوق سے مانگ کر تو نے دیکھ ہی لیا۔ اب اپنے خالق سے مانگ، جو چاہے مانگ۔ ان شاءاللہ دیا جائے گا۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۳۶ خانہ بدوشوں کے کُتّے ـــــ شیروں کا مقابلہ کیا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۳۷ موجوداتِ عالم کی کسی بھی شے کا، حیوانات ہو یا نباتات، جمادات ہو یا معدنیات،

اپنا کوئی وجود نہیں۔ کسی کی بھی اپنی کوئی مرضی نہیں، اور نہ ہی کوئی خودسر ہے —
ہر شئے حکم کی محکوم اور قدر کی مقدور رہے۔

ہر شئے کا وجود ارادتِ ازلی ہی سے موجود، اور ارادتِ ازلی ہی کے تحت نقل و حرکت پہ گامزن ہے۔ جب تک حکم نہیں ملتا، کوئی کچھ بھی کرنے پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا — اور

ہر حکم کا حقیقی حاکم میرا اللہ ہے۔

واللہ ، باللہ ، تاللہ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۳۸ دنیا کی کوئی آواز تیرے کان تک کبھی نہ پہنچے۔ سب آوازیں جھوٹی اور وفا کے پردوں میں بے وفا ہوتی ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۳۹ اپنے قول و فعل کو شر سے پاک رکھ۔ تیری کسی بھی حرکت میں کوئی شر نہ ہو جو شر سے پاک ہوا، خیر ہوا۔ خیر زندگی کی منزلِ مقصود ہے۔ شر منجانب شیطان اور خیر منجانب رحمٰن ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَ اَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ : اٰمین۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ مَّرِیْدٍ وَّمِنْ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ؕ

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۴۰ اے میرے بادشاہوں کے بادشاہ! تونے ہمیں حکم دیا ہے، ہم تیری طرف رجوع کریں۔ یاربِّ عرشِ کریم! یاربّ عرش عظیم! یاربِّ عرشِ مجید! تیری عنایت کے بغیر کون تیری طرف رجوع کر سکتا ہے؟ ہمارا تیری طرف رجوع کرنا، تیری عنایت ہی کی بدولت ہے۔ جب تک تیری طرف سے کسی کو توفیق نہیں ملتی، کوئی کیونکر تیری طرف رجوع کر سکتا ہے؟

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ مِنْ عِنْدِكَ وَ اَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَیَّ مِنْ رَحْمَتِكَ وَ اَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ یاحی یاقیوم! آمین!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۴۱ جُوں جُوں کوئی اپنی منزل کے قریب ہوتا جاتا ہے، دنیا سے دور ہوتا جاتا ہے اور یہ دُوری حضوری کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۴۲ اللہ کے بندے اللہ کے سوا کسی سے بھی اپنی کوئی حاجت کبھی بیان نہیں کرتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجلّ ذوالجلال والاکرام کی غیرت یہ کبھی گوارا نہیں کرتی کہ اس کے کسی بندے کی کوئی حاجت اس کے سوا کسی اور کی محتاج ہو۔ میرے اللہ بادشاہوں کے بادشاہ، کل کائنات کے قاضی الحاجات اور مجیب الدعوات ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۴۳ غیرت نے کبھی بے غیرتی کی مرتکب نہیں ہوتی۔ غیرت کبھی بے غیرت نہیں ہوتی۔ غیرت اپنا وقار کبھی گرنے نہیں دیتی اور غیرت مومن کی آبرو ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۴۴ پانی آگ کو بُجھا دیتا ہے اور مٹی کو بہالے جاتا ہے۔ ہَوا اُن سب پہ غالب ہے۔ آگ کو بھڑکا دیتی ہے، مٹی کو اُڑا دیتی ہے اور سمندروں میں طوفان برپا کر دیتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۴۵ مٹی میں زیر و بم نہیں ہوتا۔ ایک ہی حال میں مقیم رہتی ہے لیکن ہر کسی کو، آگ ہو یا پانی اپنے رنگ میں رنگ کر اپنے اندر جذب کر لیتی ہے اور یہ کمال کسی اور شے کو حاصل نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۴۶ اور مٹی کا یہ رتبہ عجز کی بدولت ہے۔ وما علینا الا البلاغ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۴۷ خیرات خیرات کے لیے ہوتی ہے، ذخیرہ کے لیے نہیں۔ کسی خیرات کا ذخیرہ مت کر کسی خیرات کو چھپا کر مت رکھ، جو روزی اللہ تجھ کو تقسیم کے لیے دے، جب تک

اسے تقسیم نہ کرے، مت بیٹھ! طریقت کا یہ قاعدہ کُلّی ہے اور دائمی ہے، ایک دو دن کے لیے نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۴۸ خیرات کا بے جا مصرف اسراف میں شامل ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۴۹ اے میرے نوجوان!
نمائش و آسائش کو ختم کر! سادگی دقیانوسی نہیں، مومن کا ملّی شعار ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۵۰ مسند کی عنایت پہ سجدہ شکر ادا کر۔ پھر کبھی تیرے پاس کسی نے بھی اور کوئی حاجت لے کر نہیں آنا۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۵۱ مومن اپنے اللہ کے ذکر کے لیے ہر وقت فارغ رہتا ہے۔ کسی بھی کام کو اللہ کے ذکر میں مخل ہونے نہیں دیتا۔ ذکر کے سوا کسی اور کام کا کوئی فکر نہیں رکھتا۔ اس کی نظروں میں اس کے اللہ کے ذکر کے سوا کوئی اور کام کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۵۲ دنیا میں جس پہ بھی اور جہاں بھی کوئی مصیبت آتی ہے۔ تقدیر میں لکھی ہوتی ہے اور تقدیر کی موافقت پہ شُکر بہترین بندگی ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۵۳ کوئی آقا اپنے کسی غلام کی تذلیل کبھی برداشت نہیں کرتا۔

الحمدللحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۵۴ اے جانِ من!

تو کیا جانے کہ تیرے رب کی ربوبیت کیا ہے؟ ایک کُتیا مزے سے بیٹھی روٹی کھا رہی تھی کہ اس نے اپنے پلّوں کے چلانے کی آواز سُنی، روٹی کا ٹکڑا وہیں چھوڑ باڑ کو پھاندتی ہوئی اپنے بچوں کی مدد کو جا پہنچی۔ یہ ایک نجس العین مخلوق کی ربوبیت کا حال ہے۔

بادشاہوں کے بادشاہ رب العالمین کل کائنات کے خالق و مالک و رازق و دائی و وارث کی ربوبیت کا کیا حال ہوگا۔

خوب یاد رکھ! تیرا رب تجھ پہ تیری ماں سے سوگنا زیادہ مہربان ہے اور تیری ماں کبھی گوارا نہیں کر سکتی کہ تجھ کو کسی بھی قسم کی ذرا سی بھی تتی ہوا لگے۔

الحمدللحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۵۵ تیرا جواب لاجواب ہو۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۶۵۶ تیری زندگی کے دن گنتی کے ہیں ۔ توبہ کر ۔ اللہ سے ڈر ، نماز قائم کر ، گناہوں سے بچ تیرا کوئی بھی دم تیرے اللہ کی یاد سے خالی نہ گذرے ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۵۷ اسلام نے کب فرقوں میں بٹنے کی تعلیم دی ہے ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل فرماتا ہے ۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ۔ (آلعمران : ۱۰۳)

یعنی سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور فرقوں میں مت بٹو

وما علینا الا البلاغ !

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۵۸ ابحاث نے ملّت کے شیرازے بکھیر دیے ۔ کاش ! تجھے اس کا احساس ہوتا ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۵۹ اندازِ جہانبانی میں بحث کوئی چیز نہیں اور اسے کوئی مقام حاصل نہیں ۔ دانشمند بھی بھلا کبھی ابحاث میں اُلجھا کرتے ہیں ؟

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۶۰ ظاھر کا تارک باطن کا نہ متحمل ہو سکتا ہے نہ امین !

الحمد للحی القیوم

۲۶۶۱ باطن اہم امر ہے، ہر کسی کو اس پہ کیسے گذر ہو سکتا ہے؟ اس راہ کی صعوبت باباُبلھے شاہ سے پوچھ! فرماتے ہیں:ے

لوکاں دے بھانڑے عشق سُکھلا
ایہہ عشق نہ چھڈدا بِچکا گُرڑے!

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:ے

میں لوہا تے ہادی پارس نال پارس دے کھہیں اویار
دُوئی دُور وجُودوں کرکے اک دا ہو کے رہیں اویار

ہر کسی کو تو کہاں، شاید ہی کسی کو اس پہ گذر ہو۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۶۲ مطمئن رہ! اللہ یُحِبُّ المُحۡسِنِینَ ہے۔ کسی محسن کے کسی احسان کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۶۳ یقیناً ہر شے کا ہونا نہ ہونا میرے اللہ ہی کے ارادہ و امر پہ موقوف ہے جیسے کئی بار پہلے بتایا جاچکا ہے، اللہ جب کسی چیز کے کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اللہ کو کسی بھی تردد و تکلّف سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ فرماتے ہیں "کُن" یعنی جیسے میں کرنا چاہتا ہوں ہوجا" اسی وقت اسی طرح ہوجاتا ہے اور اللہ رب العٰلمین کی یہ سنت ازلی و ابدی ہے اور کبھی نہیں بدلتی۔

الحمد للحی القیوم

۲۶۶۴ اگرچہ دنیا بھر کی باتیں کرلو، زمین و آسمان کے قلابے ملادو، جب تک کوئی اپنے علم پہ عمل نہیں کرتا، کوئی بات کبھی نہیں بن سکتی۔ موجودہ علم پہ عمل کر، مطلوبہ علم کے عنایت کی امید رکھ! جب تک کوئی اپنے موجودہ علم پہ عمل نہیں کرتا، مطلوبہ علم کیسے نصیب ہو؟

موجودہ علم ظاھر اور مطلوبہ باطن ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۶۵ عشق و رقت اور جذب و مستی ـــــ یہ دو ہی تو تیرے مکتبہ و میکدہ کے فیض تھے، اور یہی تیرے امتیازی نشان؛ اس کھوئی ہوئی میراث کو پھر سے حاصل کر اور یہ وقت کی دوسری پکار ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۶۶ تیرا مکتبہ اور بے نور؛ میکدہ اور بے سرور؛
افسوس کا مقام نہیں تو کیا ہے؟

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۶۷ محبّت کے انداز تیرے اور میرے تخیلات سے بالاتر ہیں۔ محبّت مان تان سب توڑ دیتی ہے اور محبوب اپنے محبّ کو کسی اور کے کام کا نہیں چھوڑتا اور اس مقام پہ وہ ظاہر میں بیگانہ ہوتا ہے، باطن میں یگانہ ـــــ دیکھنے میں دیوانہ حقیقت میں مستانہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۶۸ اگر کسی کو زندگی میں اپنے سانسوں کی قدر و اہمیت کا پتہ چل جائے تو کسی بھی سانس کو کبھی ضائع نہ کرے۔ انسان کے پاس سانسوں سے زیادہ قیمتی اور کوئی چیز نہیں۔ اور جس کا تو متلاشی ہے، تیرے اپنے سانس ہی کے اندر پوشیدہ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۶۹ بے پرواہی کا فیض لاپرواہی ہے۔
بے پروا اپنے بندے کو ماسوا سے لاپروا کر دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۷۰ **حضرت بُو علی شاہ قلندرؒ** سے فرمایا ــــ "میں بے پروا ہوں" آپ اس وقت جذب و مستی کے انتہائی عالم میں تھے۔ عرض کی اگر تو بے پروا ہے تو میں بھی لاپروا ہوں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۷۱ **عشق و رِقّت اور جذب و مستی کی وادی میں:ــ**
محبوب و مطلوب کے سوا کوئی دوسرا نہ آسکتا ہے نہ سما سکتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۷۲ عشق و رِقّت اور جذب و مستی اپنے محبوب و مطلوب کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتی۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۷۳ عشق و رِقّت اور جذب و مستی اپنے محبوب و مطلوب کی لگن میں مگن اور ماسوا سے کلیتہً بے خبر و بے گانہ ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۷۴ لاپرواہی کی منزل میں بے پروا کی پروا کے سوا کسی اور کی مطلق پروا نہیں ہوتی۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۷۵ تذکرہ مذکور کو معروف کر دیتا ہے۔ جیسے فردوسی نے رستم کو۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۷۶ سینہ معرفت کا خزینہ ہے۔
سینہ عرفان کے سلسلہ میں کوہِ طور کی مانند ہے۔
طورِ سینا پہ جو نور کی جھلک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی وہی نور کی جھلک اللہ کے مقبول بندوں پہ بھی عرفان کے سلسلہ میں ظاہر ہوا کرتی ہے۔
عرفانِ الٰہی کے سلسلہ میں انسان کے سینے کا مقام لوحِ محفوظ کی طرح ہے۔ لوحِ محفوظ

پر جو بات بھی لکھی ہوتی ہے اسے پڑھنے کے لیے ویسی نظر کی ضرورت ہوتی ہے جو باطن کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہو۔

باطن کی آنکھیں بلند سے بلند مقام کو جب اپنے مشاہدہ میں لایا کرتی ہیں تو اس وقت حکمتِ الٰہی بست وکشاد کے سلسلہ میں وہ سب راز و رموز شرح وبسط سے اُن پر منکشف کر دیتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۷۷ کینے کمینے نے سینے کو مکدر کر دیا اور ہمیں اس کدورت کا احساس تک نہیں۔ کینہ تیرے سینے میں تیرا وہ دشمن ہے جب تک تو اسے دفع نہیں کرتا، کس منزل تک اور کیسے پہنچ سکتا ہے؟ اگر اللہ تجھے توفیق بخشے تو اسے دفع کرنا دم بھر کا کام ہے۔

کینہ شیطان کا وہ نمائندہ ہے جو اپنے مقام سے کبھی نہیں ہٹتا ہمیشہ حاضر رہتا ہے۔ سچ پوچھو تو ہم ہی نے اسے اپنے سینے میں رکھا ہوا ہے۔ اگر اسے ہماری حمایت حاصل نہ ہو تو اس بدبخت کمینے کی کیا مجال جو سینے میں داخل ہو۔

ہم اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اس کی ہاں میں ہاں ملائے جاتے ہیں اور جو وقت ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل کی تسبیح وتحمید کے لیے ملتا ہے اس کے حوالے کر دیتے ہیں اور خناس کا یہ سفیر گدڑ رانا بن کر سینے کی صدارت کرتا ہے۔

شاھت الوجوہ ، شاھت الوجوہ ، شاھت الوجوہ

مردود ، مردود ، مردود ، دور دور دور ،

دفع ، دفع ، دفع ۔

اور اسے جانِ من !

اگر اب بھی تیری اور میری مسلمانی کی غیرت جوش میں نہ آئے تو ہماری کیا مسلمانی اور کیا ہماری غیرت۔

سینے میں اور کینہ؟ افسوس کا مقام ہے! یا حیّ! یا قیوم برحمتك استغيث۔

انکار مت کر، حقیقت میں بندہ ذلّت کے مقام پہ ہے۔
جب تک نفس ذلالت و خباثت سے کلیۃً پاک نہیں ہوتا ذلّت ہی کے مقام پہ ہوتا ہے۔

غسل میں اگر ایک بھی بال خشک رہ جائے جسم پاک نہیں ہوتا۔
یہ باتیں بڑے ہی کام کی باتیں ہیں ان پہ غور کر۔

الحمد للحی القیوم

فالله خير الرازقين

۲۶۷۸ **الف** نے ب کو بُرا بھلا کہا، ج نے سنتے ہی ب کو بتایا کہ الف تجھے ایسے ایسے کہتا ہے ب کا سینہ الف سے مکدر ہو گیا۔
گویا الف نے ب کی غیبت کی اور ج نے الف کی چغلی اور ب کے سینے کا سفینہ کینے میں ڈوب گیا۔

الحمد للحی القیوم

فالله خير الرازقين

۲۶۷۹ **الف** کو بُرا مت جان ج کی داد مت دے۔
ج کو تیرے پاس الف کی چغلی کی کیسے جسارت ہوئی؟ ج کو بتلا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چغلخور جنت میں نہ جائیں گے نیز بتلا کہ شیطان رجیم نے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سوال کے جواب میں کہ تیرا کون سب سے بڑا دوست ہے بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے چغلخور۔

اس سے آگے قدم رکھ اللہ تجھ سے راضی ہو تجھ کو بخش دے اور اس سعادت سے مشرف فرمائے۔ الف کی خدمت میں اگرچہ کوئی ہو حاضر ہو تسلیم کر کہ بے شک وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ معافی مانگ اور مجرمانہ انداز میں زیر ہو کر کہہ یہ مقام انتقام کا نہیں عفو کا ہے۔ جب تک تیرا سینہ کینے سے صاف نہ ہو آگے مت چل۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دل کی تختی مثلِ آئینہ شفاف ہو۔

دل کی تختی اور غبار آلودہ؟ افسوس ہی کا مقام نہیں غور کا مقام ہے۔ ایک صحرائی نے ایک مجلس میں بتایا کہ اس طرح اس نے اپنے سینے کو پاک کیا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۸۰ ب اگر عقلمند ہو اور اسے اپنی عاقبت سے دلچسپی ہو تو کسی بھی ج کو کبھی موقعہ نہ دے کہ وہ بحر الکاہل میں تلاطم برپا کرے۔

اگر ب کی مرضی نہ ہو تو ج کی کیا مجال جو ب کو کچھ بھی کہنے کی جرأت و جسارت کرے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۸۱ ب کو جگانے کے لیے ہر حربہ جو انسانی امکان میں تھا، عمل میں لایا گیا لیکن ب ایسی گہری نیند سو رہی تھی کہ کسی بھی آواز پہ مطلق نہ چونکی، کروٹ تک نہ لی جیسے کہ کسی نے بلایا ہی نہیں ہوتا۔ بالآخر مجبور ہو کر اُسے ٹھوکر سے اُٹھانا پڑا۔

ب نے بیدار ہوتے ہی جب اپنی غفلت سے پیدا شدہ ماجرا دیکھا تو انگشت بدنداں رہ گئی۔ اسے اس بات پر یقین ہی نہ آتا تھا کہ اسے بیدار کرنے کی تمام امکانی کوششیں رائیگاں گئیں سوائے آخری کوشش کے۔

اب اسے اس بات میں کوئی شبہ نہ تھا کہ اس گہری نیند نے اس کا سارا کام بگاڑ دیا۔ اس نے جو کھویا، اسی نیند ہی کے باعث کھویا اور اگر اسے ٹھوکر لگا کر غفلت کا یہ پردہ چاک نہ کیا جاتا تو یہ عالم خواب اُسے بے حد و حساب تباہی سے دوچار کر دیتا یہاں تک کہ اس کا سب کچھ بگڑ گیا ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۸۲ جنگلی جانوروں نے کماد کا ستیاناس کر دیا۔

پرندوں نے ٹھونگیں مار مار کر میووں کو زخمی کر دیا۔ رس زمین پر ٹپکنے لگا۔

بلی نے مینا اور مُرغ کو گھائل کر دیا۔ مویشیوں نے سبزے کو روند ڈالا۔ چوہوں نے بل بنا بنا کر پودوں کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا اور ب مزے سے لیٹے خراٹے لیتی رہی۔ یہ سب کچھ ہو چکا کیا ب اس نقصان کا ازالہ کر سکتی ہے؟ ضرور کر سکتی ہے دنیا میں کوئی بھی نقصان ایسا نہیں جس کا کہ ازالہ ناممکن ہو۔ اگر اب بھی ب، ج سے مکمل اجتناب کرے تو گویا کچھ بھی نہیں بگڑا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۸۳ ب نے جب ج سے کہا کہ آہئی ج کیسے آنا ہوا کیا حال ہے تو ج اس غیر معمولی کلام پہ متحیر ہوا اور کہنے لگا۔ آپ آج کیسے پھیکی پھیکی باتیں کرتے ہیں۔ میں تو آپ کا

پُرانا خادم بچ ہوں۔ آپ کا قدیمی نام لیوا۔ آج کی اس طرزِ کلام نے تو مجھے حیرت ہی میں ڈال دیا۔ وہ بھی کیا دن تھے کہ مجھے آپ کی کمال شفقت و محبت نصیب تھی آپ کی محفل میں میری حاضری نہ صرف میرے لیے سعادت کا موجب ہوتی بلکہ آپ بھی اکثر فرمایا کرتے کہ تمہارے بغیر ہماری مجلس بے کیف سی ہوتی ہے اور آج یوں مخاطب ہیں گویا کبھی جانتے ہی نہ تھے۔ حیران ہوں کہاں وہ مہر و محبت کا عالم اور کہاں یہ سرد مہری ؟

اتنی بڑی تبدیلی اور اچانک۔ عقل سوچنے سے عاجز ہے کہ آپ اس پُرانی شناسائی کو کیوں بھول گئے۔ دیرینہ دوستی کی بے تکلفی کو یکسر کیوں ترک کر دیا سمجھ نہیں آتی کہ بیدار ہوں یا محوِ خواب۔ کیا آپ ہی اب وہ نہیں رہے جو کبھی تھے یا میں ہی بھول گیا، ب نے ج کو کیا جامع و مانع جواب دیا کہ :

زیادہ کہنے کی نہ مجھے ضرورت ہے نہ فرصت۔ اِدھر اُدھر کی باتوں میں الجھا کر تیرا اور اپنا قیمتی وقت کیوں ضائع کروں، سو بات کی ایک ہی بات کیوں نہ کہوں کہ تیرے مطلب کا سودا اب میرے پاس نہیں۔

اب تم میرے پاس کیوں اور کیا لینے آئے ہو؟ ہماری محفل کے تمام انداز بدل گئے اور یکسر بدل گئے۔ پُرانے انداز اب محفل میں کبھی بار نہیں پا سکتے نئے انداز اپنا کر آ ہم تیرا استقبال کریں گے۔ ان شاء اللہ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۸۴ ج نے عرض کی میرے آقا! ہمیں اپنی محفل کے نئے انداز سے روشناس کرائیں، ہماری کیا مجال ہے کہ ہم انہیں نہ اپنائیں۔ کہا کہ تم انہیں کیسے اپنا سکو گے؟ نئے انداز بالکل ہی نئے اور نرالے ہیں۔ ان میں نہ جبہ ہے نہ دستار نہ حال نہ مقام نہ وصل نہ فراق،

نہ غیاب نہ حضور نہ قرب نہ بُعد نہ امید نہ بیم نہ خوف نہ رجاء نہ جادہ نہ مقصود۔
اللہ اللہ! ایک ہُو کا عالم طاری ہے کوئی بھی غیر اس میں نہ آسکتا ہے نہ سما سکتا ہے
میخانۂ طریقت کا یہ جام بے کیف بھی ہے پُر کیف بھی۔ اسے پی کر کوئی کیسے جانبر ہو سکتا ہے؟ ان کی عنایت ہی سے یہ عطا ہو سکتا ہے اور فضل ہی سے جانبر۔ میکدے کا یہ دستور انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہے۔ علم و حکمت جذب و مستی کی نشاندہی تو کرتا ہے رہبری نہیں۔

علم و حکمت دینِ مصطفائی ﷺ کی پیشوائی اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جذب و مستی کی رہنمائی کرتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۸۵ غلام اپنے مالک کا رازدان ہوتا ہے۔ مالک اپنے غلام سے اپنا کوئی راز کیسے پوشیدہ رکھ سکتا ہے مگر وہ اور صرف وہ جو مالک کے سینے ہی میں محفوظ ہوتا ہے۔ کسی دوسرے کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔ یہی حال اللہ اور اللہ کے بندوں کا ہے

واللہ ! باللہ ! تاللہ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۸۶ کوئی غلام اپنے مالک کے کسی بھی راز کو کبھی کسی کو نہیں بتلاتا اگرچہ اس کی جان جاتی رہے۔

غلام اپنے مالک کی آبرو اور آبرو کا پاسبان ہوتا ہے کسی آبرو کو کبھی گزند نہیں پہنچاتا۔ غلام اپنے مالک کا وہ وفادار ہوتا ہے جو جان پہ تو کھیل سکتا ہے مگر

کبھی بے وفائی نہیں کرتا۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ کے غلام جب امام حسین علیہ السلام کی حمایت میں کربل کے میدان میں شہید ہوئے، اہل بیت میں شمار ہوئے۔ اللہ اللہ! کتنا بلند مرتبہ پایا

مرحبًا ، مکرمًا ، مشرفًا

غلام اور مالک میں ذات وصفات کی تمیز ہوتی ہے اور یہ تمیز سدا باقی رہتی ہے، راز و نیاز کی نہیں۔ بتلا غلام و مالک کے اس رشتہ کی حقیقت کو کوئی کیسے جھٹلا سکتا ہے؟

الحمدللحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۸۷ غلام کو اپنے مالک کی غلامی کا بے حد ناز ہوتا ہے اور یہی افتخارانہ ناز اس کی زندگی کا سرمایہ ہوتا ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۸۸ کبھی کبھی اپنی اوقات کو بھول کر آپے سے باہر بھی ہو جاتا ہے اور یہ اسی ناز کی مدہوشی کا عالم ہوتا ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۸۹ غلام اپنے مالک کے در سے کبھی نہیں اُٹھتا اگرچہ بازو سے پکڑ کر نکالا جائے۔ مالک کا در غلام کا آخری در ہوتا ہے۔

غلام اپنے مالک کے کسی بھی سلوک کو کبھی بُرا نہیں سمجھتا اور نہ ہی کسی کو پتہ چلنے دیتا ہے کہ اس کا مالک اس سے راضی نہیں۔

ظاہراً کیسے بھی ہو حقیقتاً مالک بھی غلام کی وفاداری کا قدردان ہوتا ہے دم بھر کی بھی دوری کی تاب نہیں لاتا اگر پتہ چل جاتا ہے کہ اس کا غلام اس سے ناراض ہے، من و تو کی تمیز کو بالائے طاق رکھ کر فوراً راضی کر لیتا ہے جیسے بھی ہو کر لیتا ہے۔ بعض اوقات ایسی دلجوئی کرتا ہے جو کسی اور طرح ناممکن تھی۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۹۰ غلام صرف اپنے مالک کا غلام ہوتا ہے ہر کسی کا نہیں۔ اپنے مالک کے سوا کسی دوسرے سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا مگر اپنے مالک کے لیے اور مالک ہی کے حکم سے اور یہ کبھی ہو سکتا ہی نہیں کہ کوئی غلام اپنے مالک کے سوا کسی دوسرے سے اپنی حاجت بیان کرے۔

غلام غیرت کے بلند مقام پر فائز ہوتا ہے اور آخر دم تک اسے کبھی گرنے نہیں دیتا۔

وہ یہ تسلیم کیا کرتا ہے کہ اس کا کسی دوسرے سے کوئی سوال کرنا اس کے مالک کی شان کے شایاں نہیں، ہتک کے مترادف ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۹۱ اگر کوئی غور کرے تو تاریخِ عالم کی ساری داستانیں مالک و غلام ہی کی داستانیں ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۶۹۲ تیری کسی بھی چیز میں کوئی کمی نہ آئی۔ تیری ہمت جوں کی توں، قوت قائم، عزم جوان، ولولہ تازہ اور ذوق وشوق اسی طرح انگڑائیاں لے رہا ہے۔ تیری ہر صلاحیت برقرار ہے۔

اے میری جان!

تو صرف سویا ہوا ہے اور یہی دانائے راز مبصرین کا متفقہ فیصلہ ہے۔

یہ سمجھ میں نہیں آتا کیسے جاگو گے اور کون جگائے گا۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ اللہ جگائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام جب کسی قوم پہ اپنا کرم فرماتے ہیں اس قوم کے نوجوانوں کے دلوں میں احساس بیداری پیدا کر دیتے ہیں۔

یا اللہ! ہمارا یہ معاملہ تیری "کُن" کا محتاج ہے۔ یا حی! یا قیوم!

الحمد للہ الحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۹۳ اے اقوامِ عالم کی داستان کے بطلِ عظیم! آج تیرے کسی میدان میں کوئی علم نہیں لہرا رہا۔ نہ دین کے میدان میں نہ دنیا کے۔ وہ بھی کیا دن تھے کہ تیرے تیوروں کی تاب لانا کسی کے بس میں بھی ممکن نہ تھا۔ تو اور کفار سے مرعوب؟ اللہ اللہ! توبہ توبہ! عقلِ سلیم تسلیم نہیں کرتی۔ تیری سطوت وہیبت سے بحر وبر لرزتے اور تیرے دبدبے کے سامنے ہر دبدبہ ہیچ ہوتا۔

بڑے بڑوں کی عظمت تیری عظمت کے سامنے سرنگوں ہوتی۔ تیرا نام سن کر شیروں کے دل دہل جاتے، پتّے پانی ہو جاتے۔ اگر کسی میدان میں موت سے واسطہ ہوتا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتا، کوئی خوف کبھی نہ کھاتا اور کسی بھی ماں کے لال کو تیرے مقابلہ کی جرأت نہ ہوتی۔

اے دنیائے دوں کے مایہ ناز سپوت! آج تیری تاریخ کے تابناک قصے افسانے بننے لگے۔ کیوں؟ آخر کیوں؟

اے میرے نوجوان!

تو دبنے کے لیے نہیں چھانے کے لیے ہے،

ہرنے کے لیے نہیں ہرانے کے لیے ہے،

بھاگنے کے لیے نہیں بھگانے کے لیے ہے،

مٹنے کے لیے نہیں مٹانے کے لیے ہے،

تجھے کوئی مٹا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۹۴ مغلیہ خاندان کے نامور فرماں روا اورنگ زیب عالم گیر کی خدمت میں ایک بہروپیا حاضر ہوا آپ نے اس سے فرمایا مجھ سے کوئی انعام لینا ہے تو مجھ کو دھوکہ دو۔ شاہانہ آداب بجا لانے کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہوا اور فقیرانہ لباس پہن کر دکن میں جا بیٹھا اس نے اپنے کھانے پینے کا نہ معلوم کیا بندوبست کیا البتہ وہ لوگوں کے سامنے کچھ بھی نہ کھاتا پیتا رفتہ رفتہ لوگ اس کے پاس آنا شروع ہوئے اور اس کے زہد و تقویٰ کی ہند میں دھوم مچ گئی۔ زائرین کی نیاز کو قبول نہ کرتا واپس کر دیتا۔ اس کی اس مصنوعی بے رغبتی نے اسے معروفِ زمانہ کر دیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کے دربار میں پہنچی کہ دکن میں ایک تارک الدنیا ڈیرے جمائے بیٹھا محو حق ہے۔

اورنگ زیب عالم گیر دیندار بادشاہ تھے۔ ان کے دل میں ملاقات کا شوق گدگدایا اور ہمہ تن اشتیاق کر کے ان کی خدمت میں سلام کو حاضر ہوئے جب اس بہروپیے کی

خدمت میں اورنگ زیب عالم گیر نے نیازمندانہ سلام پیش کیا، ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔
عرض کی۔ جہاں پناہ! یہ وہی بہروپیا ہے جسے کہ حضور نے دھوکہ دینے کا ارشاد فرمایا تھا۔
اللہ کا شکر و احسان ہے کہ حضور میں نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد اورنگ زیب عالم گیر نے فرمایا کہ وہ اسے زیادہ سے زیادہ کیا انعام دے سکتا ہے مگر ایک تھیلی۔ تیرے پاس لاکھوں آدمی عقیدت مندی سے آئے اس سے کہیں زیادہ تو ان سے لے سکتا تھا۔ بہروپیے نے کیا خوب جواب دیا۔ ماشاءاللہ! بہروپیے کا یہ جواب ہم سب کو دے گیا اور قیامت تک طریقت الاسلام میں درخشندہ و تابندہ رہے گا۔ بہروپیے نے کہا۔

جن پاک لوگوں کا جامہ پہن کر آپ کو دھوکہ دیا تھا ان کو لاج لگ جاتی
اس پہ اورنگ زیب عالم گیر نے خوش ہو کر بہروپیے کو بے حد انعام و اکرام بخشا۔
گویا جامہ طریقت کے احترام کی پاسبانی میں ایک بہروپیا بازی لے گیا۔ یہ نہایت ہی غور کا مقام ہے، غور فرمائیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۹۵ جو قول و فعل اللہ رب العلمین کی بارگاہ رب ذوالجلال والاکرام میں مقبولیت کا شرف حاصل کر لیتا ہے قیامت تک اللہ کے بندوں کی زبانوں پہ زندہ اور باقی رہتا ہے۔ کسی بھی زمانے میں کبھی فنا نہیں ہوتا اور یہی باقیاتُ الصالحات کی مقبولِ عام تشریح ہے

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۹۶ وہ بھی کیا دن تھے کہ تیری نظروں میں تیرے اللہ کے سوا کسی کی بھی شان مطلق نہ جچتی۔

کوئی اہمیت نہ رکھتی اور جس جاہ وحشمت کے پیچھے تو مارے مارے پھرتا ہے، تیری لونڈی بن کر تیرے حضور میں، اے او سونے والے نوجوان! دست بستہ باریابی کے لیے منتظر رہتی اور آج تو اپنے غلاموں کے غلاموں کا غلام بنا ہوا ہے اور یہ مر جانے کا مقام ہے۔

تیری غیرت کیوں جوش میں نہیں آتی اور اس کمی کا تجھے کیوں احساس نہیں ہوتا؟
اگر تو نے اب بھی اپنی حالت نہ بدلی تو کب بدلو گے؟

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۹۷ فطرت ربوبیت کی مظہر ہے، کسی معلم کی مطلق محتاج نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۹۸ مومن کی ہمت آخری دم تک دم نہیں توڑتی اور اللہ نے یہ ورثہ مومن ہی کو بخشا ہے

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۶۹۹ اور یہ شان بھی اللہ نے مومن ہی کو بخشی کہ زندگی کے کسی میدان میں کبھی نا اُمید نہیں ہوتا، حتیٰ کہ موت سے ہمکنار ہو۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۰۰ نہ تدبیر پہ تکیہ رکھتے نہ تقدیر پہ، جس کام کا عزم کر لیتے کر کے رہتے، کبھی باز نہ آتے۔ اپنے عزم سے بال بھر پیچھے نہ ہٹتے حتیٰ کہ جیسے وہ چاہتے اللہ کر دیتا۔ اگر کسی حکمت

کی بنا پر تکمیل پہ گذر نہ رکھتے، جاتے وقت یہ امید لے کر جاتے کہ وہ کام ضرور ہو کر رہے گا۔ اگرچہ کسی سے ہو۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۰۱ "کُن" اُن کے عزم کا استقبال کرتی اور ضرور کرتی۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۰۲ اگر کسی میدان میں ہار بھی جاتے تو بے دل نہ ہوتے اس ہار کو تازیانۂ عبرت سمجھ کر اپنی ہر کمی کو دور کرنے کی پُوری کوشش کرتے۔ ہار کو فتح کا مژدۂ جانفزا تصور کرتے۔ نصرت کے لیے اپنے ناصر کی طرف رجوع کرتے ناصر نصرت و فتح سے ہمکنار فرما دیتا۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۰۳ ہار کو اپنی طرف اور فتح کو فضل کی طرف منسوب کرتے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۰۴ ہجرت کے بعد نصرت اور شکست کے بعد فتح مومن کے ایمان کا وہ ضروری جزو ہے جسے کوئی جُھٹلا نہیں سکتا۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۰۵ اے میرے نوجوان! اپنے آبا کی خصلت پیدا کر۔ تیرے سفینے کو کوئی موج کیسے

ڈبو سکتی ہے؟

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۰۶ یہ ہچکولے تیری بیداری ہی کے لیے ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۰۷ جینے والو! مرنے والوں سے عبرت حاصل کرو۔ ان کی صرف ایک ہی تمنا ہے کاش وہ دنیا میں وہ کام کرتے جو ان کے کام آتے اور کیا ہی خوش نصیب ہوتے جو اللہ کے لیے جیتے اور اللہ کے لیے مرتے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۰۸ قبرستان میں جاکر دیکھ تیرے اَبّے کا کیا حال ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۰۹ مالک کو اپنے ہر غلام کی لاج ہوتی ہے اگرچہ روسیاہ ہو۔ یہاں تک کہ بے وفا بھی ہو۔

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۱۰ مالک یہ کبھی برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کے غلام کی کوئی دوسرا تذلیل کرے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۲۷۱۱ تم اللہ کو کیا سمجھتے ہو، اللہ مالک الملک اور حاضر وناظر ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے، اسے کون روک سکتا ہے؟

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۱۲ اگر کوئی اپنے اللہ کو حاضر وناظر جان لے تو کبھی بھی کوئی بُرائی نہ کرے۔ اپنے مالک کے روبرو کوئی غلام کسی بھی بُرائی و بے حیائی کی کیسے جرأت کر سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۱۳ ایک صاحب نے کثرت کی تعداد پوچھی۔
کثرت قوت و گنجائشِ وقت پہ موقوف ہوتی ہے۔
سو بار کثرت کا کمترین اور ستر ہزار اعلیٰ ترین درجہ ہے۔
کثرت کا میانہ درجہ اکتالیس ہزار بار ہے اور یہی ہمارے ہاں رائج ہے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز وما توفیقی الا باللہ!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۱۴ اوّل بھی تو، آخر بھی تو، ظاہر بھی تو، باطن بھی تو، میرے اندر بھی تو، میرے باہر بھی تو، ہر شے میں تو اور کوئی بھی شے تجھ سے خالی نہیں۔ یا حی یا قیوم

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۱۵ ملائک بعہدِ زندگانی کے معتبر مبصر ہیں، سوچ کر بول سنبھل کر چل، تیری کوئی بھی شے کسی سے

بھی پوشیدہ نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۱۶ ہر جمال میں تو ہر جلال میں تو ہر کمال میں تو ہر زوال میں تو ہر عطا میں تو ہر بلا میں تو، ہر سُو میں تو، ہر کُو میں تو۔ یا حی یا قیوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۱۷ ہر کھیت میں تو ہر ریت میں تو ہر حجر میں تو ہر شجر میں تو، ہر بحر میں تو ہر لہر میں تو، ہر انگ میں تو، ہر رنگ میں تو، ہر ساز میں تو ہر آواز میں تو، یا حی یا قیوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۱۸ ازل بھی تو ابد بھی تو، ابتدا بھی تو انتہا بھی تو، توریت بھی تو زبور بھی تو، انجیل بھی تو قران بھی تو، مستور بھی تو، منشور بھی تو، یا حی یا قیوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۱۹ ہر حال انتہا کو پہنچ کر بدلا کرتا ہے۔ یہ حال انتہا ہی کو پہنچ کر بدلا۔ الحمد للہ علیٰ کلِّ حالٍ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲،۲۰- بندہ جب قرآن کریم کی کسی سورۃ کی تلاوت کسی وجہ سے جاری نہیں رکھ سکتا، پھر جب اسے تلاوت کی توفیق بحال کی جاتی ہے تو اس کا قلب ایسی فرحت محسوس کرتا ہے جیسی روزے دار کا جگر افطاری کے وقت ٹھنڈے شربت سے!

الحمد للحیّ القیّوم!

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۲۱ ہجرت حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت ہے۔

ہجرت مہاجر کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔

ہجرت شہادت کا اوّلین قدم ہے۔

ہجرت اِلَی اللہ ہجرت کا بلند ترین مقام ہے۔

ہجرت اِلَی اللہ چلیست؟ —— ترکِ معصیت!

ہجرت کا انتہائی مقام دیارِ ہستی سے ہجرت ہے، اور یہ مقام کہیں کسی کو نصیب ہوتا ہے، ہر کسی کو نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّزاقین

۲۷۲۲- بندے کا جینا جب تنگ ہو جاتا ہے، مجبور ہو کر ہجرت کر جاتا ہے۔ اور وُہ انتہائی مایوسی کا عالم ہوتا ہے! —— اور اے جانِ من! بے دل مت ہو، ہجرت کے بعد نصرت فطرت کا اٹل قانون ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۲۳- شیطان کے سر پر سینگ نہیں ہوتے۔ مذموم خصائل کے باعث ہی شیطان

شیطان ہے ـــــ اور یہی شیطان جب اوصافِ حمیدہ کا حامل تھا۔
مُعَلِّم الملائک تھا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۲۴ - دُنیادار دُنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ دین دار دین کی طرف!
فقیر اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ نہ دُنیا کی طرف نہ کسی اور طرف۔
جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ عزّ و جلّ ذوالجلال والاکرام اپنے خاص لطف و کرم سے
اپنے کسی بندے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، بندہ بیچارہ گنہگار و خطاکار کیونکر
اور کیسے ربِّ عرشِ عظیم و ربِّ عرشِ کریم و ربِّ عرشِ مجید کی طرف متوجہ ہونے کی
جرأت و جسارت کر سکتا ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۲۵ - قرآن و سُنّت کی روشنی سے اپنی راہ روشن کر! - اور
قرآن و سُنّت میں کسی بھی برائی کا نام تک نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۲۶ - اپنے سوال کے جواب میں سورۃ الکافرون پڑھ!
اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے شیخ کی تعظیم و تکریم کریں، تو اُسے
چاہیئے، کہ وہ لوگوں کے شیوخ کی تعظیم و تکریم کرے۔

وَما علینا الاّ البلاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۲۷ توجّہ ہمارا تکیہ کلام بنا ہوا ہے۔ ہر کوئی ہر کسی سے توجہ کی فرمائش کرتا ہے۔ نہ ہر کوئی ہر کسی پہ متوجہ ہو سکتا ہے، نہ ہی متوجّہ توجّہ کی تاب لا سکتا ہے۔

گونجیں پہاڑ کی غاروں میں انڈے دیکر سرما میں پاکستان آجاتی ہیں۔ گونج کی توجّہ اپنے انڈوں پہ ہوتی ہے۔ اور اسی توجّہ سے انڈوں میں بچّے بنتے ہیں۔ جس انڈے سے گونج کی توجہ اُٹھ جاتی ہے، سڑ جاتا ہے۔ یہ ایک پہاڑی پرندے کی توجّہ کا حال ہے۔ بندوں کی بندوں پہ، اور پھر اللہ تبارک وتعالےٰ عزّ و جلّ ربّ عرش عظیم، ربّ عرش کریم ربّ عرش مجید، ربّ العالمین کی اپنے بندوں پہ توجہ کا کیا حال ہوگا، اور کیا مقام ہوگا؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۲۸ توجّہ حجابات اٹھا دیتی ہے، ہلچل مچا دیتی ہے، سینے سے کینے و کدورت کو ختم کر کے اپنے لئے وقف کر لیتی ہے۔ جس کام کو تلقین کبھی نہیں کر سکتی، دم بھر میں کر دیتی ہے —— اور اے جانِ من! یہ توجہ کا ابتدائی مقام ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۲۹ توجّہ سینے کو گرما دیتی ہے، بیقرار کر دیتی ہے، بیتاب کر دیتی ہے، اور جب تک غیر کو سینے سے نکال نہیں دیتی، جدّ و جہد جاری رکھتی ہے —— بے شک غیریّت سے پاک سینہ معرفت کا خزینہ ہے۔ واللہ باللہ تاللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۳۰ تلقین سینے کو غیریت سے کبھی پاک نہیں کر سکتی۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے یہ مقام

عشق ہی کو بخشتا ہے

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۳۱ رُوح و قلب و نفس، تینوں کا آپس میں مربوط و متّصل و متحد ہو کر کسی خُفتہ نصیب کے نصیب کو بیدار و بلند کرنے کی نیّت سے اس کی طرف کمال محبّت کے عالم میں دیکھنے کا اصطلاحی نام توجّہ ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۳۲ اکرم الاکرمین جب اپنے کرم سے اپنی مخلوق کی طرف متوجّہ ہو جاتے ہیں، متوجّہ مکرم بن جاتا ہے !

یاکریما اکرمنی و اکرمنا بکرمک یا اکرم الاکرمین ! آمین !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۳۳ آنے والو ! جانے والوں سے عبرت حاصل کرو

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۳۴ جانے والو ! آنے والوں کو بتا کر جانا، کہ دنیا آزمائش گاہ ہے، آسائش گاہ نہیں۔ جو آزمائش میں اُلجھا، اُلجھ گیا !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۳۵ مسجد سے تو مسلمان پہلے ہی نکل چکے ہیں، جو باقی ہیں، انہیں رہنے دو!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۳۶ مسجد اللہ کے ذکر کے لئے ہوتی ہے، اگر مسجد میں اللہ تبارک و تعالےٰ کا ذکر نہ کیا جائے، تو اور کیا کیا جائے؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۳۷ تکریم نے سرکش کو اپنا بنایا۔ تحقیر نے اپنے کو بیگانہ! کوئی اس پہ جتنا بھی غور کرے، کم ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۳۸ بے شک تکریم مستحسن اور تحقیر مذموم ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۳۹ ملّت کے فروغ و استحکام کے لئے اتّحاد و محبت سے مل کر چلو۔ اتحاد و محبت سے مل کر چلنے والے کبھی ناکام نہیں ہوتے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۴۰ محبّت کرو اللہ کے لئے
عداوت کرو اللہ کے لئے

مِلو — اللہ کے لئے

لڑو — اللہ کے لئے

جیٔو — اللہ کے لئے

مرو — اللہ کے لئے

اس حال میں جینا قابلِ رشک جینا ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۱۴ اللہ کے دینِ اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کے ساتھ اس راہ میں جو سلوک بھی ہوتا ہے، وہ اسے اللہ ہی کی طرف سے تازیانۂ اصلاح سمجھتے ہوئے صبر کرتے ہیں، صبرِ جمیل ـــــ یعنی جس میں کہ شکوہ و شکایت کا نام تک نہ ہو۔ دل میں بھی بُرا نہیں مناتے۔ اللہ کی طرف سے تحفہ سمجھ کر اللہ کا شُکر ادا کرتے ہیں :

اے ہم نشین !

اللہ کے دینِ اسلام کی تبلیغ کسی کے روکنے سے نہیں رک سکتی : اور کون اسے روکنے کی تاب لاسکتا ہے ؟ یہ وہ سیلاب ہے، جو پہاڑوں تک کے دل چیر دیتا ہے، میدانوں کے سینے چاک کر دیتا ہے۔ اسے روکنے والی بڑی سے بڑی قوت اس کے سامنے پرِ کاہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی :

مخالفت تبلیغ کو کبھی روک نہیں سکتی۔ اس کی رَو میں خس و خاشاک کی مانند بہہ جاتی ہے۔ مخالفت ازل سے جاری ہے، ابد تک رہے گی : اس کا مقدّر دبنا نہیں، اُبھرنا ہے۔ رُکنا نہیں بڑھنا ہے۔ اور یہی اس کا ازلی دستور ہے ! الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۴۲ صاحبِ منزل صاحبِ فیض کی، اور صاحبِ فیض صاحبِ منزل کی تلاش میں رہتے ہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۴۳ صاحبِ فیض صاحبِ منزل کو پالیتا ہے اگرچہ کوہ قاف میں ہو۔ اسی طرح صاحبِ منزل صاحبِ فیض کو!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۴۴ جو منزل اختتام پہ فیضیاب نہ ہو، ناقص۔ جو فیض تقسیم نہ ہو، وہ بھی ناقص!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۴۵ منزل اگر مقبول ہوتی، ضرور فیض پاتی۔ اور فیض اگر کامل ہوتا، ضرور بٹتا

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۴۶ کسی منڈی میں کوئی ناقص چیز کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی، چہ جائیکہ اس منڈی میں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۴۷ کیلے اور کریر کی دوستی کیسے نبھ سکتی ہے؟ کریر کے پتے نہیں ہوتے اور کیلے کے کانٹے نہیں ہوتے۔ کریر کے کانٹے کیلے کے پتوں کو چھلنی کر دیتے ہیں۔ اور کیلے کو اپنے پتے بےحد محبوب ہوتے ہیں۔ یہ دوستی لگ تو سکتی ہے، نبھ نہیں سکتی!

الحمد للحیّ القیّوم! فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۴۸ اللہ رب العالمین کی کسی نعمت کو کوئی کیسے جھٹلا سکتا ہے؟ کائنات کا ہر ذرہ ہر پتّا ہر ریزہ اور ہر قطرہ اللہ کی نعمت کا مظہر ہے۔ غور کریں، تو کوئی بھی چیز ایسی نظر نہیں آتی جو نعمت نہ ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۴۹ تیز گام گاڑیوں کے انجن جنکشن پہ صرف پانی کے لئے رکا کرتے ہیں، آرام کے لئے نہیں۔ ورنہ کوئی گاڑی کیسے وقت پہ منزل مقصود تک پہنچ سکتی ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۵۰ جس فکر کی اللہ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں تاکید فرمائی ہے، مقبول، اور یہ فکر جس میں کہ تو مبتلا ہے، فضول ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۵۱ وہ فکر بلوغ المرام، اور یہ فکر — الامان الامان!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۵۲ یہ سب جام پیئے جا چکے، کوئی نیا جام لا! تیرے میکدے کے رندوں کا یہ اجتماعی اصرار ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۷۵۳ اللہ رب العٰلمین کی کس نعمت کو کوئی کیسے جھٹلا سکتا ہے ؛ کائنات کا ذرّہ ذرّہ ، ہر پتہ ، ہر ریزہ اور ہر قطرہ اللہ کی نعمت کا مظہر ہے ۔ غور کریں تو کوئی بھی چیز ایسی نظر نہیں آتی جو نعمت نہ ہو ۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۲۷۵۴ شیر بھیڑیے کی طرح کبھی گھاس نہیں کھاتا اگرچہ بھوکا مر جائے ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیرُ الرّازقین

۲۷۵۵ باز کوّے کی طرح سارا دن ٹھونگیں نہیں مارا کرتا اور نہ ہی کسی کے مارے کو کھایا کرتا ہے ! باز کبھی مردار نہیں کھاتا ۔ مردار میں پرواز کی قوت نہیں ہوتی ! باز کی پرواز اور کوّے کی پستی روزی ہی کی بدولت ہے ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں طیّب رزق نصیب کرے ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ عِلۡمًا نَافِعًا وَّ رِزۡقًا طَیِّبًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا

آمین آمین آمین

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیرُ الرّازقین

۲۷۵۶ کوّا شام تک لگاتار کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور باز ایک بار کھا چکنے کے بعد کھانے کا خیال تک نہیں کرتا ۔ اس لیے اور صرف اس لیے کہ کوّے کی روزی مردار اور باز کی طیّب ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

۲۷۵۷ مُردار کا سڑا ہوا گوشت اُڑتے ہوئے بٹیر کا مقابلہ کر سکتا ہے ؟ ہر گز نہیں !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۷۵۸ قبر میں دنیا کی ایک بھی چیز نہیں ہوتی، ہر شے دنیا ہی میں رہ جاتی ہے ۔ قبر میں کوئی کام نہیں ہوتا، کسی سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ۔ نہ ہی کہیں آنا جانا ہوتا ہے ۔ صرف ایک حسرت قیامت تک مُردے کو قبر میں رُلاتی ہے ۔ کاش کہ وہ دنیا میں مردوں کی طرح جیتا اور ایسے جیتا جیسے کہ یہاں جیتا ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۷۵۹ نہ معلوم یہ باتیں کیوں تیرے دل میں نہیں اترتیں ! حالاں کہ دل سے نکلی ہوئی بات دل ہی میں اُترا کرتی ہے کہیں اور نہیں ۔

اسے میری جان !

تو ایسے کیوں نہیں جیتا جیسے کہ جینے کی مُردوں کو حسرت ہے اور ایسے جینا، اسے او جینے والے ! رہبانیت نہیں، تیرے اللہ کے دینِ اسلام کی روح ہے اور جب تک تو ایسے نہیں جیتا تیری کوئی بھی جدوجہد کیا رنگ لا سکتی ہے ؟ اور کیا گل کھِلا سکتی ہے ؟

اے او جینے والے ! طارقؒ کی طرح جی ، خالدؓ کی طرح جی ، جامیؒ کی طرح جی اور رُومیؒ کی طرح جی ۔ ہرگز ایسے مت جی اور کبھی ایسے مت جی جیسے کہ جیتا ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۷۶۰ نفاست اپنے فاعل (نفاست پسند) کو کبھی فراغت سے بیٹھنے نہیں دیا کرتی۔ ہر وقت کسی نہ کسی انداز میں مصروف رکھا کرتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۲۷۶۱ جب جوش ہوتا ہے، ہوش نہیں ہوتا۔ جب ہوش ہوتا ہے جوش نہیں ہوتا۔

سلوک کی منزل میں جوش کے ساتھ ہوش اور ہوش کے ساتھ جوش لازم وملزوم ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۲۷۶۲ عمل۔ عامل سے اور نکتہ، نکتہ ور سے حاصل ہوتا ہے، مطالعۂ محض سے نہیں

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۲۷۶۳ ارادتِ ازلی کا یہ قدیم دستور ہے جو کبھی نہیں بدلتا کہ ہر شے کمال کو پہنچ کر بدل جاتی ہے اس لیے کہ کمال سے آگے اور کوئی مقام نہیں ہوتا۔ خودی جب کمال کو پہنچتی ہے، بیخود ہو جاتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۲۷۶۴ خودی مقامِ انا اور بے خودی مقامِ فنا ہے اور اے جانِ من! انا کی فنا ہی میں بقا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۲۷۶۵ ہمارے دورِ استحسان کے کمالات ادراک میں نہیں آسکتے! ڈھاکے کی ململ کا پورا تھان انگوٹھی میں سے گذر جاتا۔ ناریل میں بند ہوسکتا! حوصلہ افزائی تو ہماری کس نے کرنی تھی، انگوٹھے کاٹ کر صنعت کو ملیامیٹ کردیا۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۷۶۶ جدید دورتمام تر سائنسی ترقی کے باوجود ویسے نادر نمونے ابھی تک پیش نہیں کرسکا۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۷۶۷ تسبیحات کے میدان میں بھی ہم اپنی مثال آپ تھے۔
حضرت عمیر بن ہانی رضی اللہ عنہ روزانہ بلاناغہ ہزار سجدہ میں ایک لاکھ بار تسبیح پڑھتے اور اس معیار کو ابھی تک کوئی مات نہیں کرسکا۔ واللہ اعلم بالصواب!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۷۶۸ ملّی تمکنت کا انحصار قومی کردار اور صنعت و حرفت پہ موقوف ہے اگر تیغ بنانے والے لوہار کی دلجوئی کی جاتی تو کوئی وجہ ہی نہ تھی کہ وہ بکتر بند گاڑی اور طیارہ تیار کرنے میں اپنے کسی حریف سے پیچھے رہتا۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللہُ خَیرُ الرّازِقین

۲۷۶۹ قومی کردار بلند کرو! صنعت و حرفت کو فروغ دو۔ یہی دو صفات سیادت و قیادت

کی امین ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۷۰ کسی پیشے کو رذیل مت جان! کوئی پیشہ رذیل نہیں اور غیر ضروری بھی نہیں۔ نظامِ کائنات کو چلانے کے لیے ہر پیشہ ناگزیر ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۷۱ خاکروب تیری نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ لیکن بادشاہ کے حضور میں جو قرب خاکروب کو حاصل ہوتا ہے، کسی بڑے سے بڑے اہلکار کو بھی نہیں ہوتا۔ خاکروب کی رسائی حرم سرا تک ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۷۲ فن کار کی تحسین فن کی ترقی اور تحقیر تنزل کا باعث ہوتی ہے۔ ہم نے کپڑا بننے والے کو جولاہا۔ پاولی۔ کاسبی اور نہ جانے کیا کیا کہا۔ اس تحقیر نے اسے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ اس کا فن مذموم ہے اور کوشش کی کہ فن اس کی نسل میں جاری نہ رہے۔ فروغ دینا تو درکنار وہ متنفر ہو کر اس سے دامن چھڑانے کے درپے رہا۔ ان تحقیر آمیز کلمات نے اس بے چارے کو کھڈی تک محدود رکھا اور دورِ حاضرہ کی پارچہ بافی کی تمام کلیں تحسین ہی کا ثمرہ ہیں۔ آدم زاد کی ستر پوشی کے معاون کو کمین و ذلیل قرار دینا کسی بھی طرح مستحسن نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۲۷۷۳ حیرت کی وادی اتنی وسیع ہے کہ باتوں سے تو ہر کوئی اسے طے کر سکتا ہے اور ہم سب نے طے کی ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسے طے کرنا تو درکنار، کوئی اس میں قدم تک نہیں رکھ سکتا۔ یاحی یاقیوم!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۷۴ حضرت زہد الانبیاء قدس سرہ العزیز دس سال حیرت کی وادی میں رونق افروز رہے۔ مرحبًا، مبارک گاہکرمًا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۷۵ جس وادی کو دنیائے طریقت الاسلام کے نامور شہسوار، شاہ نشین، ولی الھند والسندھ کے مایۂ ناز سپوت نے دس سال میں طے کیا، ہم کیسے کر سکتے ہیں؟ ہمارے پاس اے جانِ من! باتوں کے سوا اور کوئی شے نہیں اور باتوں سے بھی کبھی کسی کی کوئی بات بنی؟ باتوں سے باتیں بگڑا کرتی ہیں، بنا نہیں کرتیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۷۶ نہ کوئی حیرت کی تاب لا سکتا ہے نہ آزمائش کی۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۷۷ آدمیت وانسانیت وبشریت کی تکمیل کا انحصار حیرت و آزمائش کی ہر دو وادیوں کو سلامتی سے عبور کرنے پر موقوف ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۷۸ صالحیت کی سند کا حصول کیمیا و سیمیا و ریمیا و لیمیا و ہیمیا کی اسناد کے حصول سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ اگر ستر ہزار گنا بھی مشکل کہیں تو مبالغہ نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۷۹ جس وادی کو کوئی عبور نہیں کر سکتا، اس کا ذکر چہ معنی دارد! کون کہتا ہے کہ اس وادی کو عبور نہیں کر سکتا، یہ کہتے ہیں کہ باتوں سے کوئی اس وادی کو عبور نہیں کر سکتا! اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مبصر کی رفاقت ورہنمائی کے بغیر ہرگز کوئی اسے عبور نہیں کر سکتا۔

یا اللہ العلیُّ العظیم! اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں کو کسی بھی ایسی آزمائش وحیرت میں نہ ڈالیں، جن کی وہ تاب نہ لا سکیں۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ أَسْتَغِیْثُ أَنَا عَبْدٌ مُذْنِبٌ ذَلِیْلٌ وَأَنْتَ رَبِّیْ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام! فَاعْفُ عَنِّیْ فَإِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ یَا عَظِیْمَ الْعَفْوِ یَا نِعْمَ النَّصِیْر! آمین!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۸۰ حیرت کی تشریح مت پوچھ

حیرت، حیرت میں ڈال دیتی ہے۔

حیرت عبد و معبود کے تعلق کا وہ راز ہے جو معبود ہی کے فضل و کرم سے عبد کی سمجھ میں آسکتا ہے، کسی اور طرح نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللہُ خیرُ الرّازقین

۲۷۸۱ عبد و معبود کے تعلق کی تشریح احاطۂ تحریر میں کون لا سکتا ہے؟

حضرت شمس الدین ترک جب میرے آقا و مولا، میرے آبا، میری سرکار حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ العزیز سے فنا و بقا کی تشریح پوچھتے، پھر جب آپ نے اپنے وصال کے بعد اپنے جنازہ کی نماز پڑھائی تو شمس الارض موصوف نے عرض کی۔ اے میرے آقا کی نمازِ جنازہ کے امام! آپ کون ہیں؟ لوگ مجھ سے پوچھیں گے کہ صابر صاحب کے جنازہ کی نماز کے امام کون تھے، تو میں کیا جواب دوں گا؟ —— اس پر آپ نے اپنے رُخِ انور سے نقاب سرکائی اور فرمایا۔

اے میرے شمس! تو مجھ سے فنا اور بقا کی تشریح پوچھا کرتا تھا، بتا اس وقت میں کیسے تجھ کو سمجھاتا؟ پھر آپ نے اپنے جنازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

وہ فنا ھے، یہ بقا ھے۔

یہ کہہ کر آپ نے نقاب اوڑھی اور آن کی آن میں روپوش ہو گئے! یہ بیان الکتابی طالبِ علم کے لیے حیرت اور طریقت کے طالبِ علم کے لیے تقویۃ الایمان کا موجب ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللہُ خیرُ الرّازقین

۲۷۸۲ اگر ہم اپنے اللہ کو اپنے لیے کافی سمجھتے، اللہ کی قسم ہم کبھی کسی کے محتاج نہ ہوتے۔ ہماری ہر حاجت کا قاضی الحاجات اللہ ہوتا! واللہ! باللہ! تاللہ!

الحمد للحی القیوم

فَاللہُ خَیرُ الرّازِقِین

۲۷۸۳ اس مٹی میں ہوا کیا کیا زور دکھاتی ہے! مٹی کو اُڑاتی ہے! آگ کو بھڑکاتی ہے، اور اتنا گرماتی ہے کہ مٹی آگ کی طرح آگ بن جاتی ہے، پھر پانی کو جوش میں لاتی ہے۔ سمندر میں طوفان برپا کر دیتی ہے، ہلچل مچا دیتی ہے۔ سمندری جانوروں کا جینا تنگ کر دیتی ہے، اور اقلیم قلبوت میں ہنگامی حالات پیدا کر دیتی ہے اور کسی کو بھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتی۔ یہ قلبوت مٹی، آگ، پانی اور ہوا سے زندہ و قائم ہے اور مٹی سے ہی یہ بُت معرضِ وجود میں آیا اور اللہ نے اسے اپنے ہاتھ سے بنایا۔

اپنی کل کائنات کو امرِ "کُن" سے پیدا فرمایا اور آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ یہ ہوا یہ آگ، یہ پانی، اس مٹی ہی کو زندہ و قائم رکھنے کے لیے ہیں۔ یہ مٹی ان کے لیے نہیں۔

جب تک ہوا، آگ اور پانی مٹی کے تابع نہیں ہوتے، قلبوت کے اقلیم میں کیسے امن قائم رہ سکتا ہے؟

مٹی حاکم ہو اور دیگر عناصر محکوم۔

ہر عنصر کے لیے حد ہے۔ کوئی عنصر حد سے تجاوز نہ کرے، پھر اس قلبوت میں امن قائم رہ سکتا ہے ورنہ نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللہُ خَیرُ الرّازِقِین

۲۷۸۴ مٹی جب مٹی ہوئی، پاک ہوئی۔ آتش فشانی ختم ہوئی، طوفان تھم گیا۔ پانی کی تیز و تند لہریں

مانند پڑ گئیں۔ گویا اس کے تلاطم نے شانت مہا ساگر کا روپ دھار لیا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۸۵ ہوا، آگ اور پانی جب ارادتِ ازلی کے فیض و کرم سے اپنی اپنی حدود کے اندر محدود ہوئے۔ اسی مٹی نے، جو ایک مدت مضطر و بیقرار رہی، کیا کیا گل کھلائے! اور کیسے کیسے رنگ دکھلائے! یہی مٹی جو ویران تھی، گلزار بن گئی! ماشاء اللہ! الحمد للہ! اللہ اکبر

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۸۶

وقف المیلاد

روح اور نفس دونوں کی سیر کو سیر الی اللہ کہتے ہیں۔ عاشقانِ طریقت اپنے محبوبان کا جمال دیکھنے کے لیے جب اپنا اضطراب ظاہر کیا کرتے ہیں، خواہ وہ کیسا ہی مقام کیوں نہ ہو، اس اضطراب پر راحت ظاہر کرنے کے لیے ان محبوبان کو خود اس مقام پر جانا پڑتا ہے۔ جیسے دوزخ کی آگ میں عاشقانِ طریقت اپنے محبوبانِ عشق و محبت کا جمال دیکھنے کے لیے اپنا اضطراب دوزخ کی آگ پر ظاہر کریں گے۔ تو وہ دوزخ کی آگ اس عشق کے سوز کی آگ سے اپنی قوت کمزور سمجھ کر اس سے مغلوب ہو کر اپنے وجود میں کچھ خنکی اور سردی محسوس کرے گی۔ اسی طرح جنت کے مقام پر رہتے ہوئے وہ محبوبان عاشقان و محبانِ طریقت اپنے وجود میں اس قسم کا سوز اور جلن کی تڑپ محسوس کریں گے جس سے ان کو وہ مقام اپنی راحت و آرام ظاہر نہیں کر سکے گا اور پھر ان عاشقانِ طریقت

کی کشش جب ان کو اپنے قرب و مصاحبت میں دوزخ و نار کے مقام بلائے گی تو ان کو اپنا جمال اسی طریقہ سے ان کی پیاسی نظروں پر ظاہر کرنا پڑے گا جس سے ان کی آنکھوں کی آگ سرد ہو کر ان کے وجود پر راحت ظاہر کرے گی۔

دوزخ کی آگ کو عاشقانِ طریقت کی نظر ہی سرد کیا کرتی ہے تاکہ ان کا محبوب ان کی مصاحبت و قرب میں آکر اپنا جمالِ حسن ظاہر کرے۔ اس عشق کا کیا فائدہ جو اپنے معشوق و محبوب کو اپنی محبت کی کشش سے اپنے پاس بُلا نہ سکے اور سامنے بیٹھ کر اپنی کلام نہ کر سکے۔ یہی تو عشق حقیقی کی لذت کہلاتی ہے۔ جس عشق میں کوئی لذت ہمیشہ کے لیے محجوب و ملفوف و مستور رہے، پھر وہ محبت آخرت میں اپنا کیا سوز یا اپنا اضطراب ظاہر کر سکتی ہے۔ عاشقانِ طریقت تو اپنے محبوب کی قبر سے لپٹ کر جب اس کو اپنے کلام کی آواز دیا کرتے ہیں تو ان کا وہ محبوب خواہ کسی حال میں بھی ہو، اسے اپنے اس وجود سے اس سوال کا جواب دینا پڑتا ہے۔ عاشقانِ حقیقی تو کُجا، عاشقانِ مجازی بھی اپنے معشوق و محبوب سے باتیں کر پاتے ہیں۔ خواہ وہ مقام کیسا ہی فنا کا کیوں نہ ہو۔ عشق و محبت کو فنا لازم نہیں، اس کو تو ہمیشہ دوام کی بقا نصیب ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۲۷۸۷ ایک کہتا ہے، میں جانتا ہوں، وہ نہیں جانتا۔
دوسرا کہتا ہے، وہ جانتا ہے، وہ نہیں جانتا۔

اے جانِ من! ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا۔ اگر جانتے ہوتے مِلت کے معاون ہوتے! کبھی بھی یہ نہ کہتے کہ وہ جانتے ہیں۔ جو جانتا ہے، اُسے

کوئی نہیں جانتا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۸۸ عادت بدلنا تو دور کی بات ہے، بندہ اپنی پگڑی کے پیچ تک نہیں بدل سکتا۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۸۹ تجھ سے کسی نے بھی اپنی کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھی۔ جتنا جسے آتا ہے، بتا دیتا ہے۔ جو جانتا ہی نہیں، کیا بتائے؟

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۹۰ رحمت و زحمت رفتہ رفتہ آیا کرتی ہیں اور رفتہ رفتہ ہی جایا کرتی ہیں دفعتہً نہیں! بندہ کسی بھی شئے کے دفعتہً نزول کی تاب نہیں لا سکتا۔ اللہ رب العالمین بادشاہوں کے بادشاہ سے ہدایت مانگ، فضل مانگ، رحمت مانگ اور برکت مانگ، بے شک یہ چیزیں زحمت کو کھا جاتی ہیں!

یوں کہہ کہ!

اللّٰھم اھدنی من عندک و افض علی من فضلک

و انشر علی من رحمتك و انزل علی من برکاتک!

یہ مانگ کر گویا تو نے دنیا و آخرت کی ہر شے مانگ لی!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۹۱ وہ بھی کیا دن تھے کہ جنگل کے بھیڑیئے ہمارے دنبوں کا اکرام کرتے جس جنگل میں ہمارے دُنبے چرتے، بھیڑیئے اس جنگل کو چھوڑ کر دور دراز علاقوں میں جا بستے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیرُ الرّٰازقِین

۲۷۹۲ اور وہ بھی کیا دن تھے کہ شیر ببر ہماری کُلیوں کے آگے وفادار خادموں کی طرح پہرہ دیتے اگرچہ ہمیں اُن کے پہرے کی مطلق ضرورت نہ ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیرُ الرّٰازقِین

۲۷۹۳ اے جانِ من! ایک وہ بھی دن تھے کہ جنگل کے ریچھ ہمارے وضو کے لیے چشموں سے کوزے بھر کر لاتے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیرُ الرّٰازقِین

۲۷۹۴ تجھے کیا بتاؤں ہم نے کیسے کیسے دن دیکھے! جب ہم جنگل کی ہرنیوں کو آواز دیتے اس جنگل کو ہمارے شیخ صاحب نے اپنے قدومِ میمنت لزوم سے نوازا ہے، ان کی دعوت کے لیے دودھ دے جاؤ، سنتے ہی دوڑتی ہوئی آتیں اور ہم ان کا بکریوں کی طرح دودھ دوہتے۔

اور اگر ہاتھیوں کو حکم دیتے، حضرت صاحب کو سیر کرانے کے لیے حاضر ہو جاؤ، جنگل کے تمام ہاتھی حاضر ہو جاتے۔ واللہ، باللہ، تاللہ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیرُ الرّٰازقِین

۲۷۹۵ اے ہمنشیں!

اپنے اس کھوئے ہوئے مقام اور لٹی ہوئی عظمت کو پھر سے حاصل کر ورنہ کیا کسی کا قال اور کیا کسی کا حال، کیا کسی کی منزل اور کیا کسی کا مقام!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۹۶ جب بھی دنیا کسی ابتلا میں مبتلا ہوئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وسیرت کے تذکرے ہی کی بدولت اس نے نجات پائی

بے شک شان وسیرت کا تذکرہ آفات وبلیات کے دفعیہ کے لیے انسب معمول ہے۔ اللہ رب العالمین بھلا کبھی اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و سیرت کے تذکرے کو نظر انداز فرما سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں جس مطلب کے لیے بھی کیا جائے پورا ہوتا ہے!

شان وسیرت کا تذکرہ اللہ کی رحمت وبرکت کے نزول کا موجب ہوتا ہے اور اکرم الاکرمین کا یہ اصول ازلی وابدی ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔ یا حی یا قیوم!

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ! آمین

الحمد للحی القیوم

فَاللہُ خیرُ الرّٰزقین

۲۷۹۷ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد دنیا کے مختلف خطوں میں آباد ہے۔ ایک خطے کے باسیوں کی طرزِ معاشرت دوسرے خطے والوں سے کافی مختلف ہے مگر تہذیب ومعاشرت کا یہ فرق قدیم نہیں، حادث ہے، اصلی نہیں مصنوعی ہے۔ یہ درست ہے کہ ان میں کوئی امیر ہے، کوئی غریب، کوئی دولتِ علم سے بہرہ ور ہے

کوئی محروم، کوئی تہذیب یافتہ ہے کوئی نا آشنا مگر یہ دیواریں دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، کوئی وقعت نہیں رکھتیں، کوئی حقیقت نہیں رکھتیں مبلّغ کی ذمہ داری ہر کسی تک رحمت کا یہ پیغام پہنچانا ہے خواہ کوئی ہو، کہیں ہو، کیسا ہو۔

کیا یہ افسوس کا مقام نہیں کہ اپنے ہی ملک میں بسنے والے جھگّی نشینوں کو ہم نے کبھی اپنی توجّہ کا مستحق نہ سمجھا، حالانکہ یہ غیور قوم ہماری توجہ کی اوّلین مستحق تھی۔ جن جھگیوں کے پاس سے اپنی سواری بھگائے لیے جاتے ہو، ان میں جنگلی جانور نہیں، انسان بستے ہیں شکل وصورت میں وہ کسی بھی طرح کسی سے کم نہیں مگر صدیوں سے جنگلوں اور بیابانوں کی خاک چھانتے رہنے کے باعث وہ آج کی دنیا سے آج بھی ہزاروں برس پیچھے ہیں۔

ان کی یہ پھٹی پرانی جھگیاں زبانِ حال سے ہر راہ گیر کو پکار پکار کر کہہ رہی ہیں:

اے تہذیب وتمدن کے دعویدارو! اے ملت کی خیر خواہی کا دم بھرنے والو! احترامِ آدمیت کے بلند بانگ دعوے کرنے والو! تمہیں آخر کس چیز کی جلدی پڑی ہے کہ انہیں درخورِ اعتنا ہی نہیں سمجھتے اور یوں چپکے سے پاس سے گذر جاتے ہو جیسے ہمارا تم سے کوئی رشتہ ہی نہیں۔

نظامِ دہر نے کیا کیا کروٹیں بدلیں۔ دنیا نے کیسے کیسے انقلابات دیکھے۔ مگر ہماری حالت جوں کی توں رہی۔ ہمیں آج تک کسی نے پوچھا تک نہیں، کیا ابھی ہماری طرف آپ کے متوجہ ہونے کا وقت نہیں آیا؟ تم ہمارے مکینوں کو ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کا شعور کب بخشو گے؟ انہیں اپنی توجہ کا مرکز کب بناؤ گے؟ اپنے ہی کارواں کے پسماندگان کو اپنے ساتھ کب ملاؤ گے؟ نفرتوں کی یہ دیواریں کب گریں گی؟ یہ فاصلے کب طے ہوں گے؟ یہ دوریاں کب دور ہوں گی؟ آخر انہیں کب تک نظر انداز کرتے رہو گے؟ ان کی حالت

کب بدلے گی اور کیسے بدلے گی ؟ جھگیوں سے اُٹھنے والی یہ پکار ، اس وقت کی اہم پکار ہے۔

اے جانِ من !

پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے ایک تہائی صدی ہونے کو ہے کیا یہ افسوس کا مقام نہیں کہ ہم نے اپنے آدم زاد بھائیوں کا کبھی حال تک نہیں پوچھا؟ ہمیں کیوں توفیق نہ ملی کہ ان سے ان کا حال پوچھتے ؟ ان کی حالت بدلنے کے لیے انہیں دینِ اسلام کی دعوت دیتے ۔ اگر یہ دین کی دعوت کو قبول نہ بھی کرتے پھر بھی انہیں حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام کی اولاد سمجھتے ہوئے ان کی حالت کو بدلنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ۔ ہم کچھ بھی نہیں ، زمانہ یہ ضرور کہے گا کہ ہم نے آدمیت کا احترام نہیں کیا، ہم دنیا میں صرف اپنے ہی لیے جئے ۔ اگر ان سے محبت کی جاتی ، یہ سب کے سب لُٹ جاتے ! بلا قیمت بک جاتے ۔ بر اعظم ایشیا کی قدیم قوم کے یہ غیور فرزند اور سب کچھ ہو سکتے ہیں لیکن بے وفا کبھی نہیں ہو سکتے ۔

دار الاحسان کی وساطت سے ان کا اسلام قبول کرنا ہم سب کے لیے اور ان کے لیے باعثِ سعادت و برکت ہے مگر ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی صدیوں سے تہذیب نا آشنا قوم کی تربیت منٹوں کا کھیل نہیں ۔ ہماری مسلسل جدوجہد کی محتاج ہے ۔ یہ ہماری اجتماعی ذمہ داری ہے جس سے صرفِ نظر کو تاریخ، آدمیت اور اسلام کبھی معاف نہیں کرے گا ۔

اگر آپ عالم ہیں اپنے علم سے انہیں مستفیض فرمائیے ۔

تاجر ہیں تو انہیں باعزت حصولِ معاش کے گر سکھائیے ۔

صنعت کار ہیں تو انہیں اپنے پاؤں پہ کھڑا ہونے کے قابل بنائیے ۔

غرض آپ کچھ بھی ہیں، ان کی ہمہ گیر ترقی کے لیے اپنی ہر ممکن کوشش کیجیے۔ اپنے آرام و آسائش پر ان کی خدمت کو ترجیح دیجیے۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو صدیوں سے محبت کی پیاسی یہ قوم تمام دنیا پر واضح کر دے گی کہ آپ کی شفقت رائیگاں نہیں گئی۔ بے شک اللہ محسنین کے اجر کو کبھی ضائع نہیں کرتے! کر کے دیکھو! آپ کی کاوشیں ضرور بار آور ہوں گی! انشاء اللہ العزیز وما توفیقی الا باللہ!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۹۸ جنگل کی آزاد فضاؤں میں پرورش پانے والے یہ ہونہار بچے پوری طرح مستحق ہیں کہ انہیں علم کی نعمت سے فیضیاب ہونے کے تمام مواقع بہم پہنچائے جائیں۔ کیا کوئی بھی درسگاہ ان نونہالوں کے لیے جو اپنا قیمتی وقت سڑکوں پر آوارہ گردی میں ضائع کر رہے ہیں اپنی خدمات پیش نہیں کر سکتی؟

ملک بھر میں ہزار ہا کارخانے ہیں جن میں لاکھوں مزدور کام کرتے ہیں، کیا ان بے چاروں کے لیے کسی بھی کارخانے میں کوئی جگہ نہیں؟ کیا کوئی محکمہ باعزت روزی کمانے کے لیے ان کی مدد نہیں کر سکتا؟ ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی سینکڑوں تربیت گاہوں میں کوئی تربیت گاہ ایسی نہیں جو انہیں زندگی کی دوڑ میں شریک ہونے کے قابل بنا سکے؟

دنیا دنیا دار کا استقبال کیا کرتی ہے اور کسی بھی دنیا دار کے لیے دنیا تنگ نہیں ہوتی، نہ ہی اسے کبھی متنفر ہونے دیتی ہے۔ نہ معلوم کیوں ان بیچاروں کے لیے دنیا بھی تنگ ہو گئی؟

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۷۹۹ دن سے رات اور رات سے دن نہایت ہی آہستہ آہستہ اور اس انداز میں تبدیل ہوا کرتے ہیں کہ کسی کو بھی محسوس نہیں ہوتا نہ کہ ایک ہی بار، اسی طرح بندوں کے احوال!

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیرُ الرّازقینؔ

۲۸۰۰ یہ کام دن بھر کا کام ہے۔ آج کا کام کل کو کیسے ہوسکتا ہے البتہ کل کا آج ہوسکتا ہے۔ اور یہی کام کرنے والوں کی قدیم رسم ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیرُ الرّازقینؔ

۲۸۰۱ جو راستہ اس راستے کی تائید نہیں کرتا اور جس راستے کی یہ راستہ تصدیق نہیں کرتا ہمارے نزدیک کوئی راستہ نہیں! واللہ! باللہ! تاللہ!

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیرُ الرّازقینؔ

۲۸۰۲ خوف معصیت کا حصار ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیرُ الرّازقینؔ

۲۸۰۳ اگرچہ کوئی کتنا ہی گنہ گار ہو، خوفزدہ ہو کر معصیت کے ارتکاب سے دور رہتا ہے اور جب بے خوف ہوتا ہے کسی بھی گناہ کو گناہ نہیں سمجھتا، اندھا دھند جو جی میں آتا ہے کیے جاتا ہے

الحمدللحیّ القیّوم

فاللہ خیرُ الرّازقینؔ

۲۸۰۴ رجوع الی اللہ خوف ہی کی برکت و بدولت ہے۔

۲۸۰۵ مومن میدان میں بے خوف ہوتا ہے، منزل میں نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیرُ الرازقین

۲۸۰۶ خوف مفتاح الحراس ہے اور حراس زحمت نہیں رحمت ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیرُ الرازقین

۲۸۰۷ جاگنا سونے سے افضل ہے۔ سونے کی لذت تو دیکھ ہی چکے اب جاگنے کی دیکھ۔ پہریدار بھی کبھی رات کو سویا کرتے ہیں؟ اور پھر غفلت کی نیند!

سرائے دہر میں جو بھی غفلت کی نیند سویا، لوٹا گیا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیرُ الرازقین

۲۸۰۸ قائم اللیل ہونا مومن کی امتیازی شان ہے۔ اللہ کرے یہ کبھی رخصت نہ ہو۔ یا حیُّ یا قیوم: آمین:

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیرُ الرازقین

۲۸۰۹ یہ رقص و سرود ذکر الٰہی کی محفل کا غیر اختیاری حال ہے اور غیر اختیاری امور فتوٰی کے تابع نہیں، مرفوع القلم ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیرُ الرازقین

۲۸۱۰ اے جانِ من! یہ سوز و گداز ہی تو تیری محفل کی متاع تھی جو رخصت ہوئی! بتا تیری محفل

میں اب کیا کیف باقی رہا؟

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیرُ الرازقین

۲۸۱۱ اس مقام پر حضرت خواجہ خواجگان معین الدین سید حسن سنجری اجمیری عارفِ طریقت عالمِ حقیقت، محبوبِ مصطفی، کلیم الرسول، قطب المشائخ، ولی الھند و السندھ کے شیخ حضرت عثمان ھارونی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

ے

نمی دانم کہ آخر چوں دمِ دیدار می رقصم
مگر نازم برایں ذوقے کہ پیشِ یار می رقصم
تو ہر دم می سرائی نغمہ و ہر بار می رقصم
بہر رنگے کہ می رقصانیم اے یار می رقصم
اگرچہ قطرۂ شبنم نہ پوئید بر سرِ خارے
منم آں قطرۂ شبنم بنوکِ خار می رقصم
تو آں قاتل کہ از بہرِ تماشا خونِ من ریزی
من آں بسمل کہ زیرِ خنجرِ خونخوار می رقصم
خوش آں رندی کہ پامالش کنند صد پارسائی را
زہے تقویٰ کہ من با جُبّہ و دستار می رقصم
بیا جاناں تماشا کن کہ در انبوہِ جانبازاں
بصد سامانِ رسوائی سرِ بازار می رقصم

....

منم عثمان ہارونی کہ یارِ شیخ منصورم
ملامت می کند خلقے و من بردار می رقصم

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۱۲ فن کار منتخب ہوا کرتے ہیں، نامزد نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۱۳ محاذ میں ہر حاضر تمغے کا مستحق ہو جاتا ہے اگرچہ کبھی نہ لڑا ہو اسی طرح اشیاء مقامات میں حاضری کے باعث مشرف و متبرک ہوتی ہیں اگرچہ نہ بھی استعمال ہوں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۱۴ اگر ان آوارہ کتوں کی، جو گلی کوچوں میں ہر کسی سے ڈنڈے کھاتے پھرتے ہیں، صاحب لوگوں کے کتوں کی سی دیکھ بھال ہو تو کسی بھی طرح ان سے کم نہ ہوں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۱۵ بابا! تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ کہا کہ وہ میلہ دیکھ کر واپس گھر کو جا رہا ہے۔ ستانے کے لیے راستہ ہی میں رُک گیا۔

بابا نے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگے کہ میلہ دیکھنے۔ تھوڑی دیر بعد سب نے فرمائش کی کہ میلہ کی کوئی خبر سناؤ!

کہنے لگا کہ میلے کی کیا خبر بتاؤں؟ سوچ سوچ کر بولا کہ میلہ بس میلہ ہی میلہ ہے

جا کر دیکھو۔

الحمد للحی القیوم

فاللّٰہ خیرُ الرازقین

٢٨١٦ میں جا کر پچھتایا، تم آکر پچھتاؤ گے۔ تمہیں جانے کا اشتیاق ہے، مجھے جانے کا پچھتاوا۔

الحمد للحی القیوم

فاللّٰہ خیرُ الرازقین

٢٨١٧ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ کی وہ تشریح جسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا، یہ ہے کہ بندہ جب آئینہ میں اپنی صورت دیکھتا ہے، خوش ہو جاتا ہے، اگرچہ قبیح ہو، یک چشم ہو۔ یہاں تک کہ مفلوج بھی ہو۔ اپنی صورت میں کوئی نقص نہیں نکالتا اور اپنے تئیں سب سے خوبصورت تصوّر کرتا ہے اس لیے کہ مصوّر نے ہر صورت کمالِ حکمت سے بنائی اور ہر تصویر میں مصوّری کی حد کر دی۔ گویا جب اپنی بنائی ہوئی صورت کو آپ دیکھتا ہے، کوئی نقص نہیں نکالتا!

الحمد للحی القیوم

فاللّٰہ خیرُ الرّازقین

٢٨١٨ محوّیت اپنے مقام پر ارفع ہے لیکن سنّت کی اتباع کے تابع ہے۔ اتباع محوّیت سے ہزار گنا کٹھن ہے۔

محوّیت اتباع کی برابری نہیں کر سکتی۔

الحمد للحی القیوم

فاللّٰہ خیرُ الرّازقین

٢٨١٩ اتباع محوّیت کی امام ہے۔ اتباع سے محوّیت پیدا ہوتی ہے، محوّیت سے اتباع نہیں

الحمد للحی القیوم

۲۸۲۰ اگر بزمِ کونین میں اتباع کی صدارت نہ ہوتی، تو کسی بھی محفل میں کوئی رونق نہ ہوتی۔

الحمدللحی القیوم

فاللہُ خیرُ الرازقین

۲۸۲۱ اتباع کائنات کی رُوحِ رواں ہے۔ اتباع حیاتِ جاوداں کی روحِ رواں ہے۔

الحمدللحی القیوم

فاللہُ خیرُ الرازقین

۲۸۲۲ اتباع محویّت کا محور ہے، محویّت اتباع کا نہیں۔

الحمدللحی القیوم

فاللہُ خیرُ الرازقین

۲۸۲۳ اور ہر شئے اپنے محور کے گرد ہی گھوما کرتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

فاللہُ خیرُ الرازقین

۲۸۲۴ اتباع نظامِ کائنات کی ناظمہ بھی ہے اور خادمہ بھی اور کوئی نظام ناظم وخادم کے بغیر نہیں چل سکتا۔

الحمدللحی القیوم

فاللہُ خیرُ الرازقین

۲۸۲۵ ہر شئے انتہا کو پہنچ کر بدل جاتی ہے۔ اتّباع جب انتہا کو پہنچتی ہے، محویت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

فاللہُ خیرُ الرازقین

۲۸۲۶ اتّباع جب محویت کا لبادہ اوڑھتی ہے، اللہ اللہ اتباع کو متحیّر کر دیتی ہے۔ حضرت مخدوم صابر صاحب کلیریؒ قدس سرہ العزیز ایک مدت گولّر کی شاخ کو تھامے محوِ حق سالہا سال کھڑے رہے، ظاہرًا یہ محویت تھی، باطن میں نظامت:
میرے آقا کا یہ مقام اتّباع ہی کی برکت و بدولت تھا۔

ماشاءَ اللہُ!

آفاقہا گردیدہ ام ! مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری

الحمد للحیّ القیوم

فاللہُ خیرُ الرّازقین

۲۸۲۷ ظاہر میں غافل، باطن میں ہم جلیس، دیکھنے میں بیگانہ، حقیقت میں یگانہ، گویا مذکور نے اپنے ذاکر کو اپنے پاک پردوں میں مستور فرما کر ماسوا سے محجوب کر دیا اور یہ ذکر کا بلند ترین مقام ہے۔ ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہُ خیرُ الرّازقین

۲۸۲۸ اتباع محویت کی ماں ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہُ خیرُ الرّازقین

۲۸۲۹ اتباع کسی محویت سے متاثر ہو کر کمال شفقت سے بولی اگر وہ محویت اس کے سامنے ہوتی تو کبھی اتنی طوالت کی تاب نہ لاتی۔

الحمد للحیّ القیوم

۲۸۳۰ ذاکر مذکور کے لیے ایک مدت باریابی کی اجازت کا منتظر رہا۔ یہاں تک کہ بال سفید ہو گئے۔ خسروانہ انداز جب جوش میں آیا، مذکور ذاکر کے ہاں جلوہ افروز ہوا۔ گویا عجز نے خسروانہ انداز کو موہ لیا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۳۱ محبت راحت ہے۔ جب عشق کے مقام پر پہنچتی ہے بلا بن جاتی ہے اور سکون و قرار کو کھا جاتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۳۲ یہ تحریر تمہید عشق ہے۔ تمہید سے مضمون ظاہر ہوا کرتا ہے اور مضمون سے نفس مضمون کی روح اخذ کرنا قابلیت اور اس کا بیان فصاحت کہلاتا ہے۔

عشق کی محبت اور محبت کا عشق دونوں پر اظہار خیال طریقت الاسلام کے باب کی وہ تکمیل ہے جس سے دل کا سکون اور جگر کی راحت میسر آتی ہے اور عشق کے سوزِ دروں کو وہ اس بلند مقام پر لے جاتی ہے، جہاں معرفتِ حق خود بخود ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۳۳ حُبِّ رسول عشقِ الٰہی کا پہلا زینہ ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۳۴ فقیر کی کٹیا میں بادشاہ نے نزولِ اجلال فرمایا۔ ذاکر کے دل میں مذکور سمایا، طالب کے گھر مطلوب آیا، محبوب آیا۔ اگر نہ آتا تو دنیا کیا کہتی ؟ طالب تو تھا ہی خستہ و درماندہ، اس کی درماندگی اور بڑھ جاتی البتہ مطلوب کی طلب نوازی پر حرف ضرور آتا۔ یہ بے نیازی بندہ نوازی کے مطابق نہ ہوتی۔ دلنوازی کا یہ تقاضا تھا کہ وہ اپنے طالب کے گھر آئے اس کی آنکھوں میں بس جائے اور دل میں سما جائے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۸۳۵ اس مقام پہ حضرت مخدوم علاؤالدین صابرؒ صاحب فرماتے ہیں ؎

امروز شاہِ شاہاں مہماں شُد است مارا
جبرئیلؑ با ملائک درباں شد است مارا

در جلوہ گاہِ وحدت کثرت کُجا بہ گنجد
ہژدہ ہزار عالم یکساں شد است مارا

ما خانۂ جہاں را بسیار سیر کردیم !
اے شیخ بت پرستی ایماں شد است مارا

در محفلِ گدایاں مرسل کجا بہ گنجُد
بے برگ و بے نوائے ساماں شد است مارا

احمدؔ بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است
ہر دم رضائے جاناں رضواں شد است مارا

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۸۳۶ یہ کام اللہ کے کام ہیں۔ اللہ کے کام اللہ ہی کرے۔ بندے بیچارے نے کسی کام میں کیا مداخلت کرنی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ سے ہمکلامی کا شرف حاصل تھا لیکن حضرت خضر علیہ السلام سلطان البحر والبرّ کی ایک روزہ رفاقت کی تاب نہ لا سکے اور نہ ہی ان کی کسی حرکت کو سمجھ سکے۔ بندے کو بندگی کا مقام ہی زیب دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۳۷ ہماری طرح جانوروں کے پاس ذخیرے نہیں ہوتے۔ کوئی جانور کل کے لیے دانہ تک جمع کر کے نہیں رکھتا۔ جو یقین جانور کو اپنے رب کی ربوبیت پہ ہے ہم میں سے کسی کو بھی نہیں۔ اگر جانوروں کی طرح ہم بھی کسی چیز کا ذخیرہ نہ کرتے، ضرورت سے زائد چیز حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے، تو توکل کا یہ بلند مرتبہ ہمیں نصیب ہوتا۔ انسانیت کی ذلت ختم ہو جاتی، محتاجی مٹ جاتی۔ آدمیت کا بول بالا ہو جاتا۔ امارت و غربت کی حدود کسی ضابطے کی پابند ہو جاتیں۔ انسانیت زندگی کے کسی بھی موڑ پہ کبھی نہ سسکتی۔ سسکتی مگر ایسے نہ سسکتی۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۳۸ کار کے مطابق کارکن، اور معیار کے مطابق جذبہ عنایت ہوتا ہے جس قسم کا کام ہونا ہے، اسی قسم کے کاریگر۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی بھی تعمیر پایۂ تکمیل تک نہ پہنچتی اور کام جب اختتام پہ پہنچتا ہے، معمار و مہندس کسی نئے کام کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۲۸۳۹ جس دن اس نے اس دنیا سے رخصت ہونا تھا اس دن اس پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی سب سے پہلے جی بھر کر نہایا وہ اس کا غسلِ عصیاں تھا۔ پھر اس نے توبہ کی جو کسی بھی طرح توبۃ النصوح سے کم نہ تھی۔ پھر ذکرِ الٰہی کی الوداعی محفل لگائی اور اس انداز سے لگائی کہ تمام ادائیں سمٹ کر اس محفل پہ چھا گئیں۔ ذوق و شوق اور جذب و مستی کے اس عالم کی کوئی مثال ہماری مجلس میں نہیں ملتی۔

پھر اس نے توحید و رسالت کی گواہی دی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہوا قبر میں جا داخل ہوا اور دنیا والوں کو یہ الوداعی پیغام دے گیا کہ اے دنیا میں بسنے والے غافل انسانو! اگرچہ نہیں وہ سب کچھ مل جائے جس کی آرزو سے تمہارے سینے آباد ہیں اور وہ بھی مل جائے جس کی حسرت تمہارے دلوں کو داغدار کیے رکھتی ہے، اس دروازے پہ پہنچ کر تمہارے کسی مال و منال کی کوئی وقعت باقی نہیں رہتی۔ اس منڈی میں اس کی کوئی قدر نہیں۔ سُن لو، اور غور سے سُن لو کہ اللہ کے ذکر کے سوا ہر شئے، ہیچ و بیکار ہے۔

مبصّر نے یہ سُن کر دعا کی۔ اے میرے بادشاہوں کے بادشاہ، یہ مقام تیرے اس بندے کو بھی نصیب ہو! آمین!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۸۴۰ دنیا میں ہر دین مساوات کی تعلیم دیتا ہے لیکن عملاً مساوات سے مفقود ہے۔

اسی طرح:

سچائی اور اسی طرح پاسبانی!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۸۴۱ شمس کی ابتداء مشرق اور انتہا مغرب ہے۔

مشرق و مغرب میں اتنی ہی دوری ہے جتنی کہ زمین و آسمان میں۔

شمس دمبدم مشرق سے دور اور مغرب کے قریب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ منزلِ مقصود پر پہنچ کر غروب ہوجاتا ہے۔

اسی طرح قمر اور اسی طرح کوکب۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۸۴۲ تسلیم ابدی راحت کی امین ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیرُ الرازقین

۲۸۴۳ بندہ جب خدائی امور میں مخل ہوتا ہے، پریشان ہوتا ہے۔ اور دانشمندوں کے نزدیک یہ مداخلت حماقت کے مترادف ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیرُ الرازقین

۲۸۴۴ بچپن کا بھوکا کبھی سیر نہیں ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۸۴۵ دل سے مان یہ دن میری زندگی کا آخری دن یہ رات آخری رات یہ صبح آخری صبح یہ شام آخری شام یہ نماز آخری نماز یہ عمل آخری عمل اور یہ ذکر الوداعی ذکر ہے۔

جب کوئی اس مقام پہ مضبوطی سے کھڑے ہو کر ذکر کرتا ہے ذکرِ الٰہی کے فیض و برکت سے خود بخود فکر پیدا ہوتا ہے جیسے کہ زمین میں بوئے ہوئے بیج سے پودا اور جملہ مکشوفات و ایجادات فکر ہی کے مرہون منت ہیں۔

بحرِ توحید کی تہ کے وہ گوہر جو تاجِ انسانیّت کی زینت بنا کرتے ہیں فکر ہی کی غوطہ زنی سے برآمد ہوتے ہیں۔

فکر کی انتہا مراقبہ ہے یعنی اپنے مقصود و مطلوب کے سوا ہر مقصد و مطلوب سے کلیتاً منقطع ہو کر اپنے ہی مقصود و مطلوب میں ہمہ تن محو و منہمک ہو جانا جو رفتہ رفتہ مشاہدہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے یعنی جس کے بھی ذکر و فکر میں محو رہا پردۂ عدم سے عالم شہود میں جلوہ گر ہوا۔ اس منزل میں جو بھی اس نے کیا اور جو کچھ بھی اس کے ساتھ ہوا منکشف ہوا۔

اکتسابی منزل اختتام کو پہنچی۔

مبارکًا ، مکرّمًا ، مشرّفًا

الحمد للحی القیوم

فاللّٰہ خیرُ الرّازقین

۲۸۴۶ جس **مقصد** کے لیے یہ منزل تخلیق ہوئی پایۂ تکمیل کو پہنچ کر صاحبِ فیض کی خدمت میں عنایت کے لیے پیش ہوئی۔

ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم

اٰمین ! اٰمین ! اٰمین !

گویا جس کام کے لیے لڑکے کو تعلیم دلائی تھی پورا ہوا۔

ایک ہی اسامی کے لیے ایک ہی معیار کے **بیسیوں نہیں سینکڑوں**

سینکڑوں نہیں ہزاروں امیدوار ہوتے ہیں جب کہ جگہ صرف ایک ہی کو ملنی ہے اور یہ قضاو قدر کا وہ مخفی راز ہے جو بندوں کے فہم و ادراک سے بعید و بالاتر ہے۔ جس کی قسمت میں ہوتا ہے لے جاتا ہے۔

مل جائے تو شکر کرو نہ ملے تو صبر اور شکر اور صبر دونوں بندگی ہی کے مقامات ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ،

كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۲۸۴۷ کیا تیرے لیے آج کا کھانا اور پہنا ہوا لباس کافی نہیں اگر نہیں تو ربوبیت پہ تکیہ کے معاملہ میں یہ چڑیاں بازی لے گئیں یہاں تک کہ کتا بھی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۲۸۴۸ رندد اپنا حال کبھی نہیں بدلا کرتا اور نہ ہی کوئی حال رندی پہ غالب آیا کرتا ہے رندی افتخارانہ راز و نیاز کا بلند ترین مقام ہے۔

رندی کے حضور میں دیگر مقامات چہ معنی دارد؟

رندی جب پارسائی کے روپ میں جلوہ گر ہوتی ہے ہر معیار کو مات کر دیتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۲۸۴۹ یکے پرسید رندی چیست گفت چہ گویم،

ایک نے پوچھا کہ رندی کیا ہے کہا کہ کیا بتاؤں کہ کیا ہے؟

رندی کے احوال و مقامات گوناگوں ہیں۔

کبھی استغراق، کبھی اشتیاق، کبھی دیوانگی، کبھی فرزانگی، کبھی یگانگی کبھی بیگانگی، کبھی قرب، کبھی بُعد۔

رندی ازل و ابد کی رازداں، بحرِ بیکراں، ہتیرِ کون و مکاں، سرورِ جاوداں مقصودِ عاشقاں، تفسیرِ موجودات، تنظیمِ کائنات، قیل و قال سے ماورا، فنا و بقا سے لاپروا، منتہائے جذب و حال، مظہرِ جلال و جمال اور لازوال کمال ہے۔ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ! یا حیّ یا قیّوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۸۵۰ جو تاثیر جڑ میں ہے پھل میں بھی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۸۵۱ نمکیات میں نمک مل سکتا ہے نمک کا اضافہ نمکیات کی قوت کو بڑھا دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۸۵۲ خادم کے روپ میں مخدوم الامان الامان، رذیل، رذیل، رذیل

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرُ الرّازقین

۲۸۵۳ جو محبت اللہ کے لیے کی جاتی ہے

بناوٹی نہیں فطری ہوتی ہے۔

مصنوعی نہیں حقیقی ہوتی ہے۔

نقلی نہیں اصلی ہوتی ہے۔

کھوٹی نہیں کھری ہوتی ہے۔

لچی نہیں سچی ہوتی ہے۔

دنیوی نہیں دینی ہوتی ہے۔

ذاتی نہیں مِلّی ہوتی ہے۔

کسبی نہیں وھبی ہوتی ہے

فانی نہیں سرمدی ہوتی ہے

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۲۸۵۴

دارُالحِکمت المعروف دارُالشِفاء

جملہ امراض کے مریضوں کو مبارک ہو کہ دار الاحسان کے دار الحکمت المعروف دار الشفا میں آنکھوں کے اپریشن کا کیمپ اگرچہ سال میں دو بار یعنی مارچ اور اکتوبر میں ہوتا ہے مگر آنکھوں کے دیگر جملہ امراض، دھند، جالا، پھولا، شبکوری، آشوب چشم، ضعفِ بصر

لکرے، پڑوال، ناخونہ کا علاج پورا سال جاری رہتا ہے۔

امراضِ چشم کے علاوہ اس دار الحکمت المعروف دار الشفا میں دیگر جملہ انسانی امراض مالیخولیا، مرگی، دردِ شقیقہ، اعصابہ، فالج، لقوہ، ریم گوش، بہرہ پن، نزلہ، زکام، کھانسی، دمہ، سل، تپ دق (ٹی بی)، ضعفِ قلب، ضعفِ جگر، تبخیر معدہ، ضعفِ معدہ، سنگرہنی اسہال، ورم جگر، ورم تلی، درد گردہ، پتھری گردہ، پتھری مثانہ، بواسیر، سوزاک، آتشک جملہ امراض خبیثہ، نمونیا، ڈبہ، خناق، سوکڑا، ملیریا، ٹائیفائڈ، پھوڑا پھنسی، خارش، داد، چنبل، خنازیر، گھمبیر کا علاج دیسی ادویات کے ذریعہ پورے عزم و احتیاط سے کیا جاتا ہے۔

اس اشتہار کا مقصد دار الاحسان کی شہرت نہیں بلکہ ہر بیمار تک یہ خبر پہنچانا ہے کہ اس دار الحکمت میں ہر کسی کا اور ہر مرض کا مفت علاج کیا جاتا ہے، کسی سے بھی اور کوئی اجرت و عوضانہ نہیں لیا جاتا تاکہ کوئی مریض محض ناداری کی بنا پہ علاج کی سہولتوں سے محروم نہ رہے۔ اگر کوئی مریض دار الحکمت میں داخل ہو کر علاج کرانا چاہے اسے داخل کیا جاتا ہے۔ مریض موسم کے مطابق اپنا پورا بستر ضرور لائے کسی اور شے کے لانے کی ضرورت نہیں۔ جملہ ضروریات و ادویات و ماکولات و مشروبات دار الحکمت کی طرف سے فراہم کی جاتی ہیں۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ!

اس دار الحکمت المعروف دار الشفا کی بنیاد چار مقبول الاسلام اصولوں پہ رکھی گئی اور یہ اصول یا ان میں سے کوئی اصول کبھی تبدیل نہیں کیا جا سکتا اور کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور نہ ہی دار الحکمت کا کوئی کارکن ان میں سے کسی بھی اصول کی کبھی خلاف ورزی کر سکتا ہے وہ بنیادی چار اصول یہ ہیں۔

۱۔ مشورہ مفت

۲ ۔ علاج مفت

۳ ۔ خدمت مفت

۴ ۔ غیر امتیازی سلوک

اس دارالحکمت المعروف دارالشفا کے دروازے ہر کسی کے لیے شب و روز کھلے رہتے ہیں اگرچہ سرما کی نیم شب ہو اگرچہ کوئی راہگیر خانہ بدوش ہو اور غلاظت میں لتھڑا ہو۔

اس دارالحکمت المعروف دارالشفا کی اس حقیقت کو کبھی بھی اور کوئی جھٹلا نہیں سکے گا۔

ان شاء اللہ تعالی العزیز۔

دارالحکمت المعروف دارالشفا آپ کی خدمت کا متمنی ہے ہمارے فاضل اطباء سے استفادہ کریں اور انہیں اپنی خدمت کا موقع بخشیں۔

مریض کا علاج و خدمت ہمارے ذمہ اور شفا میرے اللہ ہی کے بس میں ہے یا اللہ یارحمٰن یارحیم یاحی یا قیوم یاذاالجلال والاکرام یاحلیم یاکریم جو بھی بیمار تیرے اس دارالحکمت المعروف دارالشفا میں علاج کے لیے آئے تندرست ہو کر جائے، خستہ حال آئے خوشحال ہو کر جائے لڑکھڑاتا ہوا آئے، اٹھکیلیاں کرتا ہوا جائے اور اے میرے بادشاہوں کے بادشاہ رب العلمین بے دین آئے دین دار بن کر جائے۔

یاحی یاقیوم یاذاالجلال والاکرام یانورالسمٰوٰت والارض اسمع واستجب اللہ اکبر الاکبر ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین۔ اٰمین! اٰمین!

اس اشتہار کو کسی نمایاں مقام پہ چسپاں کریں گویا آپ نے بھی اللہ کی بیمار مخلوق کی خدمت میں ایک حصہ لیا۔ جزاک اللہ خیرًا! اٰمین!

دار الحکمت المعروف دار الشفا سانگلہ اور چک جھمرہ کے درمیانی ریلوے اسٹیشن دار الاحسان کے نزدیک پکی سڑک پہ واقع ہے۔

ابوانیس محمدؐ برکت علی عفی عنہٗ

۲۵؍ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

۲۸۵۵ رند جو تیری نظروں میں زندیق ہے، طریقت میں محبوب صدیق ہے۔ شریعت مطہرہ نے جب بھی کسی زندیق پہ اپنی تعزیر نافذ کی زندیق نے خندہ پیشانی سے تسلیم کر کے صدیقیت کی تصدیق کر دی۔ اس حال میں میرے دلبر میرے جانی حضرت ذو النون مصریؒ کا پہلا نمبر ہے۔ اسی طرح منصور حلاجؒ ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۲۸۵۶ بکے ہوئے سودے کو کون خریدا کرتا ہے، بکا ہوا سودا جب دوبارہ بکنے کے لیے بازار میں آتا ہے، مطلوبہ قدر و قیمت نہیں پاتا۔ ہم سب بکے ہوئے سودے ہیں اب دوبارہ کسی بازار میں کب بک سکتے ہیں اور کون خرید سکتا ہے؟

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۲۸۵۷ یہ صوتِ سرمدی ازلی و ابدی ہے، سدا گونجتی رہتی ہے "کیا ہم نے تجھ کو اپنے ذکر کے لیے فارغ نہیں کیا؟"

سلوک کی جملہ منازل ایک ہی اصول کے تابع ہیں۔ سالک جب کسی غیر مناسب ماحول میں

پڑ کر غیر ضروری امور میں مشغول ہوتا ہے تو بار بار اور ہر بار اسی صورتِ سرمدی سے متنبہ کیا جاتا ہے کہ کیا میں نے تجھ کو اپنے ذکو کے لیے فارغ نہیں کیا اور کیا تیرے لیے میری یاد کافی نہیں؟ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۲۸۵۸ جو کچھ بھی اور جیسے کل کو ہونا ہے، دنیا پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے لوحِ محفوظ پر محفوظ کیا گیا۔ کل کے لیے کوئی بھی نیا فیصلہ نہیں ہونے کا۔ جو فیصلہ ہوا ہوا ہے اسی پر عمل درآمد ہوگا۔ ماشاءاللہ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۲۸۵۹ اور اسی کو اللہ کی طرف سے حکمتِ الٰہی پہ مبنی سمجھ کر خندہ پیشانی سے تسلیم کرنے کا اصطلاحی نام **توحید** ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۲۸۶۰* حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ مذکورہ بیان اگرچہ حق ہے، تشریح طلب ہے، وضاحت کریں۔ کہا

جیسے آج ہم سب کے ساتھ اور ساری دنیا میں ہو رہا ہے، خیر ہو یا شر، اللہ ہی کی طرف سے ہے حکمتِ الٰہی پہ مبنی ہے اور اسی طرح ہو رہا ہے جیسے کہ چاہیے۔ حکیم کا کوئی بھی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ سراسر حکمت پہ مبنی ہوتا ہے۔ بعض باتیں ہمیں زحمت محسوس ہوتی ہیں لیکن ان کی آغوش میں رحمت ہوتی ہے۔

* اس مقالے کی تشریح جلد چہارم صفحہ ۱۵۹ پہ ملاحظہ فرمائیں

بندہ جب سچے دل سے یہ تسلیم کرلیتا ہے کہ اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اور ساری دنیا میں جس کے ساتھ جیسے بھی ہو رہا ہے اللہ کی طرف سے ہے، حکمتِ الٰہی پہ مبنی ہے، اسی میں اس کی بھلائی ہے اور اسی طرح ہو رہا ہے جیسے کہ چاہیے۔ ہر معاملہ میں خیر ہو یا شر، قدر کی موافقت قادر کی رضا کو راضی کرلیتی ہے گویا غیریت کا مادہ تحلیل ہونا شروع ہوا، حجابات سرکنے لگے۔

جوں جوں یہ یقین محکم ہوتا جاتا ہے، غیریت کے پردے چاک ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ محجوب و مستور چیز اپنا نقاب اُلٹ کر اپنے حسن و جمال کے ساتھ اس کے مشاہدہ کے عالم میں آکر اپنی قیل و قال کے سوال و جواب کیا کرتی ہے۔ وہی حقیقت کی اصلیت، حقیقت کی مقصدِ تمنا اور مطلوبِ آرزو کہلاتی ہے۔ حکمتِ الٰہی نے تو ہر شر کو خیر سے منظوم رکھا ہوا ہے مگر انسان کی عقل و خرد اپنے حجابات ویسی حقیقتوں کو مرکب و مستور نہیں سمجھا کرتی مگر جب حکمتِ الٰہی اس مرکب کے کسی جزو کو ویسی ہی وحدیت کے ساتھ کسی چیز کو فرد و تر کر دیتی ہے تو پھر وہی اصلیت حق پر مبنی کہلاتی ہے۔ وہ شر اپنے ارتکابِ عمل سے پھر خیر کا ہی عمل ظاہر کرنے پر مامور ہوتی ہے یہی حکمتِ الٰہی کا تقاضا ہے کہ وہ ہر مرض کو صحت عطا کرے اور ہر صحت کے مرض کو ظاہر کر کے اپنی رضا کی قدر خیر اور شر کے مادہ کے ساتھ اس کی عقل و خرد پہ ظاہر کرے۔ اب کوئی انسان یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ کوئی بُرا عمل رضائے الٰہی کی مشیت کے بغیر ظاہر ہوا کرتا ہے۔ یہاں اگر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس شیطانیت کو ظاہر کیا کرتی ہے جو شر کے مادہ کو اپنے امر کا حکم ظاہر کیا کرتا ہے۔

یہ ایک کفر کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم تبھی کہلا سکتا ہے جب خیر اور شر کے مادہ دونوں کو ایک ساتھ جمع کر کے اس کو وحدت کے عالم میں ظاہر بھی کرے اور محجوب و مستور بھی۔ یہاں پر مناجاتِ الٰہی شر کو دور کر کے خیر کی حقیقت کو ویسی اصلیت سے ظاہر کیا کرتی ہے جس پر انسان کی عقل و خرد اپنے یقین کا ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کی ذاتِ حق کو حکیم القدیر کہا کرتی ہے۔ حکیم القدیر

ہمیشہ وہی کچھ ظاہر کیا کرتا ہے جو کچھ مناجات کی دعاؤں کے ذریعے اس سے طلب کیا جاتا ہے مگر رضائے الٰہی کا طالب اس سے اپنی عقل کے مطابق کچھ نہیں مانگا کرتا۔ وہ یہی کچھ کہا کرتا ہے : جیسے تیری رضا ویسے میری اور جیسے تیری مشیت ویسے میری ۔ مگر کل کا جز وا اپنی تسلیم سے کب اپنی رضا اور کب اپنی مشیت کو ظاہر کرے گا تو پھر وہی حق کی ذات جو اپنی حکمت کے پردوں میں ملبوس ہوتی ہے، اپنی قدرت کے اظہار سے اس کو یہی فرمایا کرتی ہے کہ تو اپنے عشق کی محبت میں میری رضا کو یہ کہہ سکتا ہے کہ اب تجھے میری رضا کو بروئے کار لانا ہے ، جب تک میری مشیت اس سے علیحدہ ہونے کی اپنی روایتی آرزو ظاہر نہ کرے ۔ یہی فقیری کا منصب اعلیٰ کہلاتا ہے ۔

سبحان ربی الاعلی کہنا اس فقیر کے لیے اس وقت جائز نہیں ہوتا وہ حقیر اس وقت سبحان ما اعظم شانی خیر من شیئاً لِلّٰہِ کہتا ہے ۔ یہ کلمہ بظاہر کفر کا ہے مگر اصلیت میں اس حقیقت پر مبنی ہے جو دینِ اسلام کی عظمت کو اور اس کی فوقیت کو ظاہر کیا کرتا ہے وہ فقیر سبحان ربی العظیم تو کہے گا مگر سبحان ربی الاعلیٰ نہیں کہے گا۔ اب اس کا وہ سجدہ جو اس نے اس زمین کی سطح پر اپنی مشیت سے کرنا ہے وہ کیسے اپنی رضا کو اس تسلیم کے ساتھ قبول کرے گا کہ میں صرف اپنی آنکھوں کی نظر سے ایسے پستی کے مقام کو دیکھوں جس کو اس نے جنم لیا تھا جب اس انسان کے خالق نے تو حضرت آدم علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ میں نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے خلق کیا ہے تیرا مقام خیر کے سلسلہ میں اعلیٰ کہلائے گا مگر شر کے سلسلہ میں تو پست پذیر کہلائے گا ۔ تبھی اس کو رجل آدم کہتے ہیں ۔ رجالیت کے عالم میں کوئی انسان و بشر اپنی اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا جو حقیقت اس کی انسانیت کے لباس میں منظوم و مستور ہوا کرتی ہے ۔ جب تک وہ انسان اپنی اس منظوم و مستور حقیقت کی اصلیت کو نہ سمجھے وہ اپنے مکمل عرفان کا مالک نہیں کہلا سکتا ۔ عرفان تبھی مکمل ہوا کرتا ہے

جب خیر و شر کی تمیز بالکل عنقا ہو جائے پھر اسی بلندی کے مقام کو وہ عرفان اپنا اصل مدعا کہا کرتا ہے۔ یہاں آ کر وہ عنقا فرشتہ کی حقیقت کے ساتھ اس کی نظر کے سامنے ظاہر ہوا کرتا ہے اور اپنا یہ جواب دیا کرتا ہے کہ میں تو رضائے الٰہی کے تابع اس کی حکمت کو مستور و محجوب اور اس کو ظاہر کرنے پر مامور تھا۔ اب میری ماموری تو نے ختم کر دی اور میں تیری ذات کو خلیفۃ الارض کہوں گا۔ خلیفۃ الارض انسان کی شانِ ودیعت ہے۔ یہی مقام اعلیٰ کہلاتا ہے اور اعلیٰ سے مقام عظمۃ الکبریٰ ظاہر ہوا کرتا ہے پھر حق کی ذات اپنے جزو سے منظوم ہو کر اس کو علیحدہ نہیں کیا کرتی۔ یہی کثرت کی وحدت کہلاتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۶۱ دین زندگی کا مقصد متعین کرتا ہے۔

مقصد زندگی کا محور ہے۔

ہر شے اپنے محور کے گرد گھوما کرتی ہے اور محور کے گرد گھومنا زندگی کی منزل ہے جو قوم یا فرد اپنے مقصد کو بھول جاتا ہے سست ہو جاتا ہے اور پست ہو جاتا ہے۔

جو قوم یا فرد اپنی منزل پہ گامزن نہیں مقصود تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟

قوم اپنی منزل پہ گامزن ہو کر ہی اقوام عالم کی پیشوائی کا دم بھر سکتی ہے سو کر نہیں اور کھو کر نہیں۔

ملّی تمکنت کا انحصار تیر و تفنگ پہ نہیں صداقت و عدالت و شرافت و شجاعت پہ موقوف ہے جب بھی کوئی قوم ان چار معروف ملّی ہتھیاروں سے لیس ہو کر زندگی کے میدان میں عملی نمونہ پیش کیا کرتی ہے اقوام عالم کی پیشوائی کا مقام حاصل کر پاتی ہے کسی اور طرح نہیں اور مطلق نہیں۔

وما علینا الا البلاغ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۶۲ دین کے عین مطابق عمل پیرا ہونے کی جدوجہد کا اصطلاحی نام طریقت ہے۔ جذب و مستی اور محویت و استغراق عمل ہی کے احوال و مقامات ہیں عمل کے باہر کوئی شے نہیں عمل نہیں تو کچھ بھی نہیں عمل ختم ہر شے ختم اور اے جانِ من عمل ہی کائنات عالم کی روحِ رواں ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۶۳ پھول میں تین چیزیں ہوتی ہیں، نزاکت، خوشبو اور خواص۔ جب توڑ لیا جاتا ہے پہلی چیز اسی وقت رخصت ہو جاتی ہے دوسری کم ہوتی ہوتی کم ہو جاتی ہے اور تیسری کبھی نہیں جاتی باقی رہتی ہے گلستان میں تو تمام پھول یکساں ہوتے ہیں لیکن ٹوٹنے کے بعد ہر پھول کی قسمت جداگانہ ہوتی ہے۔ کوئی بادشاہ کے حضور میں پیش ہوتا ہے کوئی قبرستان میں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۶۴ ہر شے اپنے محور کے گرد گھوما کرتی ہے **دارالاحسان** کا محور عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اتحاد بین المسلمین ہے۔ یہی ہر مذہب کی جان اور یہی وقت کی پکار ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۸۶۵ بحث کی کوئی منزل نہیں ہوتی اور کسی نتیجہ پہ نہیں پہنچا کرتی۔ اللہ کے بندے بھی بھلا ابحاث میں الجھا کرتے ہیں؟ کر کے دیکھ لو بحث، کوئی بھی معاملہ کبھی حل نہ ہوگا معاملات محبت سے حل ہوتے ہیں بحث سے نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْن

۲۸۶۶ دنیا ایک میلہ ہے اور میلے میں ہر کوئی اپنا سودا بیچا کرتا ہے۔ جو سودا تیرے پاس ہے تو بیچ اگر سودا اصلی ہوا، اور عمدہ ہوا ضرور بکے گا اور اتنا بکے گا کہ بازار کو مات کرے گا ماشاءاللہ

اَلْحَمْدُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْن

۲۸۶۷ ایک نے پوچھا کہ وہاں کیوں ایسا ہوا ؟ پوچھا کہاں ؛ کہا کہ وہاں۔ کہا ——— کہ صدیاں گزریں وہاں دنیائے اسلام کی مایہ ناز کتب تصنیف ہوئیں۔ کاش کوئی ماں کا لال انہیں اپنے عمل سے زندہ رکھتا۔ عمل جب فوت ہوا، عظمت رخصت ہوئی یاحی یاقیوم برحمتك استغیث اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت اور چھنا ہوا وقار پھر سے عنایت فرما۔ یا اللہ تیرے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی نبوت و رسالت کے صدقے ملت اسلامیہ کی ناموس کو بلند فرما۔ آمین، تمکنت بخش آمین یاحی یاقیوم

اَلْحَمْدُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْن

۲۸۶۸ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ رند کو تو نے تنظیم کائنات کا مایہ ناز کارندہ قرار دے کر ہم سب کو حیرت میں ڈال دیا اور پھر خود ہی رند کو زندیقیت سے ملقب کر کے ہمیں اس جرأت پر آمادہ کر دیا کہ رند و زندیق کی وہ خصلت جس کی بدولت وہ رندی و زندیقیت کے اس قابل رشک مقام کا امین ہوتا ہے، عام فہم انداز میں بیان کی جائے تاکہ یہ بیان صرف خطاب ہی تک محدود نہ رہے فہم و ادراک میں آ سکے۔

کہا کہ جس خوش نصیب کو اللہ رب العالمین اپنی محبت کے لئے مقبول فرمالیتے ہیں۔ اس کے نفس و قلب و روح تینوں آپس میں اس طرح متحد و متصل و مربوط ہو جاتے ہیں کہ بال بھر کا بھی فرق نہیں رہتا۔ جب تینوں متحد و متصل و مربوط ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنے مقام کی طرف پرواز کرتے ہیں اور انتہائی بلندی پہ پہنچ کر جہاں ان کا مقام مقدور ہوتا ہے لُٹ جاتے ہیں کوئی اللہ رب العرش العظیم کے حضور میں حاضری کے اشتیاق میں لُٹ جاتا ہے اور کوئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ دونوں مقامات پر لٹنے والے دونوں عالم سے کلیتاً بیگانہ و بے خبر ہو جاتے ہیں۔ جس مقام پر پہنچ کر انہوں نے ہر مقام کو خیر باد کہا ہوتا ہے وہیں ڈیرے جما دیتے ہیں۔ کسی اور طرف مطلق متوجہ نہیں ہوتے۔ جمال جاناں میں محو ہو کر دنیا دین و آخرت کے ہر معاملے سے مستغنی و بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اپنے محبوب کے جمال کے مقابلے میں جنت کی مطلق طلب نہیں رکھتے اور نہ ہی دوزخ سے خوف کھاتے ہیں۔ محبوب کے فراق میں گھُلنا، ان کی زندگی کا مایہ ناز سرمایہ ہوتا ہے۔

رند و زندیق اپنے محبوب کے جلال و جمال میں جو ہر وقت ان پہ ان کے محبوب کی طرف سے طاری رہتا ہے اس قدر محو و منہمک ہوتے ہیں کہ انہیں کسی بھی شے کی کوئی خبر نہیں رہتی یہاں تک کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی کی بھی ہوش نہیں رہتی۔ اسی وجہ سے فتوے میں ان عشق کے ماروں بیچاروں کو رند و زندیق کہتے ہیں حالانکہ وہ عشق الٰہی سے مزین عاشق صادق اور محبوب صدیق ہوتے ہیں۔ وہ کسی کا ہدف ملامت بننے کو خاطر میں نہیں لایا کرتے۔ عشق الٰہی کا جنون جب ان کے وجود میں داخل ہوتا ہے، لذت و راحت و زینت و شہرت کا جنازہ اٹھ جاتا ہے یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے کہ صفاتِ بشریہ کے انداز بالکل ہی بدل جاتے ہیں۔ محبوب کے جمال کے سوا کوئی اور طلب و تمنا باقی نہیں رہتی۔ نہ کھانے کی نہ پہننے کی، نہ ملنے کی نہ جُلنے کی، نہ کہیں آنے کی نہ جانے کی۔ یہ اعلیٰ و ارفع مقام ہے اور قدرت کا انعام عظیم ہے۔ اس انعام کو حاصل

کرنے کے لئے کئی ایک محبوبانِ ربّانی محبانِ الٰہی اپنی آرزو ظاہر کرنے کے بعد اس وقت کے انتظار میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہو کر بھی ویسا قرب اور ویسی مصاحبت معرفت کے انداز میں دیکھنے کی اپنی حسرت کی آرزو کیا کرتے ہیں۔ زہے تقدیر جس انسان کو حکمتِ الٰہیہ کسی معرفت کے سلسلہ میں ویسی حقیقت اور ویسی اصلیت ظاہر کر دیا کرتی ہے۔ وہی زندیق کا کفر حق تعالےٰ کی معرفت کہلاتی ہے۔ معرفت کے سلسلہ میں جب کوئی زندیق کافر اپنے اللہ کا جمال کسی دوسرے فرد کی ذات پر دیکھا کرتا ہے تو اس کی ذات کو اپنا محبوب جمال کرتا ہے مگر جب وہ جمال اپنا ویسا جلال ظاہر نہ کر سکے تو پھر وہی کہا کرتا ہے کہ یہ معرفت حقانی نہیں بلکہ کسی باطل مقام کی ظلّ رحمانی ہے۔

حق کے مقام پر اللہ تعالےٰ کا جلال اپنے حسن جمال سے ویسی حقیقت اور ویسی اصلیت میں ہی اپنے ان مقبول اور محبوب انسانوں پر ظاہر ہوا کرتا ہے جو اس کے رسول مقبول حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور محبوب صدیق ہوتے ہیں۔ پھر وہ نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کے مقلد کہلاتے ہیں جو معراج نبویؐ کو اپنا ورثہ کا انعام ربانی خیال کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا عشق جس کسی انسان پر ظاہر کیا کرتا ہے وہ انسان اپنے عشق سے اللہ تعالیٰ کی ذات حق کو اپنے قریب لانے کی ہمیشہ جد و جہد کیا کرتا ہے۔ بالآخر وہ اپنے اس عشق کی بدولت اللہ تعالےٰ کے حق ذات کا عینی جمال دیکھنے میں کامیاب ہو جاتا ہے وہی جمال اپنے جلال قہر سے اس کی سب غیر فانی صفات کو اس کے وجود میں اجاگر کر دیتا ہے۔ پھر وہی انسان اپنے عشق صادق سے اللہ تعالےٰ کے حق ذات کا محبوب صدیق ہو جاتا ہے۔ اس لئے زندیق و کفر کا حامل۔ اس دنیا کا ملامتی فقیر کہلاتا ہے۔ ورنہ وہ غیر شرح قوانین پر عمل کرنے سے ویسا خوف ضرور محسوس کرتا جس پر نظام کائنات کا منتظم اپنے احتساب سے اسکی ذات کو ضرور کسی نہ کسی قسم کی سزا دے کر اس کو مرعوب کرنے کی حقیقت ظاہر کرتا مگر وہ اپنے زندق و کفر کے عرفان سے اس سزا کو اپنے محبوب کے ناز جمالی سے موسوم کیا کرتا ہے۔ شریعتِ اسلام کی

وہ تعزیر اپنی سزا سے اس کے عشق میں کوئی خوف پیدا نہیں کر سکتی اس لئے وہ اپنے محبوبِ حق سے واصل ہونے کے لئے اپنی ویسی تمنا کی آرزو ظاہر کرنے میں سچا ہوتا ہے کہ اس کے تحقیق کا جلال اپنے محبوب صدیق کا جمال حسن دیکھ کر راحت خیز ہو جائے۔ زندیق آخر کار محبوبِ صدیق ہو کر اپنی زندگی کا لطف محسوس کیا کرتا ہے۔ محبت کے عالم میں عشق کا جلال اگر کسی انسان پر ظاہر نہ ہو سکے تو وہ انسان ویسا کفر ظاہر نہیں کر سکتا جس سے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے اسی طرح اگر اسلام اپنی محبت کی حُب ویسے التفات سے ظاہر نہ کرے جس سے وہ اپنے اشتیاق محبت کو لطف آمیز نہ کر سکے تو پھر وہ اس جنت کو بھی اپنے لئے جزا بالخیر کا انعام الٰہی نہیں سمجھتا۔ حلال و حرام کی تمیز انسان کو جنت و دوزخ کے مقامات دکھایا کرتی ہے۔ عشق کا والہانہ جذب و افتراق، عقل کی صلاحیتوں سے مبرّا کر دیا کرتا ہے۔ پھر عشق کا پجاری نہ خوف کیا کرتا ہے اور نہ ہی وہ جنت حاصل کرنے کی اپنی آرزو یا تمنا کیا کرتا ہے۔ رند و زندیق تو اپنے عشق کا پجاری ہوتا ہے۔ اسے تو اپنے محبوب کا جمال دیکھنے کی ہوس اور لالچ ہوتا ہے اس لئے رند و زندیق اپنے کفر کا حامل ہوتا ہے۔ اس کا وہ کفر خواہ اس کو کسی دوزخ میں لے جائے یا کسی جنت میں لے جائے اس کے لئے وہ دونوں برابر درجہ کی چیزیں ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۲۸۶۹ متعلم کے پیش نظر کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے، تکمیل تدریس کے بعد اگر اسے کوئی منصب عنایت نہ ہو تو حصولِ علم چہ معنی دارد؟

دکانداری تو ان پڑھ بھی کر سکتے ہیں۔ دکانداری کے لئے علم سے زیادہ تجربہ درکار ہے۔ تحصیل علم کے بعد متعلم کی یہ تمنا کہ اسے اس کے حسب لیاقت خدمت کے لئے منتخب کیا جائے، فطری ہے! مگر ہر کسی کی یہ تمنا کیسے پوری ہو سکتی ہے؟ ہر ضلع میں ہزاروں گریجویٹ ہوتے

ہیں۔ ہر کسی کو کلیدی عہدوں پہ کیسے فائز کیا جاسکتا ہے

منزل ——— دورِ تدریس

فیض ——— دورِ منصب ہے

حامل منزل ——— ہزاروں

حامل فیض ——— کہیں کوئی ہوتا ہے

حاکمِ ضلع گریجویٹ ہوتا ہے لیکن ہر گریجویٹ حاکمِ ضلع نہیں ہوسکتا!

معلوم ہوا

عنایت قدرت کے تابع ہے ——— تدبیر کے نہیں!

اَلحَمدُ لِلحَیِّ القَیُّوم

فَاللّٰہُ خَیرُ الرّٰازِقِین،

۲۸۷۰ اے طوطیٔ نغمہ سرا، اتنی دیر تو کہاں رہی؟ گلستان کا ہر پھول شدت سے تیرا منتظر تھا۔ آخر تو کس شغل میں مصروف ہو کر اپنے بوستان سے دُور رہی؟ تیرے طاؤس و رباب و بواروں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ آج تیرے انداز بالکل بدلے بدلے نظر آتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے، کسی غیر معمولی مقام کی سیاحت سے آ رہی ہو، کوئی عمدہ بات سناؤ۔

اس پہ اس نے انگڑائی لی۔ اور آنچل کو سنوارتی ہوئی بولی ___ وہ ارم سے آ رہی ہے: ___ پوچھا، کہ وہاں تو کوئی جا نہیں سکتا، وہ کیسے پہنچی؟ کہنے لگی، کہ چند احباب کا ایک قافلہ خضرِ طریقت کی حاضری کے اشتیاق میں جا رہا تھا، وہ ان کے ساتھ ہولی۔ معزز سامعین! وہ کیا بتائے، کہ اس نے وہاں کیا دیکھا یہ قافلہ

پہلے بھی شرفِ باریابی حاصل کر چکا ہے، اس بار اس کو غیر معمولی استقبال سے نوازا گیا—— وہاں بہت سی باتیں ہوئیں، ہر کسی نے اپنی اپنی منزل کی وضاحت کی۔
ایک نے کہا کہ دنیا میں پوری طرح معروف رہتے ہوئے ہر بات سے، جس سے کہ اللہ رب العالمین نے منع فرمایا ہے، باز رہنے کا نام طریقت ہے اور یہی مہاجر الی اللہ کا مقام ہے۔ پھر اس نے کہا، کہ جب تک کوئی کلیتاً خبائث سے پاک نہیں ہوتا، اس منزل میں نہیں چل سکتا!

م—— کُفر
م—— شِرک
م—— کِذب
م—— غیبت
م—— نمیمت
م—— فواحش
م—— معصیت

اگر کوئی ان چیزوں سے کلیتاً باز رہے، دل کی کلی کھِلے! ماشاء اللہ،
ایک دوسرے نے کہا، کہ —— جب سے اس نے اپنے ربّ کا یہ حکم سُنا ہے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ؕ اس کی دوڑ دھوپ ختم ہوئی۔ اس کے دل کا ماسوا سے منقطع ہو کر اپنے ربّ کی یاد میں محو و منہمک رہنا اس کے نزدیک کافی ہے۔ اور وہ اس کے خمار میں یوں مخمور رہتا ہے جیسے کہ نافہ میں ہرن!
ایک دوسرے نے اُس کی بھرپور تائید کی۔ اور کہا کہ —— کسی کا اپنے ربّ کے ذکر میں مشغول ہونا کوئی معمولی بات ہے؟ اور پھر کسی کا ہمہ تن محو و منہمک ہونا

بے شک کرم کی انتہا ہے۔

ایک نے کہا کہ جب سے اس نے اپنے رب کا یہ حکم سُنا ہے ــــــ

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ؕ

اس نے کشمکش دہر سے نجات پائی۔ اب وہ کسی بھی بات کو کسی خاطر میں نہیں لاتا۔ ایک نے نہایت ہی دلچسپ انداز میں عرض کی، کہ یا حضرت وہ صرف ایک مقصد لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہے کہ اللہ رب العالمین نے اپنی کتاب قرآن مجید اس کے لئے نازل کی، اور اسے ہر کام سے فارغ فرمایا۔ ہر قسم کی آسائش مہیا کی اس کے باوجود اسے اس کتاب کی تلاوت کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ کتاب کھول کر توفیق کے انتظار میں گھڑیاں گذار دیتا ہے۔ اسی طرح اس کا دماغ خرافات و واہیات کا مرکز بنا رہتا ہے۔ بعض اوقات ساری رات اسی طرح گذر جاتی ہے اسے اللہ کے ذکر کی کیوں توفیق نصیب نہیں ہوتی حالانکہ اسکی زندگی ذکر ہی کیلئے وقف و مخصوص ہے؟

اس نے یہ بھی کہا کہ وہ کسی بھی برائی سے کلیتاً محفوظ نہیں۔ وہ کسی بھی برائی کے خاتمہ کا اعلان نہیں کر سکتا۔ سب کی سب باتیں سُن کر فرمایا۔

یہ جسم الوجود کے اندر مقیم خنّاس کی کارستانی ہے، جو ہر کسی کو غیر ضروری خیالات میں مصروف رکھتا ہے۔ تم فارغ ہو کر بھی مصروف ہو، چاہیئے تو یوں تھا کہ مصروف ہو کر فارغ ہوتے۔

اس کے بعد ان کی نظر مجھ پر پڑی۔ اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور یہاں رسائی کیسے ہوئی؟ ــــــ میں نے نہایت مؤدبانہ انداز میں اپنا تعارف پیش کیا اور کہا کہ اسی قافلے کے ساتھ مجھے یہاں کی باریابی شرف حاصل ہوا۔ ــــــ فرمایا ــــــ

تم بہت کچھ سن چکی ہو۔ اب ہم راز و نیاز کی باتیں کرنا چاہتے ہیں جس کی تو متحمل نہیں ہو سکتی۔ تو یہاں سے چلی جا، اور ادم کے باہر ان کا انتظار کر۔ چنانچہ میں باہر آگئی۔ اور اس کے بعد کی مجھے کوئی خبر نہیں کہ وہاں کیا کچھ ہوا! شکریہ۔

الحمد للحیّ القیّوم!

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۸۷۱ عشقِ الہی اور عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل کو رِند و زندیق کے القابات سے ملقب کیا جاتا ہے۔ اور یہ کسی کو بھی معلوم نہیں کہ اللہ ربّ العالمین اور حضور رحمۃ للعالمینؐ کے عاشقِ صادق کو کیوں رند و زندیق کہا جاتا ہے۔ یہ القابات ازل سے چلے اور ابد تک جاری رہیں گے؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۷۲ ادویات مطب کی زینت ہوتی ہیں۔ مطب کا معمول چند ایک ادویات پہ موقوف ہوتا ہے۔ فاضل طبیب وہ ہے جو کسی ایک جامع الفوائد دوا سے اپنے مطب کو چلائے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۷۳ بادشاہوں کے بادشاہ کے حضور میں حاضری کی سعادت مسعود و مکرم ہوتی ہے۔ وہاں کسی کو بھی دم مارنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ جبرئیلؑ کو بھی نہیں، ہر کوئی دست بستہ، سرنگوں، سجدہ ریز اور دم بخود ہوتا ہے؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۷۴ غلام غلام ہوتا ہے ، نہ محبوب ہوتا ہے نہ مردود — واضح ہو کہ قربِ تام
جو اصل مقصود ہے ، غلام ہی کو حاصل ہوتا ہے ، کسی دوسرے کو نہیں !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۷۵ مالک جب غلام کے کام سے خوش ہوتا ہے ، دلجوئی فرماتا ہے جب
نہیں ہوتا ، جھڑک دیتا ہے اور — غلام کی ساری زندگی اسی طرح گذرا کرتی
ہے ۔ کبھی دلجوئی ، کبھی جھڑک !
غلامی کا طوق پہن ، اور دلجوئی اور جھڑک سے بے نیاز ہو کر چل !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۷۶ کھدّو چوہڑا اپنے مالک کا نافرمان تو نہ تھا ، ناقص العقل تھا ، کوئی نہ کوئی غلطی
کر بیٹھتا ۔ کسی غلطی پہ ایک دن مالک نے اسے بڑا جھڑکا ۔ جب مالک کو پتہ چلا کہ کھدّو
نے آج رات کا کھانا نہیں کھایا ، خود جا کر کھلایا اور دلجوئی فرمائی ۔
ایک دن اس کی بابت خبر ملی ، کہ وہ بیمار ہے ۔ اپنی بیگم کو لے کر اس
کی عیادت کو گیا ۔
پھر ہمیں اے جانِ من ! اپنے ربّ ذوالجلال والاکرام کی ربوبیت و رحمت و
شفقت پہ کیوں یقین نہیں آتا ؟
قولِ " الست " اور اقرارِ " بلیٰ " کو زیبِ گلو رکھ ۔

وما علینا الا البلاغ

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۷۷ مردودیت اور محبوبیت ہی تو ان کے دو محبوب انداز ہیں جو کسی پہ بھی ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے، بدلتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے اسے ان دونوں سے بے نیاز کر رکھا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۷۸ پھر اس نے کہا ——— کہ وہ کون و مکان کی ہر شئے سے کلیتاً مستغنی و بے نیاز ہو کر یہاں دھونی رمائے بیٹھا ہے۔ اور اب اسے یہاں سے کوئی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ اور نہ ہی وہ کسی کے اٹھائے اٹھ سکتا ہے۔ اس سے آگے کوئی مقام ہی نہیں، جہاں کہ وہ جائے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۷۹ نہایت ہی احتیاط سے سنبھل کر چل۔ یہ راہ پیچیدہ بھی ہے اور کٹھن بھی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۸۰ کام کا نام مقام ہے، جتنا اونچا کام اتنا اونچا مقام

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۸۱ بازار میں کوئی سودا ایسا نہیں ہوتا جس کی کوئی قیمت نہ ہو۔ لوہے کی زنگ خوردہ پتری کی بھی قیمت ہوتی ہے۔ لیریں بھی بکا کرتی ہیں۔

تیرا سودا کیوں نہ بکا؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۸۲ کھانا کھاتے اور سوتے وقت تو کبھی یہ وسوسہ نہیں آیا کہ آج نہیں کھانا۔ یا آج نہیں سونا۔ آرام کے کسی کام میں ذرا دیر نہیں کرتے۔ لیکن جب ذکرِ الٰہی کا وقت آتا ہے، توفیق لے کر بیٹھ جاتے ہو۔ کہ بھئی! توفیق ہی نہیں ملتی۔ ہم کیا کریں۔ کھانے اور سونے کے وقت تو کبھی یہ عذر پیش نہیں کیا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۸۳ ہر مالک اپنے غلام کا وکیل و کفیل و نصیر ہوتا ہے۔ اگرچہ کیسا بھی ہو، مالک بھی اپنے کسی غلام سے بے خبر و بے پروا ہوتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۸۴ جو میرے اللہ کے دین کی تعظیم نہیں کرتا، میں اس کی کیسے کروں! گھوڑے کی کروں؟ یہ مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہمارا جس سے بھی کوئی واسطہ ہے۔ اللہ کے لئے ہے، فقط اللہ کے لئے

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۸۵ غیر مسلم اداروں سے اتحاد کا درس سیکھ! کس اخلاص سے آپس میں متحد ہیں

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۸۶ **محبّت** دلکش الفاظ، خوشنما تراکیب اور حُسنِ بیان کی محتاج نہیں. جذبے کی طلب گار ہے. جذبہ صادق ہو تو کلام کی سادگی یا ادبی فروگذاشتیں بھی ایک حُسن بن جاتی ہیں!

محبّت فطرت ہے جو طرزِ ادا اور حُسن زبان و بیان کی محتاج نہیں. محبت قلبِ و نظر کے پیغامات کی امین اور قلبی واردات کی ترجمان ہوتی ہے. اس کا اظہار جس بھی انداز سے ہو، لائقِ التفات ہوتا ہے. کسی جانور سے پیار کریں، وہ مانوس ہو جاتا ہے حالانکہ وہ اظہارِ بیان سے محروم اور اسے سمجھنے سے بھی معذور ہے اس سے بھی لطیف تر پہلو یہ ہے کہ آپ اس بے زبان جانور کے بچے سے پیار کر کے یا اسے آزار دے کر دیکھیں. وہ پیار کے بدلے پیار اور آزار کے بدلے حتی الوسع آپ کو آزار پہنچانے کی کوشش کرے گا. حالانکہ آپ کے اس عمل سے براہ راست اس کی ذات متاثر نہیں ہوئی. مگر اولاد کی محبت نے اس میں آپ کے لئے محبت یا نفرت کی چنگاریاں بھر دی ہیں.

انسان اشرف المخلوقات ہے، اس کے ہر جذبہ اور ہر عمل کو شرف و مجد کا حامل ہونا چاہیئے. اس کی محبت و نفرت یا تقلید و تنقید میں کوئی واضح تعمیری مقصد کارفرما ہونا چاہیئے. مدارج کی بلندی مقاصد کی رفعت اور جذبے کے خلوص پر منحصر ہے تنقید برائے تنقید امت میں فساد اور ملت میں افتراق کا باعث تو بن سکتی ہے اتحاد و اتفاق کا نہیں!

خدام و متوسلین سے پیار آقا کے جذبۂ محبت کو بیدار کرنے کا بہترین وسیلہ ہے. اولاد سے پیار، والدین کی محبت کے حصول کا عمدہ اور مؤثر ترین ذریعہ ہے بعینہٖ اگر چاہتے ہو کہ اللہ رب العالمین کی رحمت جوش میں آئے تو اس کی مخلوق سے محبت کرو

مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اور اللہ اپنی مخلوق پہ ماں سے بھی سو گنا زیادہ مہربان ہے۔

اور اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے طلبگار ہو تو آپؐ کی محبوب چیز کو محبوب رکھو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین چیز آپؐ کی امت ہے یہ اندازہ لگانا ذرا بھی مشکل نہیں، کہ وہ امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر محبوب ہو گی جس کی خاطر حضورؐ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے غرض ہر لمحہ متفکر اور ہر لحظہ بے چین رہتے۔ جس کے لئے راتوں کے طویل قیام اور سجود میں حضورؐ کے اشک بہتے رہے۔ غار حرا کا ہر مقدس پتھر، ریگستان عرب کا ہر ذرہ اور معراج کی نورانی شب کا ہر لمحہ امت سے حضورؐ کی محبت والفت کا گواہ ہے۔ اور پھر وصال مبارک کے وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تک اُمت کی مغفرت کیلئے دعا کی وصیت اور قیامت کو یا ربِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ کی دعا اُمت سے حضورؐ کی محبت اور شفقت رحمت کی غماز ہے۔

اس اُمت کی خیر خواہی، ہمدردی اور اس سے محبّت والفت و شفقت و رحمت کا سلوک یقیناً حضورؐ کی نگاہِ التفات کے حصول کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اور اس سے زیادہ ناگوار اور ناپسندیدہ عمل اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ اتحاد و اتفاق کی بجائے امت کو انتشار و افتراق میں مبتلا کر دیا جائے۔ ہر صاحبِ عقل اور ذی شعور فرد یہ سمجھ سکتا ہے کہ ہر وہ قول یا فعل جس سے اُمت میں اختلاف کو ہوا ملے، باہمی ہمدردی ختم ہوتی نظر آئے، الفت کے رشتے کمزور پڑ جائیں، فتنہ پھیلے، فرقہ وارانہ کشیدگی بڑھے اور اتحاد بین المسلمین کے مضبوط قلعے میں رخنے پڑ جائیں، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم سے اُتر تو سکتا ہے، اس میں آ نہیں سکتا۔ حضورؐ کے دل سے دُور تو ہو سکتا ہے اس میں سما نہیں سکتا۔ حضورؐ کی اُمت کا دوست ہی حضورؐ کا دوست ہے۔ ماشاءاللہ

میرے آقاؐ سے وابستگی کا دم بھرنے والے
جہاں بھی ہیں اور جو بھی ہیں ہمارے لئے
واجبِ صد احترام ہیں۔ ہم اپنے حضورؐ
کی ساری اُمت کے وفادار خادم ہیں۔ اُن
کی عافیت و بخشش کی دعائیں "دارالاحسان"
کا شب و روز کا انسب معمول اور مقبول الاسلام
شغل ہے۔ اور یہ اللہ ربّ العالمین کا بے
پایاں کرم ہے، کہ اُس نے اپنے اس "دارالاحسان"
کو نوافل، تلاوت، تسبیحات اور دیگر اذکارِ
جمیلہ کا ثواب جمیع امّۃ سیّدنا محمّد
صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے ھبہ کرنیکی سعادت
نصیب فرمائی ہوئی ہے۔ اس اکرام اور شرف و
امتیاز پر ھم اپنے اللہ ربّ العالمین کا جس قدر شکر
ادا کریں، کم ہے۔

الحمد للہ حمداً کثیراً طیّباً مبارکاً فیہ
کما یحبّ ربّنا و یرضیٰ

الحمد للحیّ القیّوم!
فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۸۷ ملاقات جب بیزاری کے مقام پہ پہنچ جائے ترک کر دو۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۸۸ ہماری کوئی بھی شے کسی سے پوشیدہ نہیں، آکر دیکھ! دنیا کے کسی بھی حصے میں ہماری کوئی جائداد نہیں مطلق نہیں! نہ کسی بینک میں کوئی رقم جمع ہے ہمارے پاس کسی بھی وقت کوئی پیسہ نہیں ہوتا۔ جو رزق اللہ اپنی جناب سے عنایت فرماتا ہے جب تک اسے تقسیم نہیں کر لیتے، نہیں بیٹھتے۔ اور میرے اللہ کے خزانے بھرپور اور کسی بھی شے کی کمی نہیں! ماشاءاللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۸۹ ایک سوال کے جواب میں ________

کشف القبور کسی عمل سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس کا انحصار طہارتِ وجود، تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور افکارِ طیبّہ پر ہے۔ جب تک جسم الوجود سے خناس دُور نہیں ہو جاتا، کشف القبور حاصل نہیں ہو سکتا!

عاقبت کا حال دیکھنے کے لئے تزکیۂ نفس ضروری اور لازمی چیز ہے ورنہ وساوسِ شیطانی اس کو اس قسم کا سراب دکھائیں گے۔ جس سے وہ اپنے نفس کی حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے دھوکا کھا جائے گا۔ اسی لئے تو شیخ طریقت کی ضرورت ہوا کرتی ہے جو پہلے ہی سے ایسے سرابوں کی اہمیت سے طالب کو آگاہ کر دیا کرتا ہے۔ مُرشد کا فرمان اور پیر طریقت کا ارشاد دونوں ہی اس طالبِ طریقت کو اسی وقت اُٹھا کر چند لمحات میں اس بلندی کے مقام پر پہنچا دیا کرتے ہیں۔ جہاں پر صوت و ندا میں پہچان مشکل ہوتی ہے۔ چونکہ مرید اپنے شیخ اپنے مُرشد کی صَوت و ندا سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے، اس لئے مُرشد کا فرمان اس کو جہاں پہلے جانا چاہئے لیجا سکتا ہے اور طالب اپنی عقیدت کی انابت سے اس مقام کو پالیتا ہے۔ خواہ وہ

مقام کتنی ہی دُور فاصلے پر کیوں نہ ہو۔

کشف القبور اور کشف المجوب دونوں تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب اور تخلیۂ وجود پر منحصر ہیں۔ پھر وہ انسان ویسی حقیقت اور ویسی اصلیت دیکھنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ حقیقت کسی بھی وقت کی کیوں نہ ہو۔ ماضی کا بُعد، حال کا ورود اور مستقبل کا استمرار تینوں ہی اس حقیقت کو بالکل اسی طرح اس پر ظاہر کر دیا کرتے ہیں جیسے وہ اپنی عینی نظر سے اس حقیقت کی اصلیت کا مشاہدہ و معائنہ کر رہا ہو۔ کشف القبور بھی اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتا، جب تک قبر کا مکین اپنی حرکات و سکنات اور اپنی صوت و ندا کے ذریعہ ان حقائق و کیفیات کو ظاہر نہ کرے جو اس کے قلب پر عالمِ غیب سے وارد اور جاری ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۲۸۹۰ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ط

پہ غور کر۔ اور اپنے رب کے ذکر میں محو ہو کر ماسوا سے منقطع ہو!

بے شک انقطاعِ تام، وصلِ دوام ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۲۸۹۱ اہلِ خدمت تمام علائق سے منقطع ہوتے ہیں۔ اپنے فرائض منصبی میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے۔ نہ ہی کسی اور طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۲۸۹۲ خدمت اہم امور میں سے ہے۔ جس کا اپنا ہی پیٹ نہیں بھرتا، وہ کسی کا کیا بھرے گا؟ —— جو شب و روز اپنے ہی لئے محوِ عمل رہے، اس نے کسی کو کیا فائدہ پہنچانا ہے —— کیڑا چھ ماہ میں گندم کا آدھا دانہ کھاتا ہے لیکن سارا دن دُور دُور سے گندم کے دانوں کو دھکیلے بلوں میں جمع کئے جاتا ہے اور اسی طرح ہم سب! —— پھر کیڑے اور انسان میں کیا فرق رہا؟

روزی روز ملتی ہے۔ کفایت کی روزی پہ قناعت کر!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۹۳ بے کار مت بیٹھ —— کار آمد کار کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۹۴ مراقبات کی اصل اَللّٰہُ مَعِیْ ہے۔ اللہ نے فرمایا:-

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ط

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔ اور وہ سب جانتا ہے دیکھتا ہے" جب بھی کچھ کرو، یہ سوچ کر کرو۔ کہ تیرا رب تجھ کو دیکھتا ہے، سنتا ہے۔ اور جانتا ہے۔ اگر کوئی پھر بھی برائی سے باز نہ رہے، گویا اس نے اپنے رب کو حاضر و ناظر نہیں مانا۔ اور نہ ہی اسے اس کا کوئی خوف ہے۔ اگر حاضر ناظر جانتا، محتاط ہوتا۔ اگر ڈرتا، اللہ اللہ! کبھی کسی معصیت کا مرتکب نہ ہوتا۔ نہ ہی کسی سے خوف کھاتا سوچ کر بولتا۔ سنبھل کر چلتا۔ کسی بھی معاملہ میں نہ گستاخ ہوتا نہ بیباک۔

ہر قریب سے کلام ممکن ہے!

اللہ کا بندے سے اور بندے کا اللہ سے ہم کلام ہونا فیض موسوی کی حقیقت ہے
اللہ خود فرماتا ہے کہ وہ قریب ہے، سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ جانتا ہے! —— پھر دُوری کیسی؟

قرب و سمع و بصر پہ صدقِ دل سے ایمان لا!
اللہ کے سامنے، اور ایسی باتیں؟
اللہ اور دو فرشتے ہر وقت تیرے ساتھ ہیں!

حضوری حکمت کا منبع یہے!

جس سے ڈرنا تھا، اس سے تو ڈرتے نہیں —— اپنے اللہ کے سوا کسی سے بھی مت خوف کھا۔ اور نہ ہی کسی سے کوئی امید رکھ۔ صدق دل سے تسلیم کر۔

الله اكبر الله اعزّ من خلقه جميعًا الله اعزّ
ممّا اخاف و احذر عزّ جارك وجل ثناءك
و لا اله غيرك

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين!

۲۸۹۵ ڈرنا ہے تو اللہ سے ڈر —— شرمانا ہے تو اللہ سے شرما

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

۲۸۹۶ تیری نماز تجھ کو برائی سے روکے، بے حیائی سے روکے تیرا فقر تیری غیرت کا محافظ ہو، اگر نہیں، تو کچھ بھی نہیں!

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

۲۸۹۷ جھوٹ بولتے نہیں شرماتے۔ نہ ہی غیبت و نمیمت سے۔ یہ حضوری کیسی؟ زبان سے سارا دن ذکر جاری رہتا ہے۔ دل دم بھر کے لئے بھی حاضر نہیں ہوتا خرافات و واہیات کا مرکز بنا رہتا ہے۔ نماز میں بھی دل حاضر نہیں ہوتا۔ دل حاضر کر! اللہ معی کا معلّم معیّت کے جلال سے بالکل ہی بے خبر ہے۔ اسے کوئی پرواہ ہی نہیں، کہ اس کا اللہ اس کے پاس ہے۔ دیکھتا ہے۔ سنتا ہے۔ جانتا ہے اس کی کوئی بھی حرکت اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس کے باوجود جو جی میں آتا ہے، کہے جاتا ہے۔ اور جو جی میں آتا ہے، کئے جاتا ہے۔ یہ معیّت کیسی؟ جن کاموں سے لوگوں کو منع کرتے ہو، خود کیوں کرتے ہو؟ جن کاموں کا حکم دیتے ہو خود بھی کرو!

الحمد للحی القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۹۸ طریقت کے میدان کو ہم نے بازیچۂ اطفال بنایا ہوا ہے۔ اگر تو نے اس میدان میں اپنے دشمن شیطان کو نہ پچھاڑا، تو کیا تیری منزل، اور کیا تیری جوانمردی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۸۹۹ بچے کے لئے باپ کافی ہوتا ہے! کیا تیرے لئے تیرا اللہ کافی نہیں؟ افسوس اے جانِ من! تو اپنے اللہ کو اپنے پاس حاضر ناظر نہیں سمجھتا۔

الحمد للحی القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۰۰ قبض اور بسط دونوں اللہ ہی کی طرف سے، اور حکمتِ الٰہیہ پہ مبنی ہوتی ہیں۔ بسط سے قبض نافع ہے! الحمد للحی القیّوم

۲۹۰۱ **حَسِیْبُ** ذرہ ذرہ کا حساب لینے والا !

ف : اللہ تعالیٰ حسیب ہے، لیکن وہ اپنی رحمت و شفقت سے جس کا چاہے حساب معاف فرما دے !

مُذِلُّ ذلیل کرنے والا۔

ف : اللہ تعالیٰ مذل ہے، لیکن اپنے دوستوں کو ذلیل ہونے نہیں دیتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۰۲ کسی نیکی کو ضائع مت کر ورنہ تیرا حال ایسے ہی ہے، جیسے کہ کوئی روپیہ کمائے، اور فضول کاموں میں برباد کر دے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۰۳ دن بھر جان توڑ کر کام کیا۔ شام کو دن بھر کی ساری کمائی جوئے میں ہار دی۔ ساری رات پچھتاتا رہا۔ ایسی کمائی کا کیا فائدہ ؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۰۴ اگر مفردات سے کام چلے، تو مرکبات کا کیا فائدہ ؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۰۵ سڑکیں، پل، پٹڑیاں، کارخانے، مساجد، مدارس، ملیں اور محلات غرضیکہ موجودات کی ہر موجود مزدور نے بنائی۔ اس کے عوضانہ میں مزدور نے کبھی پیٹ بھر کر روٹی نہ کھائی۔

جن کے لئے بنائی، مالا مال ہو گئے۔ جنہوں نے بنائی، جوں کے توں رہے، وہی پھٹے چھتر، پھٹا کرتہ اور مرچوں کے ساتھ روٹی۔ اگر مزدور نہ ہوتا۔ کارخانۂ قدرت میں کیا چہل پہل ہوتی؟ امیر کا جینا دُوبھر ہو جاتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۰۶ مزدور کا احترام آدمیت کا احترام !

مزدور کی محنت کی داد انسانیت کا تقاضا، اور مساواتِ بشریت کی تکمیل ہے!
مزدور کی کبھی دوپہر نہیں ہوتی۔ دن بھر کام کرتا رہتا ہے۔ لیکن امیر دوپہر کے وقت دھوپ میں کبھی گھر سے باہر قدم نہیں نکالتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۰۷ بانس اور آلو کی کاشت پر تو ریسرچ ہوتی ہے لیکن قرآن کریم کی کسی بھی آیت پہ اس اہتمام سے کبھی غور نہ کیا گیا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۰۸ اللہ رب العالمین ہی اپنے دینِ اسلام کا حافظ و ناصر ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۰۹ بے دل نہ ہو۔ صبر سے فتح و نصرت کا منتظر رہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۱۰ ایک ہی اسامی کے لئے دو امیدوار پیش ہوئے لیکن اقلیم کے فاضل ترین امیدوار کے مدِمقابل کو منتخب کر لیا گیا۔ وجہ یہ بتائی کہ اگرچہ وہ ہر لحاظ سے اپنے مدِمقابل پہ فوقیت رکھتا ہے لیکن اپنی منزل کے دوران جب وہ رات کے وقت جاتا۔ اور اس کی ماں اپنی فطرت شفقت سے مجبور ہو کر اسے روکتی کہ اس کڑی سردی میں باہر نہ نکلو۔ ہوا چل رہی ہے۔ کہیں مت جاؤ، تو جھنجھلا اٹھتا اور کہتا، مجھے مت روکو یہ سردی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ یہ ہوا مجھے نہیں روک سکتی۔ اور نہ ہی بارش میری راہ میں حائل ہو سکتی ہے۔

یہ سن کر ماں بیچاری ماں مامتا کی ماری مجبوراً چپ ہو جاتی۔ اور یہ بات اللہ کے ہاں نامقبول ہوتی۔

گویا اس ایک کمی نے جو اس کی نظر میں کچھ بھی نہ تھی، اس کی تمام اہلیت و قابلیت پہ پانی پھیر دیا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۱۱ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نمرود آگ میں پھینکنے لگا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام بالکل نہیں گھبرائے۔ اپنی جان کی حفاظت کا خوف دامنگیر نہ ہوا۔ آپؑ کو حق الیقین تھا کہ آپ کا اللہ اس کے ساتھ ہے۔ اور اللہ کی موجودگی میں آپ کو کسی بھی مخلوق سے کوئی خوف نہیں۔ کوئی مخلوق آپ کو کسی بھی قسم کا کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی۔ ہرگز نہیں پہنچا سکتی۔

اللہ ذوالجلال والاکرام

کے حضور میں اللہ کی مخلوق کی کیا مجال کہ اللہ کے دوست کو کوئی اذیت پہنچائے

آپؑ نے بار بار نہیں صرف ایک بار کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل یعنی میرے لئے میرا اللہ کافی ہے۔ اور آگ میں کود پڑے۔ آگ گلزار بن گئی۔ اپنے خلیل کا یہ کلمہ رب جلیل کو اس قدر بھایا کہ قرآنِ عظیم میں شامل فرمایا۔ آپؑ کی خدمت میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ اپنی خدمات پیش کیں۔ آپؑ نے فرمایا مجھے کسی کی بھی مدد کی مطلق ضرورت نہیں۔ میرے لئے میرا اللہ کافی ہے۔ پھر کیوں تو اپنے اللہ پہ ایسا ایمان نہیں لاتا؟ اللہ تجھے اعلیٰ درجہ کا ایمان نصیب کرے آمین۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹۱۲ ہر شر شیطان کی طرف سے ہے۔ اور شیطان تیرا دشمن ہے۔ جو کبھی دوست نہیں ہو سکتا۔ اگر تو نے کسی بھی شر کی، اگرچہ معمولی سی ہو، موافقت کی گویا شیطان کی موافقت کی۔ تیرا اپنے اللہ کے سوا کسی سے بھی کوئی واسطہ نہ ہو۔ مگر اللہ کے لئے صرف اللہ کے لئے۔ اے او جینے والے! اگر تو نے زندگی کے میدان میں اپنے دشمن کی موافقت کی تو کیا تیری زندگی اور کیا تیری منزل کیا تیرا جینا اور کیا تیری جوانمردی۔

تیری بازی نہ دید کے قابل ہے نہ داد کے
افسوس صد افسوس

زرہ بکتر پہن۔ یہ کمخواب یہ اطلس عشرت کا لباس ہے اکھاڑے کا نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۱۳ جب تمہیں ایک بار قبر میں لٹا دیا جائے گا، پھر قیامت تک کبھی نہیں اٹھنا۔ کسی نے بھی نہیں جگانا۔ اور نہ ہی کوئی کام کرنا ہے، پچھتانا ہی پچھتانا ہے — اٹھ! کمر کس! مؤعمل ہو۔ یہ وقت پھر کبھی ہاتھ نہیں آنا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۱۴ ہم جانتے ہیں، مانتے نہیں۔ اگر مانتے ہوتے، ہمارا یہ حال کبھی نہ ہوتا۔ اللہ کی غیرت جوش میں آتی اور ضرور آتی۔ دُعا کر، اللہ تجھے علم پہ عمل کی توفیق بخشے! آمین!

بتلا، تیری جدّوجہد نے کون پیدا کیا؟ کس کردار کو زندہ کیا، اور کس خصلت کا مظاہرہ کیا؟ اگر نہیں، تو کیوں؟ محض باتوں سے کوئی بھی بات کبھی نہیں بنتی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۹۱۵ ذکر اور طاعت کی منزل مستغنیٰ عَنِ المدارج ہوتی ہے۔ تبلیغ و خدمت کے سوا کسی بھی کمال کو کبھی خاطر میں نہیں لاتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۹۱۶ بادشاہوں کے ہاں بادشاہوں کے ہی تحائف پیش ہو سکتے ہیں، غلاموں کے نہیں۔ بادشاہ کے حضور میں کسی غلام کے کسی بھی تحفہ کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے؟ کوئی غلام کسی بادشاہ کو کیا تحفہ پیش کر سکتا ہے؟ غلاموں کے تحائف غلام ہی قبول کیا کرتے ہیں، بادشاہ نہیں۔ اگر بادشاہ اپنے کسی غلام کا کوئی تحفہ قبول کر لے، غلام کی خوش بختی کا موجب ہے۔

جنگ عظیم ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء کے دوران لودھیانہ کے ایک سپاہی نے اپنی فیملی الاٹمنٹ

یعنی ماہانہ خاندانی تعین انگلستان کے بادشاہ کی شہزادی مارگریٹ کے نام لکھوادی۔ یہ بات اگرچہ قانوناً جائز تھی۔ پہنچتے پہنچتے بادشاہ تک پہنچی۔ اور اس نے بخوشی اجازت دیدی۔ فوجی دستور کے مطابق ہر ماہ شہزادی کے نام فیملی الاٹمنٹ جاری ہوئی۔ کئی ماہ گذرنے کے بعد شاہی محل سے ہندوستان کے وائسرائے سے معطی کی خاندانی تفصیلات طلب ہوئیں۔ یہانتک کہ اس کے خاندان کے ناپ تک دریافت کئے گئے۔ اس کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا، اور اسے کوئی خبر نہیں، کہ بادشاہ نے اسے کیا عنایت فرمائی۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۱۷ ایک بھیلنی نے ایک بادشاہ کی دعوت کے لئے جنگل کی جھاڑیوں سے بیر جمع کرنے شروع کئے، ہر بیر کو دانت سے چبا کر دیکھتی، جو میٹھا ہوتا رکھ لیتی، دوسرے کو پھینک دیتی۔ ایک دن اس سے کسی نے پوچھا۔ کہ وہ کس کے لئے اتنے بیر جمع کر رہی ہے؟ کہنے لگی۔ اسے کہیں سے معلوم ہوا ہے، کہ کسی دن جنگل کے بادشاہ جنگل میں تشریف لانے والے ہیں۔ وہ ان کی دعوت کے لئے یہ بیر جمع کر رہی ہے۔ اس پہ اُس نے اسے بڑا جھڑکا۔ کہ بادشاہ اور بھیلنی کی دعوت قبول کرے گا، اور وہ بھی ان جھوٹے بیروں کی! اس پہ وہ بیچاری بہت کھسیانا ہوئی۔ جی بھر بھر روئی۔ نہ معلوم کن الفاظ سے اپنے تئیں کوسا! — یہ عجز، یہ انکساری اور یہ اخلاص اس قدر اللہ کو بھایا، کہ بادشاہ کو بھیلنی ہی کے گھر لایا۔ بھیلنی کے جھوٹے بیر شاہی دسترخوان کی زینت بنے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۹۱۸ اے میرے بادشاہوں کے بادشاہ! تیرے لطف و کرم سے ہم گنہگاروں کو تیرے دیئے

ہوئے علم پہ عمل کی توفیق نصیب ہو! آمین! ذکر کا بلند ترین مقام عنایت ہو! آمین! یہاں تک، کہ ہمارا کوئی بھی دم تیری یاد سے خالی نہ گذرے! ہمارا تیری دنیا میں جینا۔ تیرے ذکر ہی کے لئے ہے۔ کوئی اور غرض و غایت نہیں، مطلق نہیں، ہے ہی نہیں۔۔ تیرے سوا کسی اور سے ہمیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟ تیرا شکر و احسان ہے کہ تو نے ہمارے دلوں کو اپنی ہر مخلوق سے، خاکی ہو یا آبی۔ نوری ہو یا ناری۔ مستغنی فرمایا۔ اگر ہم تیرے شکر گذار بندے ہوں، تو قیامت تک سجدہ سے سر نہ اٹھائیں۔ شب و روز تیرے ہی شکر میں محو و منہمک رہیں۔ بے شک تو نے ہم سے اپنی کوئی بھی شَے چھپا کر نہیں رکھی۔ چونکہ تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ تیرے در پہ دامن پھیلانا ہم بندوں کی وہ بندگی ہے، جس سے اجتناب گُستاخی ہے:

الحمد للہ حمداً کثیراً طیّباً مبارکاً فیہ کما یحبّ ربّنا ویرضیٰ! اٰمین! یاربّ لک الحمد کما ینبغی لجلال وجھک ولعظیم سلطانک

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۱۹ جمالِ جاناں کا ایک بار جلوہ دکھلا کر پھر جمال سے محروم رکھنا گویا فراق کی چنگاری کو سُلگانا ہے۔ جو جمال سے مشرف ہی نہیں ہُوا، فراق کیسا؟ ـــ البتہ جمال کی تمنّا کی تڑپ معتبر ہے، فراق کی نہیں۔ اور یہ دونوں، تڑپ اور فراق ان ہی کی عنایت ہوتی ہے۔

وما علینا الاّ البلاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۲۰ فعل فاعل سے سرزد ہوتا ہے، اگر فاعل ہی نہیں، تو فعل کیسا ؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۲۱ ایک صحرا نورد چلتے چلتے ایک ایسے گلستان میں داخل ہوا، جس پہ بہار چھائی ہوئی تھی۔ سارا گلستان رنگا رنگ پھولوں سے اٹا پڑا تھا۔ اس نے انواع و اقسام کے پھولوں سے بے شمار ٹوکریاں بھریں، اور وہ پھول اس کی سیاحت کے انمول تحائف تھے ۔ پھر وہ سوچنے لگا، کہ اس نے اتنے سارے پھولوں کو کیا کرنا ہے، کس کام آنے ہیں؟ اس کے لئے چند ایک پھول کافی ہیں۔ پھر وہ اپنے پھولوں کو لے جا کر جا بجا حاضر ہوا۔ کبھی کسی کو پیش کرنا چاہتا، کبھی کسی کو۔ کبھی کہتا، شاید نامقبول ہوں ۔ کبھی کہتا معیاری نہیں، ۔ کبھی کوئی خامی اس کے دل میں آتی، کبھی کوئی ۔ آخر اس نے سارے کے سارے تحائف اپنے ہم جنسوں میں تقسیم کر دیے۔ نہ کسی بادشاہ کو کوئی پھول پیش کیا، نہ ہی اہلکار کو۔ جیسا وہ تھا، اپنے جیسوں میں تقسیم کر دیے۔ اور یہ اس کی بہترین فراست تھی۔ جس انداز سے اس کے دوستوں نے ان تحائف کو مقبول فرمایا۔ کوئی دوسرا کبھی نہ کرتا! الحمدللہ! کیا عمدہ تحائف، اور کیسی عمدہ جگہوں پہ تقسیم ہوئے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۲۲ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا، کہ یہ قصّہ ان کی سمجھ میں نہیں آیا ۔ کہا، اس نے اپنی تمام حسنات، جو بھی اس کے نامۂ اعمال میں درج تھیں، حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امّت کے مُردوں کو بخش دیں ۔ گویا ایک گناہگار نے اپنے سارے تحائف اپنے ہی جیسے گناہگاروں میں تقسیم کر دیے !

یا اللہ! یہ تقسیم اخلاص پہ مبنی ہے، مقبول فرما۔ کوئی ان سے کسی بدلہ کی کیا توقع رکھ سکتا ہے؟ ان بیچاروں نے کسی کو کیا دینا، اور کسی نے ان سے کیا لینا ہے؟ پس یہ تقسیمِ تحائف حقیقتاً اخلاص ہی کے تحت اپنے بھائیوں کی رہائی و مغفرت کے لئے تیری عزّت و عظمت والی بارگاہ ربِّ ذوالجلال والاکرام میں پیش ہے۔ مقبول فرما! تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے، ربّ العالمین ہے، تجھ پہ کوئی قانون کبھی لاگو نہیں۔ تیری رحمت و مغفرت کسی کے بھی ادراک میں نہیں آسکتی۔ اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمت کے مُردوں کی قبروں سے عذاب اٹھا دے! یاحيُّ یاقیّوم برحمتكَ استغیث: بے شک تیرا اکرم مکمل، اور تو کریم بے مثال ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۲۳ یہ کام جس جذبہ کے تحت معرضِ وجود میں آیا، قابلِ تحسین و داد ہے! — پھر اس نے کہا، کہ اگرچہ اسے دوزخ کی آگ سے بےحد خوف آتا ہے، پھر بھی اگر اسے اپنے گنہگار بھائیوں کے ساتھ دوزخ میں بھیجا جائے، تو اس کے اکیلے جنت میں جانے سے کہیں بہتر ہے! — جنت دوستوں ہی کے ساتھ جنت ہے۔ بعض آدمی صرف ایک نیکی کی کمی کی بدولت دوزخ میں جائیں گے۔ کیوں نہ اپنی ساری نیکیاں ایک ایک کرکے حاجت مندوں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہبہ کر دیں، اور خود دوزخ میں چلے جائیں۔ گویا ایک آدمی کی بدولت بےشمار آدمی جنت میں داخل ہوں۔ اور خود اپنے تئیں اللہ کے حوالے کر دیا۔ جدھر بھی وہ بھیجے، الحمد للہ! اور یہ اس کیلئے افسوس کا نہیں، خوشی کا مقام ہے، ندامت کا نہیں، فخر کا مقام ہے! الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۹۲۴ کُتّا نجس العین ہے ـــــ پھر بھی ساری رات کبھی نہیں سوتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۲۵ یاحیُّ یاقیّوم اسمِ اعظم "دار الاحسان" المقام النجاف الصّحاف المقبول المصطفین کا اسم مربّی و فریاد رس ہے۔ اس کے فضائل فہم و ادراک میں نہیں آسکتے۔ اور نہ ہی احاطۂ تحریر میں لائے جا سکتے ہیں۔ جب کسی خوش نصیب مسلمان پہ حضور اقدس و اکمل و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر طٰہٰ، یٰسٓ، مزمّل مدثّر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے حقیقی و اصلی وجود کے ساتھ ظاہر ہوں اور وہ مسلمان یاحیّ یاقیّوم کو اپنا وردِ زبان بنا کر مشغلہ حیات کے طور پر پڑھے تو پھر اس کا وجود اس کلمہ یاحیُّ یاقیّوم کی صفت سے اپنی موت کی حقیقت سے بے حجاب ہو جائیگا ـــ اور حقیقتاً اور اصلیتاً صرف موت کا پردہ دکھائی دے گا۔ ورنہ حقیقتاً وہ اپنے اسی وجود کے ساتھ اور ویسی اصلیت کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہے گا! ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۲۶ اسمِ اعظم یاحیّ یاقیّوم کے فیوض و برکات اس قدر وسیع ہیں کہ کسی کے بھی فہم و ادراک میں نہیں آسکتے۔ ان سے فیضیاب ہونے کے لئے ہر شخص کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم سے مشاھدہ ہی کے عالم میں، جیسے کہ اوپر لکھا گیا ہے، اجازت ملنا ضروری نہیں۔ اگر کسی کو کسی کا شوق مجبور کر دے، اور اس کے تحت وہ یاحیُّ یاقیّوم کے ذکر میں محو و منہمک ہو، تو وہ بھی اسی طرح فیضیاب ہو ـــ جیسے

کہ "وہ" — ماشاءاللہ!

"وہ" کون؟ —— جسے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اصلی و حقیقی وجودِ مسعود سے اسمِ اعظم یاحیّ یاقیوم کے ذکر کی تلقین سے مشرف فرمایا ہو۔

السائلا، مکرّمًا مشرّفاً یاحیُّ یاقیوم! آمین!

اور اے جانِ من! — تو کیا جانے، کہ شوق کیا ہے؟ شوق سوز وگداز کی اصل اور سوز وگداز بلوغ الی المرام ہے۔ شوق جب اپنے کمال کو پہنچتا ہے، عشق بن جاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ حقیقتاً انہی کے فیض و کرم سے ہم خاک نشینوں کو عنایت ہوا کرتا ہے!

شوق عشق کا نقیب ہے۔ جس مَن میں داخل ہو جاتا ہے، ہلچل مچا دیتا ہے۔ دم بھر کے لئے بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ نہ دن دیکھتا ہے نہ رات، شب و روز محوِ عمل رہتا ہے۔ اور کسی بھی ملامت کو کبھی خاطر میں نہیں لاتا۔ اور جب تک اپنے مطلوب کو پا نہیں لیتا، جوشِ عمل جاری رکھتا ہے۔ کسی بھی حال میں کبھی سرد ہونے نہیں دیتا۔ یاحیّ یاقیوّم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۲۷ حضور اقدس و اکرم و اجمل و اکمل و اطیب و اطہر طٰہٰ۔ یٰسٓ۔ مزّمّل مدّثّر روحی فداحضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا نور ہر جگہ ہر وقت موجود بھی ہے، مشہود بھی۔ اور کوئی بھی شئے پوشیدہ نہیں۔ اپنے عشاق کو کبھی اپنے نوری وجود سے اور کبھی بشری وجود سے خیرات الحسنیٰ تقسیم فرماتے رہتے ہیں — کبھی عالمِ شہود میں جلوہ فرما ہو کر، اور کبھی محجوب و مستور ہو کر!

غور فرمائیے: حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم حبیب اللہ ہیں۔ محب اپنے

حبیب سے، اور حبیب اپنے محب سے کونسی شئے پوشیدہ رکھا کرتا ہے؟ محب و محبوب میں کوئی اسرار پنہاں نہیں ہوتا۔

ایک نے یہ کہہ کر، کہ بادشاہوں کے بادشاہ کا کسی کے ہاں آنا یا جانا ان کی مرضی پہ موقوف ہوتا ہے، دعوت پہ نہیں مضمون کی تکمیل کردی ــــ اگر ہم پہ وہ پہلے ہی روز اپنا نظارۂ جمال پوری شرح و بسط سے ظاہر فرما دیں، تو سوز و گداز کا ــــ جو عشق کی روحِ رواں ہے، خاتمہ ہوجائے۔ نہ کوئی تڑپ باقی رہے، نہ کیف ــــ اس حال میں جینا کوئی جینا نہیں ! وما علینا الاّ البلاغ !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۹۲۸ اور یہ عطا الٰہی، عنایتِ ربّانی اور حضرت قاسم الخیرات الحسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فیض سرمدی ہے جس کی حقیقت کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا ! یاحیُّ یاقیوم! لاالٰہ الاّ انت ولاالٰہ غیرک !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۹۲۹ ذاکرینِ کرام ! یاحیُّ یاقیّوم مبارک ہو ! یہ مژدۂ جانفزا مبارک ہو مبارکاً، مشرّفاً مکرّماً

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۹۳۰ مطلوب سے طالب کو طلب، اور محبوب سے محب کو محبت عنایت ہُوا کرتی ہے۔ مطلوب اللہ ہے اور محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ! الحمد للحی القیوم !

۲۹۳۱ حضرت سلطان العارفین ابراھیم ادھم قدس سرہ العزیز کو جب شوق نے مجبور کیا۔ تخت چھوڑ کر جنگل کو چلے گئے۔ نہ کوئی لذت رہی نہ راحت، نہ زینت نہ شہرت۔ مطلوب کے سوا کسی بھی شئے نے ان کا ساتھ نہ دیا۔

یاحیُّ یاقیوّم؛ انت ربّی قریبٌ مجیبٌ یاحیّ یاقیوّم؛ انت ربّی ذوالجلال والاکرام؛ فاعف عنّی فانّك عفوٌّ کریمٌ یاعظیم العفو یا نعم النّصیر؛ آمین آمین آمین؛

الحمد للحیّ القیوّم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۳۲ طریقت کی حقیقت جب اکتسابیت میں محجوب ہونے لگی تو حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر قدس سرّہ العزیز کو ایک بے مثل، اچھوتے اور انوکھے نمونے کے لئے منتخب فرمایا گیا۔ ابھی ایک گھونٹ ہی بھری تھی، کہ غٹ ہو گئے۔

کون سی گھونٹ جی؟ —— کہا، جذب و سُکر کی:

بس پھر کیا تھا۔ خاک میں نور کی تجلّیاں مچلنے لگیں۔ ذات ذات میں محو ہوئی۔ بشری صفات کا خاتمہ ہوا۔ اور آپ نے اس محویت کے عالم میں بارہ سال گُلّھر کی شاخ کو تھامے کلیر کی پاک سرزمین کو مرکزِ تجلّیات بنائے رکھا۔

مرحبًا۔ مکرّمًا۔ مشرّفًا

الحمد للحیّ القیوّم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۳۳ اور میری سرکار کے جمال وجلال کی انتہا یہ ہے، کہ جب جذب و مستی میں ڈوب گئے، زبان اردات و کیفیات کی ترجمان بن گئی —— اس سے بڑھ کر جذب و مستی کا اور کیا

مقام ہو سکتا ہے، کہ آپ فرماتے ہیں ؎

امروز شاہِ شاہاںؐ مہماں شُد است مارا

جبریلؑ با ملائک درباں شُد است مارا

کہ بادشاہوں کے بادشاہ، میرے آقا و مولا حضور اقدس و اکمل صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آج میرے جھونپڑے کو شرفِ میزبانی بخشتا ہے، میرے گھر تشریف لائے ہیں۔ اور اِس مہمان ذی شان کی تشریف آوری کوئی معمولی بات نہیں۔ عنایات کی انتہا اور کمالات کی معراج ہے۔ آج مجھے مقصود کل حاصل ہے، بادشاہوں کے بادشاہ میرے مہمان بنے ہوئے ہیں۔ اور اب اس سے آگے نہ کوئی منزل ہے نہ مقام۔ نہ خواہش نہ جستجو۔ فرماتے ہیں۔ کہ آج میرے اس جھونپڑے کی، میرے گھر کی یہ شان ہے، کہ جبریل امیںؑ ملائکہ مقربین کی معیّت میں اِس چوکھٹ کی دربانی کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ ماشاء اللہ! سبحان اللہ!

اور یہ عطا و بخشش اور کمال و جلال کی انتہا ہے:

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۳۴ کمال کا مطلب کرامت نہیں، کرامت سے ہر کہ و مہ کو نوازا جا سکتا ہے ــــ لیکن کمال ــــ ہر کسی کو مقسوم نہیں۔ کمال یہ ہے، کہ مقصودِ کُل ہاتھ آ جائے ــــ بلند ترین عطاء اور اعلیٰ ترین عنایت یہ ہے۔ کہ حضور اقدس و اکمل صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی گھر کو اپنی مہمانی سے مشرف فرمائیں۔ اور یہی کمال کا مقصود اور یہی انتہا ہے ــــ جو میری سرکار حضرت صابر صاحب کو عطا ہوا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۹۳۵ اسی طرح جب ولایتِ علویہ کے کمالات کے تعارف کا فقدان ہوا، حضرت پیر الفیض شاہ شرف الدّین المعروف بہ بُوعلی شاہ قلندر پانی پتی قدس سرّہ العزیز کو ایک دوسری قسم کے نمونے کے لئے نامزد کیا ۔۔۔ اور وہ درس و تدریس کو چھوڑ چھاڑ ویرانوں میں جا نکلے ۔ مدتوں دریا میں کھڑے رہے ۔ یہاں تک کہ مچھلیوں نے آپ کی پنڈلیوں کا گوشت نوچ لیا ۔ پھر جب کڑی ریاضت کے بعد ولایت علویہ کے مقام پر فائز ہوئے ، تمکنت کی حد کر دی ! علاؤ الدین خلجی کو لکھا ۔۔۔

"تیرے ایک وزیر نے میرے ایک فقیر کو مارا ہے ۔ غروب سے پہلے اسے
ملک بدر کر ورنہ طلوع سے پہلے تیری جگہ کوئی اور ہو گا" !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۳۶ یہ ناز پرندوں میں بھی پایا جاتا ہے ۔۔۔ ایک چڑے نے بادشاہ کو دھمکی دی ۔۔ کہ پھر نہ کہنا ، میں تیرے محلوں میں مسجد کے تنکے پھینک دوں گا !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۳۷ سات سو سال بیت چکے ۔ پھر کسی ماں کے لال کو اس قسم کے کسی نمونے کی توفیق نصیب نہ ہوئی ۔ کیا وہ آخری نمونہ تھے ؟ کیا اب کسی بھی میکدے میں وہ مے نہیں ؟ یا کسی آنے والے کے لئے محفوظ رکھی ہوئی ہے ؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۳۸ تیرے باغ میں پودوں کی کمی نہیں ، لیکن کسی بھی پودے میں پھل نہیں ۔۔۔ اسی طرح گلستان

ہیں : ــــ سارا باغ پھولوں سے اٹا پڑا ہے ، لیکن کسی بھی پھول میں مہک نہیں : ــــ
پھر کیا تیرا باغ اور کیا اس کی بہار ؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۳۹ اسی کمال کی جستجو میں صحرا نوردی کر ! اور اپنے اس کھوئے ہوئے گھر کی تلاش کر جو اُن کی مہمانی سے مشرف ہُوا ۔ کہ اس سے بڑھ کر نہ کوئی عنایت ہے نہ مقام : یا حیُّ یا قیّوم :

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۴۰ جسم کو جو راحت ٹھنڈے پانی سے ملتی ہے ، کسی اور نعمت سے نہیں ملتی ــــ لیکن اسی پانی کو جب آگ کی آغوش میں رکھ دیا جاتا ہے ، آگ بن جاتا ہے ۔ کوئی اُسے چھُو تک نہیں سکتا ۔ گویا آگ کی صحبت نے پانی کی خصلت کو یکسر تبدیل کر دیا ۔ جو پہلے مرغوب تر تھا ، محترز بن گیا ۔ نعمت زحمت میں بدل گئی ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۴۱ صحبت بدل ۔ ماحول بدل ۔ اگر پھر نہ بدلے ، جو چاہے کہہ !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۴۲ "خواجہ تم سے اتنی عرجیا ــــ میلی نہ ہووے میری چنریا !" ــــ کا کیا مطلب ہے جی !
کہ جو ذوق و شوق اور سوز و گداز تو نے مجھ کو بخشا ہے ، کبھی کم نہ ہو !

الحمد للحیّ القیّوم فاللہ خیر الرّازقین !

۲۹۴۳ میرے آقا، میرے مولا، میرے دلبر، میرے جانی، میری سرکار حضور اقدس و اکمل و اکرم و اجمل، اطیب و اطہر طٰہٰ، یٰسٓ، مزمّل، مدثّر، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، عروسِ مملکتِ ربّ العالمین، سیّد المرسلین، خاتم النّبیّین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، امام العاشقین، محبوب المشتاقین، حضرت مُحَمَّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب مکّہ مکرّمہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت فرمائی، گلستانِ مدینہ پہ بہارِ نو آئی۔ مدینہ افتخار و ناز میں اترایا۔ کہ اللہ نے اُسے اپنے حبیبؐ کے قیام کے لئے منتخب فرمایا — گویا وہ مقام، جو یثرب یعنی مقامِ زحمت تھا، اب مدینہ، رحمتوں کا خزینہ بننے لگا۔ ایک گمنام مقام نے مقبولِ عام اور فیضِ دوام کے مقام کا رتبہ پایا — ایک معمولی بستی قیامت تک کے لئے مرکزِ رشد و ھدایت بنی۔ مدینہ خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ کیونکہ آج اسے اس ہستی کی قیامگاہ بننے کی سعادت نصیب ہونے والی ہے، جو وجہِ تخلیقِ کائنات اور فخرِ موجودات ہے — مدینہ اس عزّ و افتخار پہ جتنا ناز کرتا، کم تھا — کیونکہ آج اس کے مقدّر کے اندھیرے چھٹنے کو تھے۔ اس کا گوشہ گوشہ نورِ نبوّت سے منوّر ہونے کو تھا۔ اور اس کا ذرّہ ذرّہ اہلِ دل کے لئے محترم بننے کو تھا۔ آج کا دن مدینہ کی تاریخ کا اہم ترین دن تھا، کیونکہ آج اُسے — "ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر" کا خلعت عطا ہو رہا تھا۔

دعائے خلیلؑ و نویدِ مسیحاؑ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری کی خوشخبری نے اہلِ مدینہ کے دلوں میں ایک عجیب اضطراب برپا کر دیا تھا — مشتاقانِ جمال ہر صبح آپؐ کے استقبال کے لئے دُور تک شہر سے باہر جاتے، مگر ہر شام مایوس لوٹتے۔ اور اس دن اُن کا اضطراب دیدنی تھا۔ جب ایک یہودی نے انہیں خوشخبری

دی، کہ اے مسلمانو! وہ معزز مہمان، جن کے استقبال کو تم روزانہ شہر سے باہر جایا کرتے ہو، آرہے ہیں ـــ وہ دیکھو ـــ ان کی سواریوں کی گرد اڑتی نظر آرہی ہے!ـــ یہ سنتے ہی مدینے میں ایک دھوم مچ گئی۔ رحمت کی گھٹائیں اُمڈ اُمڈ کر چھا گئیں اور تمام ادائیں سمٹ کر مدینہ میں آگئیں ـــ منتظر نگاہوں اور بے تاب دلوں نے جب آپؐ کے جمالِ جہاں تاب کا نظارا کیا۔ تو بے ساختہ اھلاً و سھلاً مرحبا اور الحمدُ للّٰہ کی صدائیں بلند ہوئیں ـــ ہر کوئی فرطِ مسرت سے جھوم اٹھا۔ اہلِ مدینہ کے لئے یہ روز سعید روزِ عید سے کم نہ تھا، فضا ننھی ننھی معصوم بچیوں کے ان اشعار سے مترنّم اور معمور تھی ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا　　مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا　　مَا دَعیٰ لِلّٰہِ دَاع

آج کا ہر لمحہ اتنا قیمتی، پرعظمت، بابرکت تھا، کہ اُسے حاصلِ حیات کہا جاسکتا تھا۔ اس انعام و اکرام پہ زبانیں شکرِ الٰہی میں تر تھیں، اور جبینیں بارگاہِ صمدی میں سجدہ ریز! ـــ کوئی تحریر اور کوئی تقریر اہلِ مدینہ کے ذوق و شوق، سوز و گداز اور عشق و رقّت کی صحیح تصویر پیش نہیں کرسکتی ـــ زبان اس کیفیت کے بیان سے عاجز ہے اور قلم معذور!

اس رُوح پرور استقبال کے منظر کا تصوّر کیا جائے، تو اس امر کا اندازہ لگانا قطعاً مشکل نہیں، کہ مدینہ کا ہر فرد سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی میزبانی کے شرف کا کتنا تمنائی تھا۔ چنانچہ سب نے اپنے اپنے گھروں کو سنوارا ـــ اور خود دروازے پہ استقبال کے لئے دست بستہ آ کھڑے ہوئے ـــ حضرت ابوایّوب انصاریؓ نے بھی اپنی بیوی سے اپنے گھر کو سجانے کی فرمائش کی۔ تو انہوں نے

کہاں سبحان اللہ: کہاں رحمۃ للعالمین ، کہاں ہم عاجز و مسکین : سرورِ کونینؐ کی آمد مبارک ، اور ہمارے گھر ؟ — ناممکن : پھر ہم کس آرزو پہ یہ جھونپڑا سجائیں؟ یہ سوچ کر ان کے دل بجھ گئے ۔ ان کی دنیا اندھیروں میں ڈوب گئی ۔ آرزوئیں سینے میں دم توڑنے لگیں —— اے کاش : یہ شرف ہمیں نصیب ہوتا ۔ یہ دولت ہمارے حصے میں آتی ۔ یہ نعمتِ عظمیٰ ہمیں نصیب ہوتی :

اِدھر ان کی حسرت اور بے قراری کا یہ عالم تھا ۔ اُدھر رحمتِ حق جوش میں تھی ۔ نبی مکرّم ، رحمت مجسّم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ناقہ کی نکیل اس کی گردن پہ پھینکتے ہوئے فرمایا —— یہ اللہ کے حکم کی مامور ہے ، اسے چھوڑ دو ۔ جس گھر کے سامنے بیٹھے گی ، وہیں ہمارا قیام ہوگا :

ناقہ اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی اُسی ابو ایوبؓ کے دروازے پہ آکر رک گئی ، جسے اتنی عظیم سعادت سے بہرہ مندی کا گمان تک بھی نہ تھا ۔ ان کا عجز و انکسار اللہ کو اس قدر پسند آیا ، کہ رحمت نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا ۔ اور زیب و زینت اور آرائش و زیبائش سے بے نیاز ان کا معمولی سا جھونپڑا نہ صرف اس وقت آپؐ کی قیامگاہ بنا ۔ بلکہ مسجد نبوی کی صورت میں ہمیشہ کے لئے چشمِ عالم میں باعثِ خیر و برکت اور قابلِ عزّ و احترام قرار پایا ۔ مبارکاً ، مکرّماً ، مشرّفاً

اور یہ سب ارادتِ ازلی ہی میں مقسوم و مرقوم تھا :

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۴۴ نظامِ کائنات ارادتِ ازلی کے تحت محوِ عمل ہے ۔ موجودات کی کوئی بھی شے —— حیوانات ہو یا نباتات ۔ معدنیات ہو یا جمادات — مطلق خودسر نہیں ۔ قدرت کی مقدور

اور حکم کی محکوم ہے۔ کسی بھی مخلوق کو کسی بھی مخلوق پہ کسی بھی قسم کی کوئی قدرت حاصل نہیں۔ خاکی ہو یا آبی۔ نوری ہو یا ناری۔ ہر قسم کی مخلوق کی پیشانی کے بال تیرے اور میرے اللہ ربّ العالمین کے دستِ قدرت میں مضبوطی سے پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں۔ بدوں ارادتِ ازلی کوئی بھی شئے کسی بھی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی — یہاں تک، کہ پتّہ بھی اپنی مرضی سے ہل نہیں سکتا۔ اور نہ ہی کوئی ذرّہ اپنی جگہ سے اڑ کر کسی دوسری جگہ جا سکتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۴۵ قبرستان کے درختوں پہ پرندے نہیں ہوتے۔ کوئی چہک مہک نہیں ہوتی۔ سنّاٹا چھایا ہوتا ہے —— صرف زمین پہ موذی جانور ہوتے ہیں! کیوں؟ اس لئے، کہ قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔ فتنتات ہوتے ہیں۔ اور انسان اور جنّات کے سوا ہر کوئی مُردوں کی چیخ و پکار کو سنتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم!

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۴۶ حکمت وہبی علم ہے، اکتسابی نہیں۔ طِبّ حکمت کے تابع ہے! عنایت ربّانی کسب پہ عنایت ہوتی ہے، نہ کہ نسب پہ

مخلوق کو نفع پہنچاتے والی ہر جدّ و جہد عنایت ربّانی کی مستحق ہوتی ہے۔ عنایتِ ربّانی ہر موحد پہ ہوتی ہے، اگرچہ غیر مسلم ہو!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۹۴۷ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اور کنبہ میں ہر مخلوق شامل ہے۔ مومن بھی، کافر بھی۔ نیک بھی اور بد بھی۔ جو جدّ و جہد اللہ کی مخلوق کو نفع پہنچانے کی نیت سے کی جاتی ہے، رنگ لاتی ہے۔ علم و حکمت کے خزانوں سے جسے بھی عطا ہوا، مخلوق کی خدمت کے لئے اور خدمت ہی کی بدولت عنایت ہوا۔

انسانی جسم الوجود کے اندرونی اعضاء رگ و ریشہ، گوشت پوست، ہڈیوں اور پٹھوں کا پیچیدہ علم کس نے سکھایا؟ مفردات و مرکبات، معدنیات و نباتات کے خواص سے کس نے مطلع کیا؟ جنگل کے مکینوں کو جڑی بوٹیوں سے شناسائی کس نے بخشی؟ حکیم کو حکمت اور طبیب کو طب کس نے بتلائی؟

اللہ نے!

جب بھی بندہ طبّی معلومات کی فکر میں محو و منہمک ہوا، مطلوبہ حقیقت منکشف ہوئی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۴۸ جو کوئی، جب کبھی اور جہاں کہیں افادۂ عام میں مصروف ہوا، معروف ہوا، کامیاب بھی ہوا، کامران بھی۔ ماشاء اللہ! اگرچہ غیر مسلم ہو!

بلاتخصیص خدمت پہ بلاتخصیص عنایت ہوتی ہے۔ عنایت ربّانی نافع النّاس امور کی جدّ و جہد کو کامیاب فرمانے میں ایمان و کفر کی تمیز روا رکھتی، تو معنوی اعتبار سے غلط ہو جاتی۔ اور اگر ایسے ہوتا، تو کون و مکان کے خالق و مالک ربّ العٰلمین کیسے کہلاتے؟ بعینہٖ اگر رزق کی تقسیم ذات و صفات پہ موقوف ہوتی، تو بادشاہوں کے بادشاہ ربّ العٰلمین خیر الرّازقین کیونکر کہلاتے؟

حکمت بہترین رزق ہے، جو بندوں کو عنایت ہوتا ہے!

فاعلم: خوب یاد رکھ! طبّ حکمت کے تابع ہے، اور حکمت وہبی ہے، اکتسابی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۴۹ حکمت مومن کی میراث تھی، تیری میراث تھی! آج کیوں تیرے پاس نہیں!۔ تو نے کیوں اسے اپنے ہاتھ سے جانے دیا؟ بتلا، تو نے اپنی اس کھوئی ہوئی میراث کو حاصل کرنے کے لئے کیا جدّ و جہد کی، اگر نہیں تو کیوں؟

اگر تو اپنی جگہ قائم رہتا، تیری جگہ کسی دوسرے کو کیسے دی جاتی؟ حکمت کا جوہر باب ان پہ کھلا، تجھ پہ کھلتا!

اے او سونے والے!۔۔۔ وہ عنایت ربّانی کسی فرد کا نہیں، ذوق و شوق کا استقبال کیا کرتی ہے! اور مخلوق کی خدمت کا شوق مسعود بھی ہے، محمود بھی۔ مقبول بھی ہے، محبوب بھی۔ احسن بھی ہے، مستحسن بھی۔ اور اے جانِ من! انسانیت کو نفع پہنچانے والی جملہ ایجادات و مکشوفات عطائے الٰہی اور عنایت ربّانی کی مرہونِ منت ہیں! یا حیّ یا قیّوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۵۰ کیا تو اسی پھول کی پتی نہیں، جو طلوعِ سحر سے پہلے غنچہ کی صورت میں تھا۔ نسیم صبح کے ہلکے ہلکے جھونکوں نے اسے گدگدایا، خوابِ ناز سے جگایا۔ شبنم کے ننھے مطہّر قطروں نے وضو کرایا۔ اور صبح کی نمود کے ساتھ ہی نگارِ آتش بن کر مسکرایا۔ اپنے رنگ و روپ پہ اترایا۔ سارا چمن اس کی خوشبو سے مہک اٹھا۔ بلبل جو مدت سے اس کی منتظر تھی، دیوانہ وار طواف کرنے لگی۔ یوں محسوس ہوتا تھا، کہ اس کی یہ نزاکت دائمی اور حسن

لافانی ہے ـــــ مگر جلد ہی بیچارے کی شام ہو گئی ۔ اس کا رنگ فق ہو گیا ۔ جگر شق ہو گیا ۔ سرخی زردی میں تبدیل ہو گئی ۔ ٹہکتا ہوا پھول پتّی پتّی ہو گیا ۔ کاش فنا کا ہاتھ اس تک نہ پہنچتا ۔ اس کا رنگ روپ بکھر گیا ۔ بُو باس جاتی رہی ۔ یہ برگِ گُل کی نہایت ہی مختصر زندگی کا سبق آموز افسانہ ہے ۔

اے گُل ! تیری اس قدر حیاتِ مُستعار ، اتنا عارضی قیام ۔ اور ایسا عبرتناک انجام ـــــ اگر تجھے اس کا پتہ ہوتا ، تو اپنے عارضی جوبن پہ کبھی نہ اتراتا ۔ آغاز سے انجام کی خبر پاتا ۔ کبھی کِھل کِھلا کر نہ ہنستا ۔ ہاتف نے بھرپور تائید کرتے ہوئے کہا ـــ یہ زمین ، یہ آسمان ، یہ دنیا اور اس کی ہر شئے ، جو بھی اس میں ہے ، عارضی ، فانی اور چند روز کی مہمان ہے ۔ یہاں سدا نہیں رہنا ۔ اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۵۱ نقارچی نے دھونسے پہ ٹھوکر ماری ۔ ہاتف نے دلیری دی ۔ حوصلہ بڑھایا ، کہ ـــــ اے میرے نوجوان ! تیرا کوئی عمل ـــــ کوئی بھی عمل کبھی قضا نہ ہو ! اور تیرا جوشِ عمل کبھی فنا نہ ہو ! کبھی بھی دریا کی کوئی موج تیرے عمل کے سفینہ کو کبھی ڈبو نہ سکے ۔ تیرا جوشِ عمل اس سوئی ہوئی قوم کو جگا دے ۔ قبروں میں مُردوں کو جِلا دے ! حوادثِ دہر تیری راہ کو روک سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں ، اور کبھی نہیں ۔ جو کوئی بھی تیری راہ روکے ، اُسے راستے سے ہٹا دے ! جس طرح بھی ہٹانا پڑے ، ہٹا دے ! اگرچہ ٹھوکر سے ہٹانا پڑے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۵۲ تیرا عمل مخلص ہو، مسنون ہو، مسلسل ہو! ـــ اور تیرے اس عمل کا جوش کُن فیکون کی مفتاح ہو! یا حیّ یا قیّوم! آمین!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین:

۲۹۵۳ کوئی بھی پہاڑ تیرے عمل کے سیلاب کو کبھی روک نہ سکے! تیرا جوشِ عمل پہاڑوں کے دل چیر دے! دریاؤں کے رُخ پھیر دے۔ صحراؤں کی طنابیں کھینچ دے۔ کوئی بھی رکاوٹ اس سَیلِ بیکراں کے آگے بند نہ بن سکے۔ ہر شے پہ چھا جائے! اور جو اس سے ٹکرائے، اسے پاش پاش کر دے! مگر یہ جوشِ عمل کبھی سرد نہ ہو! سدا برقرار رہے، اس کی رفتار دمبدم بڑھے۔ کبھی کم نہ ہو۔ اور کبھی ختم نہ ہو!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۵۴ یہ سن کر دشمن کا پتّا پانی ہو گیا۔ بدن پہ کپکپی طاری ہوئی۔ اور سارا جسم لرزنے لگا۔ جب اسے یہ یقین ہو گیا، کہ اب وہ کسی بھی طرح جیت نہیں سکتا، میدان سے بھاگنے لگا ـــ جب دیکھا، کہ تمام حدود مسدود ہیں، اس کے فرار ہونے کے لئے کوئی بھی جگہ نہیں، اڑ کر بھی نہیں جا سکتا ـــ مرنے مارنے پہ اُتر آیا ـــ اور ـــ یہ جنگ ایک دیکھنے کی چیز تھی:

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۵۵ اس عمل کو جوش میں لا۔ اور اس طرح لا۔
مَن کی ہنڈیا کو مُکھ کے ڈھکنے سے ڈھانپ کر تن کے چولہے پر چڑھا ـــ شوق

سے جگر کی تپش سے گرما!

لیجئے، جوشے تو نے ہنڈیا میں ڈالی تھی، شُوں شُوں کرنے لگی۔ درجۂ حرارت تیز ہوا، ـــ وہ دیکھ! بھاپ ڈھکنے سے باہر نکلنے لگی ـــ اگر اس بھاپ کو مضبوطی سے بند کر دیا جائے، کوئی بھی ہنڈیا بھاپ کی تاب نہ لاسکے ـــ اگر تپش اسی طرح جاری رہے، ہنڈیا چولہے سے اچھل کر کودتے لگے۔ اور کسی بھی دباؤ سے کبھی نہ دبے! اگرچہ اس پہ بھاری سل رکھ دی جائے، پھر بھی نہ دبے۔ اگر سل کو اٹھا دور پھینک نہ سکے، خود پھٹ جائے ـــ اور یہ ایصالِ حرارت کا ابدی اصول ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۹۵۶ یہ جوش اب کبھی سرد نہ ہو۔ یہ جوش تیرے دل کی زندگی کا موجب ہے۔ اگر یہ نہیں، تو کچھ بھی نہیں۔ مٹی کا بُت ہے ـــ بُت ایک من کا ہو یا تین من کا۔ بُت ہی ہے: بُت میں جان نہیں ہوتی ـــ جوشِ عمل ماشاء اللہ، الحمد للہ! دل کی زندگی ہے ـــ دل کی زندگی قوم کی زندگی! ـــ قوم کی زندگی تمکین الوری ہے! اور تمکنت ـــ مومن کی امتیازی شان اور ملت کا امتیازی نشان ہے ـــ یہ نشان کبھی نہ گرنے پائے!

یاحیُّ یاقیّوم! لَآ اِلٰہ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

آمین آمین آمین

اور یہ عمل برسوں کا نہیں مہینوں کا ہے! ـــ مہینوں کا بھی نہیں ہفتوں کا ہے، اور اگر پابندی سے ہو، تو دنوں کا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۹۵۷ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے جس بندے پہ سب سے بڑھ کر اپنا فضل و احسان فرمانا چاہتے ہیں، اس کے دل کو بیدار فرما دیتے ہیں۔ اور ساری دنیا میں گنتی کے چند بندے ہوتے ہیں، جن کے دل بیدار ہوتے ہیں۔ دل جب بیدار ہو جاتا ہے۔ ہیئت و کیفیت بدل جاتی ہے۔ کسی بھی ظلمت کو اپنے اندر کبھی رہنے نہیں دیتا!

ظلمت سے دل جب پاک ہو جاتا ہے۔ شفاف ہو جاتا ہے۔ ہر شئے دیکھ سکتا ہے، کوئی بھی چیز چھپی نہیں رہتی۔ نچلے سے نچلا اور اُتلے سے اُتلا مقام دیکھ پاتا ہے ــــ تحت الثّریٰ سب سے نچلا اور عرشِ معلیٰ سب سے اُتلا مقام ہے۔ بیدار دل مطہّر ہوتا ہے۔ دونوں مقامات پہ گذر رکھتا ہے، ماشاء اللہ!

اس حقیقت کی تائید میں بہتوں نے بہت کچھ کہا۔ کشمیر والوں نے کہا، کہ لوحِ محفوظ تین سو انسٹھ ہیں۔ ایک کے سوا سب پہ اسے عبور حاصل ہے!

یہ دِل اُمّ الکتاب ہے۔ مطالعہ کا محتاج نہیں۔ جس راز کو ساری دنیا مل کر بھی پا نہیں سکتی۔ اسے دل پا سکتا ہے۔ اس لئے کہ کوئی بھی حقیقت اس سے پنہاں نہیں ہوتی! کیا آپ کو یہ معلوم نہیں، کہ اللہ ربّ العالمین زمین و آسمان میں نہیں سماتا، مومن کے ننھّے سے دل میں سما جاتا ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۵۸ میرے پیر الفیض حضرت بُو علی قلندر رشید اللہ قدس سرّہٗ العزیز فرماتے ہیں، طُور پہ اللہ نے ایک تجلّی کی۔ سارا پہاڑ جل گیا ؎

پوچھا طُور سے میں نے کہ یہ تو بتا!
کس کے نورِ تجلّی سے تو جل گیا!

بولا رو کر کہ اتنا بھی سمجھا نہ تُو
ہے اُسی آگ کی پھر مجھے جُستجو
اَللہُ اَللہُ اَللہُ اَللہُ

اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام چالیس دن بے ہوش رہے۔

پھر فرماتے — ایسی تجلّی روز میرے دل پہ سو بار نازل ہوتی ۔ اور مجھے خبر تک نہ ہوتی ! یہ ہم پہ ہمارے اللہ کا وہ فضلِ عظیم ہے ، جس کا کہ ہم کسی بھی زبان میں شکریہ ادا نہیں کر سکتے ، اگرچہ قیامت تک کرتے رہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۵۹ بیدار دل تیرے اور میرے دل جیسا نہیں ہوتا ۔ حضرت آدم صفی اللہؑ کے دل جیسا ہوتا ہے ۔ اور دلوں کی دنیا میں یہ معمولی درجے کا دل ہے ۔ اور ساری دنیا میں ایسے کُل تین سو ساٹھ دل ہوتے ہیں !

دل کا دوسرا درجہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا دل ہے ، وہی اوصاف ، وہی خصلت ، وہی جلال ، وہی تمکنت — اور ایسے دلوں کی تعداد ساری دنیا میں چالیس ہوتی ہے ۔

تیسرے درجے کا بیدار دل ماشاء اللہ ! الحمد للہ ! حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دل ہے ! اوّل درجے کا حنیف ! اور یہ انسانی سینوں میں دل کا سب سے اونچا مقام ہے ۔ اس جیسے کُل دِل سات ہوتے ہیں ۔

دل کی دنیا میں چوتھے درجے کا دل انسانی نہیں ، ملکوتی معیار کا ہوتا ہے ۔ مثلاً حضرت جبریل علیہ السلام کا دل ! جس کے مشابہ صرف پانچ دل ہوتے ہیں ۔

حضرت میکائیل علیہ السلام کا دل پانچویں قسم کا دل ہوتا ہے۔ اور ایسے دِل ساری دنیا میں تین ہوتے ہیں :

اور صرف ایک دل ایسا ہوتا ہے، جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل سے مشابہت رکھتا ہے :

مبارکاً، مکرّماً، مشرّفاً

حاضرین میں سے ایک نے پوچھا ـــ ایسے عالی مرتبت دلوں کے ذمّہ کیا کام ہوتے ہیں ؟ ـــ کہا ـــ ایسے دلوں کی برکت سے زندگی اور موت دینا۔ بارش برسانا، پیداوار بڑھانا۔ اور مصیبتیں دور کرنا ہے۔

پوچھا گیا ـــ ان کی برکت سے زندگی اور موت کیسے ہوتی ہے ؟ فرمایا، وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں امم کو بڑھانے کا۔ پس وہ بڑھ جاتی ہیں۔ اور جبّارین کے خلاف دعا کرتے ہیں، تو وہ کم ہو جاتے ہیں۔ بارش کی دعا مانگتے ہیں، تو پانی نازل ہوتا ہے۔ پیداوار کی دعا کرتے ہیں، تو پیداوار بڑھ جاتی ہے۔ اور انھی کے سبب مختلف اقسام کی بلائیں ٹالی جاتی ہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۹۶۰ دِل دل سے بیدار ہوتا ہے : ـــ بیدار دل ہی غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے دل کو بیدار کر سکتا ہے ! کوئی دوسرا نہیں ! ہمزاد و نفس نے دل کو ایسے مناظر میں الجھایا ہوا ہے، اس پہ ایسا جادو کیا ہوا ہے، کہ کوئی تدبیر اس پہ کارگر ہوتی نظر نہیں آتی ـــ وہ مطلق بیدار ہونے میں نہیں آتا۔ اور جب تک اس سحر کو باطل نہ کیا جائے، کوئی اسے کبھی نہیں جگا سکتا !

اللہ کرے اے میری جان ! کوئی دل جو اللہ کی رحمت سے بیدار ہے، اللہ اس دل میں تیرے دل کی محبت ڈال دے ۔ اور پھر وہ محبت سے سرشار ہوکر شیطان کے جادو کو توڑ دے ۔ اس کے سحر کو باطل کرے ۔ اور تیرے دل کو اس کے جال سے نکال دے ، یاحیّ یاقیوم !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۶۱ ہر ساعت میں ہر شے ہوتی ہے ۔ سعادت بھی ، نحوست بھی ! ۔ ہر ساعت کسی کے لئے سعید و مسعود ، اور کسی کے لئے منحوس ہوتی ہے !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۶۲ نحوست دور فرما ، اور سعادت سے مسعود فرما ! یاحیّ یاقیوّم ! آمین !

الحمد للحیّ القیّوم فاللہ خیر الرّازقین !

۲۹۶۳ ایک خط کے جواب میں ___

شیخ کی محبّت و اتباع میں بیعت طریقت و فیض کا سلسلہ جاری ہوا کرتا ہے ، جو شیخ اپنے شیخ سے منحرف ہو ، کیا اس کی بیعت اور کیا بیچارے کا فیض !

سمجھ کر ___ فاعلم !

ادب کی کڑی ٹوٹنے سے پہلے فیض کی کڑی ٹوٹا کرتی ہے !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۶۴ روزے دار اور صرف روزے دار اللہ کو حاضر و ناظر مانتا ہے ۔ پانی کی بوند حلق میں

کبھی جانے نہیں دیتا۔ اگرچہ نہر میں تیرتا ہو۔ اور یہ رمضان المبارک کے روزوں کی ظاہر کرامت ہے۔

روزے دار کبھی اکیلا نہیں ہوتا، اللہ اُس کے ساتھ ہوتا ہے۔ روزے دار کو حق الیقین ہوتا ہے کہ اس کا اللہ اس کے پاس ہے، دیکھتا ہے ___ کبھی روزہ نہیں توڑتا۔ اگر یہی یقین ہر کسی کو ہو، کبھی کوئی گناہ نہ کرے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۹۶۵ شاباش جوان! ___ سینہ تان!

تیرا کوئی قدم کبھی پیچھے نہ ہٹے ___ بال بھر بھی پیچھے نہ ہٹے!

اسرافیلؑ و میکائیلؑ و جبرائیلؑ تیری کھیل کے مبصّر ہیں!

اے میرے نوجوان! یہاں سدا نہیں رہنا، اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے! ___ یہ دنیا اور جو کچھ بھی اس میں ہے، عارضی، فانی اور چند روزہ ہے! میدان گرم ہو چلا! ___ بلّے بلّے بلّے۔

دُوئی دور ہو چلی اوئے دُوئی دور ہو چلی!

دُوئی دور ہو چلی اوئے دوئی دور ہو چلی!

اس مقام پہ کھڑنا چٹان کی چوٹی پہ کھڑنے کے مترادف ہے! یاحیّ یاقیّوم

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۹۶۶ جو کام تیرے وہاں کام نہیں آنا، مت کر، کبھی مت کر!

وہ کام کر، جو تیرے کام آنے ہیں!

جو مال تیرے ساتھ نہیں جانا، کیوں جمع کرتے ہو؟ اور جس عمل نے فنا ہو جانا ہے، شروع کیوں کرتے ہو؟

اے میرے نوجوان! تیرا کوئی عمل کبھی قضا نہ ہو، کبھی فنا نہ ہو، اور کبھی باطل نہ ہو! تیرا عزم تیری تقدیر بدل دے! تیرے رب کی رضا کو راضی کر دے، اور تیرا عزم بالجزم تیرے رب کی کُن کی مفتاح ہو۔ یا حیّ یا قیوم!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۶۷ جسم الوجود کے اندر کے کارخانۂ قدرت کی کلوں کو محوِ عمل دیکھ کر ہر بندہ یہ کہنے پہ مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ وہ کچھ بھی نہیں۔ اس کے قبضۂ قدرت میں کوئی شئے نہیں، اور مطلق نہیں۔ نہ ہی اس کی اپنی کوئی مرضی ہے!

لَآ اِلٰہ اِلَّا اللہ نفی اثبات ــــ موجودات کی نفی اور موجود کا اثبات ہے!

لَآ اِلٰہ اِلَّا اللہ افضل الذکر ہے

لَآ اِلٰہ اِلَّا اللہ میں فاضل مقیم ہے۔ اور اس کی بدولت افضل ہے!

موجود سے موجودات ہیں۔ موجود نہیں تو موجودات کیسی؟

کسی کو بھی کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں دی گئی۔ نہ تجھ کو، نہ مجھ کو، اور نہ ہی کسی اور کو! سب نام پہچان ہی کے لئے رکھے جاتے ہیں ــ ورنہ کارخانۂ قدرت کا نظام ارادتِ ازلی کے تحت محوِ عمل ہے! ــ کسی دوسرے کو کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۶۸ حال سے قال کی تصدیق کر!

وہی ظاہر ہے ، وہی باطن ! ــــ ظاہر و باطن دونوں ایک ہیں !
ظاہر باطن کی گھگری ہے ، جو کبھی کھل نہیں سکتی !
ظاہر باطن کا پردہ ہے ، جو کبھی فاش نہیں ہوتا .
باطن سے ظاہر کا وجود اور ظاہر سے باطن کی نمود ہے !
یہ دونوں تجھ ہیں ہیں ! ــــ ظاہر ہیں باطن کو دیکھ !
اور یہ سب کچھ اللہ کے فضل وکرم پہ موقوف ہے . کوشش پہ نہیں ! یا حیّ القیّوم !
یا حیّ یا قیّوم ! فتح ابواب قلبی برحمتک ! آمین آمین !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۶۹ تیرا حال کل سے آج اور آج سے کل بہتر ہو ! ــــ ورنہ سمجھ تو سیدھی راہ پہ نہیں ، اور اللہ کی راہ پہ نہیں !
اگر سیدھی راہ پہ ہوتا ، اور اللہ ہی کی راہ پہ ہوتا ، جیسے کہ تم دعویدار ہو ،
کل سے آج اور آج سے کل بہتر ہوتا

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۷۰ فُکَہ ــــ جو کل پکوڑے بیچا کرتے تھے ، آج ملز کے مالک ہیں !
عبرت حاصل کر ــــ بیدار ہو ــــ سامنے آ !
میدان میں اُتر ، مِلّت کو تیری ضرورت ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۷۱ مقبول عمل طیّب رزق کی پیداوار ہے !

مشکوک روزی مت کھا !

گدلا تیل مشین کی نالیوں کو مسدود کر دیا کرتا ہے !

وما علینا الا البلاغ

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۷۲ مشکوک رزق سے صرف توند پھولتی ہے ــــ اور طیّب رزق ، ماشاء اللہ بارک اللہ :

دل کی ضیاء کا النسب معمول ہے !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۷۳ یہ رزق اگرچہ شرعاً جائز ہے ، گھٹیا درجے کا ہے . پرلے درجے کا گھٹیا! یہ یتیموں ، بیواؤں ، ناکارہ اور بیمار لوگوں کے لئے ہے - تیرے اور میرے جیسوں کے لئے نہیں ، اور نہ ہی ہمیں اس کا استعمال زیب دیتا ہے .

اسے کھا کر کوئی کیا کر سکتا ہے ؟ کسی بھی میدان میں کبھی اڑ نہیں سکتا !

کوئی بازی کبھی جیت نہیں سکتا .

کسی بھی میدان میں کوئی نمونہ نہیں پیش کر سکتا .

کسی بھی مقام پہ ثابت قدم نہیں رہ سکتا

شاھین کا تجسّس تازہ خون کی برکت سے ہے !

اسے کھا کر تیرا خون کبھی گرما نہیں سکتا !

اس میں وہ جوہرِ جو بکسر خون کو گرما دے، بالکل نہیں، یہ مٹّی کی مانند ہے، نہایت بودی اور کثیف ! ___ اس سے تو تو مر جاتا، پر اسے کبھی نہ کھاتا !

کیا تیرے رازق نے تیری قسمت میں ایسی روزی لکھی ہے !

ایسی روزی کو تو کوئی بھی قبول نہیں کرتا !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۷۴ لوگ دیکھنے کی چیز ہی کو دیکھا کرتے ہیں ___ ہر چیز کو نہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۷۵ قوم کے ایک مرکز پہ متحد ہونے کا اصطلاحی نام اِتحّاد ہے۔ اتحّاد سلف صالحین کی متفقہ تقلید ہے !

تاریخ اسلام کے چودہ سو سالہ دور میں قوم کے کسی بھی سپوت نے اسے پارہ پارہ کرنے کی کبھی جسارت نہیں کی !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۷۶ جب تک کوئی قوم ___ کوئی بھی قوم ایک مرکز پہ متحد نہیں ہوتی قومی زندگی کے کسی بھی شعبہ میں کیا ترقی کر سکتی ہے ؟

وما علینا الّا البلاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۷۷ حال کا قال فنا نہیں ہوتا، ہمیشہ زندہ اور قائم رہتا ہے،
حال بدل جاتا ہے، قال کبھی نہیں بدلتا، یاحیّ یاقیّوم

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۷۸ سال کی پانچ راتوں میں ایک رات لَیلَۃُ القَدر ہے:
پانچوں راتیں زندہ رکھ! گویا تو نے لَیلَۃُ القَدر پائی،
کیا سال میں پانچ راتیں بھی زندہ نہیں رکھ سکتے؟
وہ پانچ راتیں آخری عشرہ رمضان المبارک کی طاق راتیں ہیں ـــــ
اکیسویں [21] - تیئسویں [23] - پچیسویں [25] - ستائیسوں [27] اور انتیسویں [29]

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۷۹ اللہ ربّ العالمین نے فرمایا:-
تو کیا جانے کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ لیلۃ القدر ایک ہزار مہینوں (کی راتوں) سے خیر والی ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۸۰ ایمان کی تائید اور اللہ جلّ جلالہٗ کے توکل پر جو بھی مجاہد کسی میدان میں اُترا۔ اللہ نے اس کی حمایت کی۔ پوری حمایت کی۔ حمایت کی حد کردی۔ دیکھا نہیں، کہ بدر کے میدان میں جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے سمیت کفار سے لڑے!
ایمان بھی بھلا کبھی کسی کثرت کو خاطر میں لاتا ہے ـــ مت ڈر! میں

تیرے ساتھ ہوں! سنتا اور دیکھتا ہوں! ـــــ ایمان کی تقویّت کے لئے کافی ووافی ہے!
یاحییّ یاقیّوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۸۱ جسے اللہ تبارک وتعالےٰ عزّوجلّ ذوالجلال والاکرام کے سوا کسی سے بھی کوئی اُمید نہیں ہوتی، اور نہ ہی کسی پہ کسی قسم کا کوئی بھروسہ ہوتا ہے، اس کے لئے اس کا اللہ کافی و وافی ہوتا ہے۔

اللہ کا حق ہے، کہ اپنے متوکّل کی پوری حمائت کرے۔ حاجت روائی فرمائے ـــــ اور کسی بھی معاملہ میں اسے کبھی کسی اور کا محتاج نہ کرے۔ یاحیّ یاقیّوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۸۲ اللہ غیرت مند ہے۔ سب سے بڑھ کر غیرت مند! اللہ کی غیرت کبھی گوارا کر سکتی ہے کہ اس کا متوکّل اس کی ذات پہ کلّی تکیہ رکھنے والا اُس کے سوا کسی کا بھی اور کسی بھی معاملہ میں، دینی ہو یا دینوی ـــــ کبھی محتاج ہو! ہرگز نہیں، اور کبھی نہیں ـــــ واللہ باللہ تاللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۸۳ اللہ نے اپنے متوکّل کو اپنی غیرت سے غیرت بخشی ہوتی ہے۔ اعلیٰ درجے کی غیرت! اور وہ کسی بھی حال میں اسے کبھی جانے نہیں دیتا! ماشاءاللہ غیرت کے عَلَم کو، جو اُسے اس کے اللہ نے دیا ہوتا ہے، کبھی گرنے نہیں دیتا ـــ جان دے دیتا ہے، لیکن غیرت کے عَلَم کو کبھی گرنے نہیں دیتا!

مرحباً مکرّماً مشرّفاً

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۸۴ غیرت مسلمان کی جان ہے۔

غیرت نہ رہی، پھر کیا رہا! — غیرت گئی، گویا ہر شے گئی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۹۸۵ اللہ فرماتا ہے — تو جہاں بھی ہے، میں تیرے ساتھ ہوں! مت ڈر! میں تیرے ساتھ ہوں، سنتا ہوں، دیکھتا ہوں، میں تیرے قریب تر ہوں، — شاہ رگ سے بھی قریب، کیا تیرے لئے تیرے اللہ کا یہ فرمان کافی نہیں؟

یقیناً اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۹۸۶ جسے جس قسم کا جتنا علم ضروری ہوتا ہے، دیا جاتا ہے، ضرور دیا جاتا ہے!

مالک اپنے کارندوں کو ضروری آلات سے لیس کر کے کارخانہ میں بھیجا کرتا ہے! لوہار کو ہتھوڑا — بڑھئی کو بسولا اور کسان کو ہل ضرور دیا کرتا ہے!

جو علم تجھے نہیں دیا گیا، تیرے لئے غیر ضروری تھا — اگر ضروری ہوتا، ضرور دیا جاتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۸۷ باپ کی مرضی پہ اپنی مرضی قربان کر!
تیرے باپ کی مرضی ہی تیری مرضی ہو!
اور یہ فرزندانہ آداب کا اوّلین مقام ہے،

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۹۸۸ پانی اور کوئلے کے بغیر کوئی گاڑی کیسے چل سکتی ہے؟ گویا گاڑی کا چلنا پانی و کوئلہ ہی کی بدولت ہے، اور اُنہیں پہ موقوف ہے! یہی حال انسانی جسم الوجود کا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۹۸۹ ہر منزل میں بالعموم اور سلوک کی منزل میں بالخصوص جو درجہ کھانا پکانے اور کھلانے والوں کو حاصل ہے، کسی دوسرے کو نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۹۰ یہ رنگ قدرتی نہیں، مصنوعی ہے۔ اپنا نہیں، مستعار ہے۔ اور یہ وہ تانبیر نہیں، جس کی بابت مشہور ہے، "جو کھائے تانبیر اُسے کیا کرے پرمیشور" — ایسا معیاری تانبیسر کس بازار سے مل سکتا ہے؟ اس میں جوہر نہیں۔ اور وہ جوہر جس کی خوراک ایک لکھ ہے، بالکل نہیں۔ ایک نے کہا کہ اس نے ایک اللہ کے بندے کو دیکھا، کہ وہ تانبیسر کا کشتہ پندرہ منٹ میں تیار کرتا پھر اسے پھونک سے اڑا دیتا، تاکہ بیخبری میں اسے کوئی کھا نہ لے! وہ کہتا کہ اس کی ایک خوراک ایک آدمی کے لئے کافی ہے! واللہ باللہ تاللہ!

الحمد للحی القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۹۱ بازار میں سیاہ رنگ کے کالے کمبل عام ملتے ہیں۔ بھیڑوں کی اُون کالی ہوتی ہے، چمکیلی نہیں ہوتی معلوم ہوا اُون کو بھی رنگ دے کر ہی چمکیلا بنایا جاتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۹۲ کشتہ مثلِ غبار ہو، اور قائم النّار ہو!

رنگ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کتابی شکوک میں سے ایک شک ہے۔"تھیوری" (اصول) اور "پریکٹیکل" (عمل) میں فرق دیکھا گیا۔ فرق ہوتا ہے۔جب بھی کسی تھیوری (اصول) کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے، کیا سے کیا کرنا ضروری ہوتا ہے ـــــ اصول کی رہنمائی کا شکریہ! انکشافات نَو کا موجب ہے۔کسی بھی شک کی مطلق گنجائش نہیں رکھتا۔

ماشاء اللہ لا قوّۃ الاّ باللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۹۳ زہر، زہر کے لئے تریاق ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۹۹۴ سمیّات ہی سمیّات کا علاج ہیں! ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۹۵ جذام۔ خنازیر، دنبل، سرطان، آتشک، گھمبیر، اندرونی و بیرونی زخم، بھگندر کا علاج سمیات کے جوہر میں پنہاں ہے۔ جس قسم کا مرض، اسی قسم کی اشیاء سے اس کا علاج قانونی ہے ۔

ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۹۶ بناتات میں حیوانات کے لئے آبِ حیات اور معدنیات میں حیات کا جوہر ہے، نباتات و معدنیات کی زبانیں نہیں ہوتیں۔ بول نہیں سکتیں، اپنے خواص کیونکر ظاہر کریں۔ بنجر قدیم غیر مزروعہ رقبہ میں بے شمار جڑی بوٹیاں اُگتیں، نشو و نما پاتیں، پھل پھول لاتیں اور بے خبری کا شکار ہو جاتی ہیں۔ پاؤں تلے روندی جاتی ہیں۔ خاک سے نکلی تھیں اور خاک ہی میں جا سماتی ہیں۔ کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتیں، اور نہ ہی کوئی ان سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے !

اللہ ربّ العالمین نے اپنی مخلوق کو نفع پہنچانے کے لئے اپنے بندوں پر احسان فرمایا۔ عزت کا شرف بخشا۔ بناتات و معدنیات کے خواص و فوائد کے تجسّس کا ذوق و شوق عطا کیا۔ اور پھر ایک طویل مدت کے بعد ان کی جدّوجہد کو مقبول فرما کر اپنی ربوبیت و مجدّیت و صمدیت کے صدقے انہیں فیضیاب فرمایا۔ اور یہ موجدان طب پہ اللہ ربّ العالمین کی عنایت ربّانی ہے جو کتب کی شکل میں ہمارے مطب و مکتب کی رہنمائی کر رہی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۹۷ طب کی ہزارہا سالہ تاریخ میں آج تک کسی بھی جنگلی طبیب نے کسی سے بھی اپنے کسی جوہر کی، جو بھی اسے اس کے اللہ نے عنایت فرمایا، کبھی کوئی قیمت نہیں لی۔ ماشاء اللہ! اور نہ ہی قیامت تک لے گا۔ عنایت کی بھی کوئی قیمت ہوتی ہے ؟

عنایت و نظر کی قیمت کون دے سکتا ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۹۸ عنایت کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ جس کریمانہ انداز سے عنایت کی جاتی ہے، اسی انداز سے آگے دیدی جاتی ہے —

اور یہی عنایت کی شان ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۹۹۹ عنایت ربّانی لامحدود اور لامشروط ہے! — ازل سے جاری ہوئی، ابد تک رہے گی!

مفردات کے خواص کا موجودہ علم مفصّل ہے، ماشاء اللہ! — ہنوز اضافات کا طلب گار ہے۔ — کامل ہے، مکمّل نہیں!

تحقیق کا میدان وسیع ہے۔ وسیع تر۔ اس میں گھوڑا دوڑا۔ انشاء اللہ خیر ہوگی!

طِبّ کے دفتر میں کوئی نیا، بالکل ہی نیا نسخہ پیش کر۔ ایسا نسخہ، جسے سن کر بیرونی طِبّ اپنی کمتری کو تسلیم کرے۔

یاحیّ یاقیوم، لا الٰہ الّا انت یاارحم الرّاحمین: آمین!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۰۰ ہائے ہائے یہ بوٹی — اور پاؤں تلے روندی گئی۔ تجھے کیا بتاؤں، کہ اس ننھی سی بوٹی میں کیا کیا جوہر پنہاں تھے۔

بوٹی نے جب اپنے شناسا کی آواز سُنی، ڈھائیں مار مار کر روئی۔ آہوں پہ آہیں بھریں۔ کہ میرے آقا! میری بڑی بے قدری ہوئی۔ مجھ سے کسی نے بھی اور کوئی فائدہ حاصل نہ کیا۔ حالانکہ میں ایک دو نہیں، بہت سی مہلک امراض کی شفا کا جام لئے ہوئے مہینوں منتظر رہی۔ لیکن کوئی بھی میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ مجھ کو کوئی پی کر تو دیکھتا۔ رنگ دیتی ___ دنگ کر دیتی!

پھر اس نے اس کی بکھری ہوئی پتیوں کو اکٹھا کر کے سینے سے لگایا۔ بوسہ دیا۔ اور جھولی میں ڈالا۔

ایک نے کہا، کہ وہ ان کے ہمراہ تھا۔ عرض کی ___ اسے فلاں مہلک مرض کے لئے بوٹی کی تلاش ہے۔ اس پہ وہ بڑے ہنسے۔ فرمانے لگے۔ اسی بوٹی میں اس مرض کی شفا ہے۔ ماشاءاللہ! ___ پھر اس کے بعد ___ آہا! ___ اس نے جنگل کی بوٹیوں سے خطاب فرمایا! مجلس برخاست! الا ماشاءاللہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۰۱ شوق عنایت کا مستحق

عنایت شوق کی طلب گار

شوق عشق کی اُمّ

شوق مستور کو بے حجاب اور محجوب کو کشف پہ مجبور کر دیتا ہے! لاچار کر دیتا ہے۔ بے چین کر دیتا ہے۔ بے قرار کر دیتا ہے۔ سرِ بازار لے آتا ہے، اور کبھی باز نہیں رہتا۔ اور ___ یہ شوق کا ازلی دستور ہے!

کسی بھی زمانے میں شوق نے اپنا دستور کبھی نہیں بدلا۔ اور نہ ہی قیامت تک کبھی بدلے گا۔ جو شوق ایسا کرنے پر قادر نہیں، ناقص نکمّا، بودا اور کسی بھی کام کا نہیں ہوتا۔

اور یہ دونوں اے میرے بادشاہوں کے بادشاہ! تیری ہی طرف سے تیرے بندوں کو عطا ہوتے ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۳۰۰۲ خصائل الصالحین کی داستانیں گویا دیو پری کی داستانیں تھیں۔ ان کی مثال اب کہیں نہیں ملتی۔ یا حیّ یا قیّوم!

آدمیت و انسانیت و بشریت کے کارہائے نمایاں کی تاریخ کا رنگ پھیکا پڑ چلا تیری عنایت کی منتظر ہے! یا حیّ یا قیّوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۰۳ معراج سُنّت ہے، کوئی ماں کا لال اس سُنّت کو بھی ادا کرے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۰۴ سوار نے جب گھوڑے کی لگام کو مضبوطی سے تھام کر ایڑ لگائی، سرپٹ دوڑا۔ جب چابک مارا، ہَوا سے باتیں کرنے لگا۔

یہ منظر بھی ایک دیکھنے کی چیز تھی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۰۵ جب اس نے اپنی منزلِ مقصود کو دیکھا۔ یعنی جب اس کو اس کی منزلِ مقصود دکھائی گئی، تو دیکھا، کہ وہ سیدھی راہ پہ نہیں، کج راہ پہ ہے۔ اور اس پہ چل کر وہ قیامت تک

بھی نہیں پہنچ سکتا. جنگل میں بھٹکتا رہے گا۔ کبھی اس کونے میں، کبھی اس میں ــــ فوراً ہی گھوڑے کی باگ موڑی اور شاہراہ کی طرف گامزن ہوا۔ سوار نے جب چابک ماری۔ گھوڑا اگلے ہی مقام پہ پھسل پڑا ـــ کیوں ؟ ـــ ایسے کیوں ہوا ؟ یہ گھوڑا یہاں کیوں پھسلا ؟ ــــ یہ گھوڑا تو جنگلوں کو بھی کسی خاطر میں نہ لایا کرتا تھا ! میدان میں پھسل گیا۔ کوئی بات ہے !

ایک آدمی ساتھ تھا، کہنے لگا، میں بتاتا ہوں، یہ گھوڑا کف دست میدان میں کیوں پھسلا ــــ اسے کل کسی نے نہاری کے بدلے دھون پلایا تھا ! ہائے ہائے ! اب کیا کریں شاید اس بیچارے کو یہ معلوم نہ تھا ــــ کہ جنگلی جانوروں کی گذران دھون پہ نہیں، جنگل ہی کی خودرُو گھاس پہ ہوتی ہے ! وَمَا علینا اِلّا البلاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۰۶ دھون میں لطافت نہیں، کثافت ہوتی ہے۔ زکیّت نہیں کدورت ہوتی ہے

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۰۷ دھون میں صرف حیات ہوتی ہے ــــ قوت نہیں ہوتی

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۰۸ ایک نے کہا کہ وہ کسی بھی منصب پہ فائز نہیں، اللہ کے لُطف و کرم سے وہ زمین کے جس بھی خطہ میں چاہے جا سکتا ہے اور جہاں بھی وہ چاہے، ذکرِ الٰہی کر سکتا ہے، اگرچہ ایک جگہ سے دوسری اور دوسری سے تیسری جگہ دم بھر میں منتقل ہو۔ یاحیّ یا قیّوم !

ف :۔ کوئی کس کس بات کی تصدیق کریگا۔ مخفی امور مرفوع القلم ہوتے ہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۰۹ ہمارے گھوڑوں کا تو گذارا ہی دھوون پہ ہے۔ یہ سن کر کہا ـــ کہ تمھارے گھوڑے اصطبل میں رہتے ہیں۔ کسی دن کسی میدان میں دوڑانا، پھر دیکھنا ـــ کوئی بھی دوڑ دوڑ نہیں سکتے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۱۰ ایک چشم دید دلچسپ واقعہ سنیئے۔

ایک نہایت ہی لاغر گھوڑا ایک گاڑی لئے جا رہا تھا۔ پیچھے سے ایک تندرست توانا نوعمر گھوڑے کی گاڑی آئی۔ اس نے چاہا کہ وہ تیزی سے گذر کر اُس کے آگے ہو جائے۔ لیکن اس لاغر گھوڑے کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ اس میں تیز دوڑنے کی طاقت نہ تھی۔ جذبہ تھا۔ اپنی پوری قوت کو بروئے کار لا کر سرپٹ دوڑا کہ پچھلا گھوڑا اسے مات دے کر آگے نہ نکل سکا۔ چونکہ وہ آپے سے باہر ہو کر گیڑا کھا کر سڑک میں گر پڑا، یں دوڑ کر گیا، اس کا تنگ ڈھیلا کیا، اسے تھپکی دی، گڑ کھلایا۔ واہ رے تیری غیرت۔ کاش ہم اس سے عبرت حاصل کرتے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۱۱ منزل دور دیکھ کر گھبرانے لگا۔ ہاتف نے لوری دی۔ گھوڑوں کے لئے کوئی منزل دور نہیں ہوتی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۱۲ گوھــر کی قیمت نہیں ہوتی ـــــ بازاروں میں نہیں بکتے، سمندر کی تہہ میں ہوتے ہیں۔ کسی غوطہ زن کو قسمت سے دستیاب ہوتے ہیں! بعض اوقات کسی موج کی لہر میں اچھل کر ساحل پہ بھی آجاتے ہیں۔

ھر کسی کو گوہر کی پہچان نہیں ہوتی۔ اگر کسی ناقدرے کے ہاتھ آجاتے ہیں، بے قدری کا شکار بنے رہتے ہیں۔ حضرت سلطان ادھم قدس سرّہ العزیز کو ساحل ہی سے ملے۔

یہ سن کر ایک نے کہا کہ وہ اسی گوھــر کی تلاش میں ایک مدت ساحل نورد رہا۔ اسے تو کسی بھی ساحل سے کوئی گوہر نہ ملا ـــــ وہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ کوئی جواب نہ دیا۔

اس میں تو شک نہیں کہ گوھــر سمندر کی تہہ میں ہوتے ہیں، بازاروں میں نہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ رب العالمین کی عنایت ربانی سے غوطہ زن کو تہہ سے ـــ اور ساحل نورد کو ساحل سے گوھــر ملا کرتا ہے اور ضرور ملا کرتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کسی کی بھی محنت کو کبھی ردّ نہیں فرماتے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۱۳ سمندر کے ساحل پہ بے شمار گوھــر ریت کی تہہ میں دبے ہوتے ہیں۔ غور سے نہیں دیکھا ورنہ ضرور پالیتا ـــــ جسے تم سنگریزہ سمجھ کر چھوڑ آئے۔ گوہر تھا۔ تم نے یہ کیوں نہ سوچا، کہ سمندر کے ساحل پہ سنگریزے کیسے۔ پھر جا۔ غور سے دیکھ، گوہر پاؤ گے!

ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۱۴ کشف الجدید نے کشف الورید (طبّ)، اور کشف الجدید ـــــ

دحربی شعور نو) کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ سؤر اور شراب پیتے والے چاند تک جا پہنچے۔ قیام کیا۔ کھانا کھایا۔ وہی کھانا ـــــ جو زمین پر کھاتے۔ سیاحت کی۔ تصاویر کھینچیں۔ سطح کے نمونے لائے اور اپنی نقل و حرکات سے متعلق زمین والوں سے رابطہ قائم رکھا۔ یہاں تک کہ منٹ منٹ کی خبر دی ـــــ کہاں ہیں! کیا کر رہے ہیں! ـــــ اور

ھم اے ہم نشین! ـــــ آپس ہی میں ایک دوسرے سے باہم دست و گریبان ہیں! ایک کہتا ہے، میں بڑا ہوں، دوسرا کہتا ہے: میں! ایک کہتا ہے وہ سیدھی راہ پہ ہے، دوسرا کہتا ہے وہ ـــــ اگر ھم متحد ہوتے، اللہ تبارک و تعالےٰ ایسی ایجادات ہمیں عنایت فرماتا! ـــــ

تیرا ذہن، اے میرے نوجوان! تعمیری کاموں میں مصروف ہو! آمین! مسلّے کاموں میں مصروف ہو نہ کہ تخریبی میں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۱۵　جو کام کرنا تھا، ابھی تک نہیں کیا۔ فوراً کرو! ـــــ پھر کب کرو گے؟ ـــــ یہ ہے تیرے وقت کی اھم پکار!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۱۶　عمل، امل کو کھا جاتا ہے۔

عمل، امل پہ غالب آیا۔

عمل نے امل کی گردن مروڑ دی

عمل، امل کی جڑیں کاٹ دیتا ہے۔

عمل کسی بھی امل کو قائم رہنے نہیں دیا کرتا۔

عمل غالب اور امل مغلوب ہوا۔

عمل کائنات کی روحِ رواں اور امل رذیل، ذلیل، کمین اور پاجی۔ پھر کیونکر مردوں کے میدان میں کوئی دم مار سکتا ہے؟ جوشِ عمل کے آگے امل کا کیا مقام؟ مطلق نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۱۷ عمل نے امل کو میدان میں پچھاڑ دیا۔ گردن مروڑی۔ گلا گھونٹ دیا۔ ٹانگوں سے گھسیٹ کر باہر پھینک دیا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۱۸ تقوے کا داعی متّقی نہیں

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۱۹ محبّت کے دعویدار کے دل میں محبوب کی محبّت نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۲۰ اگر تو متقی ہوتا، اقوامِ عالم کا پیشوا ہوتا — اور — اگر تیرے دل میں ان کی محبّت ہوتی، بزمِ کونین کا ممتاز رکن ہوتا۔ نوری، ناری، خاکی، آبی تیرے حضور میں حاضر ہوتے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۲۱ **خیالات متعلقہ ذکر بالجہر :-**

۱۔ ذکر بالجہر سے انجانوں کو ذکر کی تعلیم ہوتی ہے ۔

۲ ۔ ذکر نہ کرنے والوں کو ذکر کا شوق اور اس کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے ۔

۳ ۔ ذکر بالجہر سے زبان دل اور دماغ تینوں مشغولِ عبادت ہوتے ہیں ۔

۴ ۔ ذکر بالجہر ذاکر کو اونگھ، نیند اور سستی سے محفوظ رکھتا ہے ۔

۵ ۔ ذکر بالجہر کی تمام برکتیں ان تمام جگہوں تک پہنچتی ہیں ، جہاں تک ذاکر کی آواز جاتی ہے ۔

۶ ۔ ذکر بالجہر کی وجہ سے ذاکر کو بکثرت گواہ ملتے ہیں ، جو قیامت کو گواہی دیں گے ۔

۷ ۔ ذکر بالجہر کرنے والوں کو فرشتے ڈھونڈتے ہیں ۔

۸ ۔ ذکر بالجہر کرنے والوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے ۔

۹ ۔ ذکر بالجہر کو لے جانے والے فرشتے مامور ہیں ۔

۱۰ ۔ ذکر بالجہر کی وجہ سے مسلمان ایک مجلس میں جمع ہوتے ہیں ۔

۱۱ ۔ ذکر بالجہر ایک دوسرے سے تعارف ، دوستی اور ملاقات کا باعث ہے ۔

۱۲ ۔ ذکر بالجہر کا نفع متعدی ہے ، کیونکہ سننے والوں کو بھی ثواب ملتا ہے ۔

۱۳ ۔ ذکر بالجہر اہمیت کے اعتبار سے آفتاب کی طرح روشن ہے ، اللہ سبحانہٗ ہم سب کو ذکر الٰہی کی مجلسیں مساجد اور اپنے گھروں میں لگانے کی توفیق عنایت فرمائیں ! آمین آمین !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۲۲ یہ کہ میرے اللہ نے مجھ کو ایمان بخشا۔ الحمد للہ !

ایمان پہ یقین بخشا۔ الحمد للہ ! محکم یقین ! ماشاء اللہ !

ایسا یقین ، جس میں مطلق شک کی کوئی گنجائش نہیں ، کہ عرش اولیٰ تا تحت الثریٰ کی

ہر شے میرے اللہ ہی کی ملک و میراث اور ارادتِ ازلی ہی کے تحت محوِ عمل ہے۔ کسی کو بھی اور کسی پہ بھی کوئی قدرت حاصل نہیں، اور نہ ہی کوئی شئے خودسَر ہے۔ ہر شئے کی پیشانی کے بال — حیوانات ہو، یا نباتات۔ جمادات ہو یا معدنیات —— میرے اللہ کے قبضۂ قدرت میں پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں۔ بدوں ارادتِ الٰہی کوئی بھی، اور کسی بھی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔

مجھ کو میرے اللہ نے اپنے لئے پیدا کیا۔ اور ہر شئے میرے لئے پیدا کی۔ جب میں اپنے اللہ کا ہوتا ہوں، ہر شئے میری ہوتی ہے۔ گویا جب میں اللہ کا بنا، ہر شئے میری بنی۔ پھر میں کیوں اپنے اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتا؟ راغب نہیں ہوتا —— محو و منہمک نہیں ہوتا؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۲۳ جملہ علائق ناپائیدار، چند روزہ اور فانی اور وفا کے جام، جفا کی مے سے لبریز ہیں۔ اہلِ وفا کبھی بے وفائی نہیں کرتے۔ اپنے اللہ کا برکت والا نام لے کر اللہ کی وادی میں داخل ہو۔ یہی بڑی منزل اور اسی میں چلنے کے لئے تجھ کو تیرے اللہ نے دنیا میں بھیجا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۲۴ کُل عقل کی، اور عقل اللہ کی مخلوق و عنایت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۲۵ آپ نے کبھی غور نہیں فرمایا۔ ٹیلی فون پر ہیلو ہیلو کی بجائے، السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، —— یا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہنا چاہیئے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۲۶ دھون کا ایک قطرہ غیرت کے بھرے ہوئے جام کو غلیظ کر دیتا ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۲۷ ہائے ہائے ___ خمار کو کافور کر دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۲۸ لہو کو سرد کر دیتا ہے۔ کوئی تپش باقی رہنے نہیں دیتا !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۲۹ میں اس وادی کا قدیم دربان ہوں۔ ایسا دل اس وادی میں آج تک کبھی داخل نہیں ہوا۔ یہ کیسے ہوگا ؟ ___ واپس جا ! اُسے کسی دھوبی سے دھلوا کر لا، کہ کسی بھی قسم کی کوئی آلائش باقی نہ رہے۔ مثلِ آئینہ شفاف ہو !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۳۰ بڑے میاں ! کہاں جا رہے ہو : میں اس وادی کا مسافر ہوں۔ اُسے عبور کر کے پار جانا ہے۔ اس لشکر کے ساتھ، توبہ توبہ۔ سوئی کے ناکے میں سے یہ اونٹ، یہ بھینس، یہ گائے، یہ گھوڑی، یہ خچر کیسے گذرے گی ! ذرا گذار کر دکھلاؤ ___ ارے بھولے بابا ! ان سب کے گلوں پہ رسّے ڈال کر آزاد کر۔ ذرا یہ ٹوکرے تو دکھاؤ ___ ان میں

کیا ہے ؟ —— اللہ اللہ ! بڑے میاں، کیا عجب لشکر ہے ۔ جنگل کا کوئی بھی پرندہ باقی نہیں چھوڑا ۔ سب کو ساتھ لائے ہو ! یہ مرغ ۔ یہ مور ۔ یہ طوطی، یہ مینا، یہ تیتر ۔ یہ بٹیر ۔ یہ بطخ ۔ یہ مرغابی کیسے اس وادی کو عبور کریں گے ؟ ناممکن !

سبحان اللہ ! بڑے میاں کے لشکر میں کوئی بھی پرندہ باقی نہیں —— بلبل بھی ہے اور کوئل بھی —— حد یہ ، کہ بلّی بھی ساتھ ہے اور کُتّا بھی ۔ بڑے میاں ! بُرا نہ منانا ۔ تیرا یہ لشکر جہانِ اصغر ہے اور اس وادی میں ایک دل کے سوا کسی دوسرے کو کوئی گذر حاصل نہیں ۔ یہاں تک کہ جو لشکر تیرے اندر ہے ، اس کو بھی نہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۴۱ بڑے میاں ! آیئے میرے ساتھ ! اس وادی میں کیا کچھ دیکھا ؟ کہا ۔ کیا بتاؤں میں نے اس وادی میں کیا کچھ دیکھا ۔ ساری وادی میں کسی کی بھی کوئی آواز سنائی نہیں دی صرف ایک آواز آتی ۔ "الستُ بربّکم" ۔ اور یہی آواز بار بار دہرائی جاتی ۔

بڑے میاں ! یہ آواز تیرے اللہ کی آواز تھی ۔ اور اسی سے یہ سارا جنگل گونج رہا ہے ۔ سبحان اللہ ! کیا خوب آواز تھی ۔ "کیا میں تیرا رب نہیں ہوں ؟" دوسرے لفظوں میں —— کیا میں نے تجھ کو پیدا نہیں کیا ، تیرا رازق و والی وارث نہیں ؟ دوسری آواز "بلیٰ" تھی ۔ اور اس سے بھی یہ جنگل معمور تھا ۔ ان دونوں آوازوں کے سوا میں نے کوئی اور آواز اس وادی میں نہیں سُنی ۔ ساری وادی میں ہُو کا عالم تھا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۳۲ میں نے اس وادی میں مسافروں کو دیکھا۔ ہر کوئی اپنی اپنی منزل کی طرف گامزن تھا۔ کوئی بھی کسی کی طرف مطلق متوجہ نہ تھا۔ سبحان اللہ! ہر محویت قابلِ دید و داد تھی۔ تن و من سے مطلق بے نیاز!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۰۳۳ نہ معلوم کس دھن میں مستانہ وار جھومتے چلے جا رہے ہیں۔ نہ گرمی کی پروا نہ سردی کی، نہ دھوپ کی نہ بارش کی، ماشاء اللہ! ـــــ قدم بڑھائے چل، منزل دور نہیں، وہ سامنے ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۳۴ ساری وادی میں کوئی جانور، کوئی پرندہ، کوئی درندہ مطلق نہیں دیکھا۔ اللہ! اللہ! اتنی بڑی وادی اور اتنی کم آبادی؛ حیرت کا مقام ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۳۵ اس وادی میں کوئی راجہ نہیں، کوئی پرجا نہیں۔ کوئی داتا نہیں کوئی منگتا نہیں کوئی بڑا نہیں کوئی چھوٹا نہیں۔ یعنی کسی کو بھی کسی پہ کوئی برتری حاصل نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عزّ و جلّ ذوالجلال والاکرام مالک السمٰوات والارض کے حضور میں ہر کوئی سرنگوں اور سجدہ ریز ہے۔ کسی کو بھی دم مارنے کی جرأت نہیں یہاں تک کہ جبرئیلؑ کو بھی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۳۶ اور یہی لوگ ـــــ
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا کے مصداق ہیں۔
اور یہی ـــــ
وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ط
کے ـــــ ماشاء اللہ

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۳۷ یہ اپنے ربّ پہ راضی ہیں، ربّ ان پہ راضی ہے۔ حقیقت میں ان کا ربّ پہ راضی ہونا ان پہ ربّ کے راضی ہونے کی بدولت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۳۸ ان کو ربوبیت پہ اور ربّ کو ان کی عبودیت پہ بے حد ناز ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۳۹ بادشاہوں کے بادشاہ اللہ ربّ العالمین کا اپنے کسی بندے پہ راضی ہو جانا اور اس کی عبدیت پہ ناز کرنا کوئی معمولی بات ہے؟ کون و مکان کی ہر شئے سے افضل و اعلیٰ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۴۰ یہ کہہ کر بڑے میاں کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں۔ ہچکیاں لینے لگے۔ اے کاش!

اس مقام پہ اسے بھی گذر ہوتا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۴۱ وہ وادی جو تیری نظروں میں بے کیف ہے، پُرکیف ہے ۔ آدمیت و انسانیت و بشریت کی تمام ادائیں اس وادی پہ چھائی ہوئی ہیں ۔!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۴۲ ورنہ ایسی خاموش وادی میں کوئی قدم تک رکھنے کو تیار نہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین !

۳۰۴۳ ماشاء اللہ ! سب کے سب کسی لگن میں مگن اور اپنی اپنی منزل پہ گامزن ہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۴۴ استاد نے ایک بالکل ہی نوخیز بچے کو سات سال کی تعلیم و تربیت کے بعد انسانی جسم الوجود کے رگ و ریشہ کا اس قدر ماہر و معالج بنا دیا جیسے کہ کسی نے کوئی چیز آپ بنائی ہوتی ہے ۔ سبحان اللہ !

حکیم صاحب پورے ساٹھ سال سے طبابت کرتے چلے آرہے ہیں ۔ ماشاء اللہ کیا خوب استقامت ہے ، بیاضِ مسیحائی سے آگے قدم تک نہیں رکھا ۔ اور بیاضِ مسیحائی کا کوئی نسخہ کارگر نہیں ہوا ۔ ہانڈی ۔ کونڈی ۔ ڈنڈا اور نشتر مطب کے چند قدیم اوزار ہیں ۔

اے جانِ من ! اگر ہم بھی تحقیق کے میدان میں محنت کرتے ، یقیناً اللہ رب العالمین بھی ہم پہ اپنی عنایات فرماتے اور ہمارا یہ حال بالکل نہ ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۴۵ شہر کی کوئی دیوار طبّی اشتہار سے خالی نہیں ۔ کوئی اشتہار کبھی صحیح ثابت نہیں ہوا ۔ دوا بنفسہٖ اشتہار ہے ۔ مزید اشتہار کی مطلق ضرورت نہیں ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۴۶ ہرن نے جب ڈار کو دیکھا ، بے خود ہوگیا ۔ چھلانگیں مارتا ہوا ڈار کے ساتھ جا ملا ۔ اور مرغزار ـــــ جسے کہ ہرن کی دوستی پہ بیحد ناز تھا ، دیکھتا رہ گیا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۴۷ مرغزار کے ماحول نے ہرن کی چستی و چالاکی کو بالکل ہی سُست کردیا ۔ گویا ہرن نہیں ایک بکرا ہے ۔ ورنہ اللہ اللہ ! رات بھر کھڑا اپنی ڈار کا پہرہ دیتے کبھی نہ تھکتا ۔ اور ڈار ہر خوف سے بے خوف ہو کر مزے کی نیند سوتی !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۴۸ جنگل کی جڑی بوٹیوں کے کھانے والا ہرن ، جن کی تلاش میں لوگوں کی عمریں گذریں ، جب مرغزار میں آیا ، بے چارے کی کایا پلٹ گئی ۔ بودا ہوگیا ۔ مرغزار ہی کی زینت بن کر رہ گیا ـــــ ورنہ یہ ہرن ، جسے عرفِ عام میں نیلا کہتے ہیں ، جب

جوبن کے نشے میں مخمور ہو کر جنگل میں چوکڑی بھرتا، جنگل کی کل کائنات کو دنگ کر دیتا۔ درندے تک داد دیتے۔ ماشاءاللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۴۹ مرغزار نے افسوس کیا۔ ہرن بے وفا نکلا۔ بن بتلائے چلا گیا۔ مبصّر نے کہا: نہیں۔ اپنی اصل کی طرف لوٹا۔ اور یہی فطرت کا اٹل قانون ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۵۰ امّی! ماموں کے پاؤں میں یہ چھن چھن کی کیا آواز آتی ہے؟

تیرا ماموں، میرے چاند! ایک مرتبہ مرغزار میں پکڑا گیا۔ ایک مدت وہیں رہا۔ رفتہ رفتہ اس سے مانوس ہو گیا۔ مرغزار کا مالک تیرے ماموں کی اٹھکھیلیوں پہ بیحد خوش ہوتا۔ اُس نے اِس کے پاؤں میں یہ، کہ اِسے "جھانجر" کہتے ہیں، ڈال دی گویا یہ وہاں کا تمغہ ہے، جو تیرے ماموں کو ملا۔

امّی! یہ رات کو ہمیں سونے نہیں دیتا۔ اس کی آواز سن کر ہم چونک پڑتے ہیں۔ کیا کسی طرح ہمیں اس سے نجات مل سکتی ہے؟ اگر نہیں، تو ماموں کی یہ عنایت جو مرغزار سے لایا، ہم سب کے لئے ایک عذاب کا مقام رکھتی ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۵۱ یہ خبر پھیلتے پھیلتے سارے جنگل میں پھیل گئی۔ اور جب اِرم کے معمّر ترین مِرگ کے کان میں پہنچی، بے تاب ہو کر اُٹھا۔ دوڑا ہوا آیا۔ اور بھتیجے کے پاؤں

کی جھانجر میں کمال حکمت سے اپنا سینگ پھنسایا اور اس ہنر مندی سے مروڑا کہ پاؤں کو زخمی کئے بغیر جھانجر توڑ دی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۵۲ شیخ کی تقلید کر، لیکن ہر معاملہ میں نہیں۔ بعض معاملات تیرے فہم وادراک سے بالاتر ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۵۳ قال حال کی حقیقت وحکمت سے واقف نہیں ہوتا۔ بالکل نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۵۴ بعض امور قال میں جائز، اور حال میں ممنوع ہوتے ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۵۵ ریس کر، ہر بات کی ریس مت کر! بعض باتیں تیرے کرنے کی مطلق نہیں ہوتیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۵۶ عقل توکّل کی لونڈی اور توکّل اللہ کو محبوب ہے۔ توکّل کے حضور میں عقل کا کیا مقام؟ مطلق نہیں، اگرچہ عقل سلیم ہو! واللہ باللہ تاللہ!

٣٠٥٧ توکلؔ اپنے متوکلؔ کا وکیل وکفیل اور ـــــ عقل میں نقص کا احتمال ہے۔

حق حق حق حق حق حق ـــــ ہُو ہُو ہُو ہُو ہُو ہُو ہُو

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرالرّازقین

٣٠٥٨ متوکلؔ کو اپنے توکلؔ پہ ایسا تکیہ ہوتا ہے، جیسے کہ بچے کو ماں پہ !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرالرّازقین

٣٠٥٩ توکلؔ اپنے متوکلؔ کا ضامن ہے۔ اور یہ ختم الکلام ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرالرّازقین

٣٠٦٠ متوکلؔ کسی بھی ساز و سامان کا مطلق پابند نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی حیلہ وتدبیر کا قائل ہوتا ہے۔ متوکلؔ کو اپنے توکلؔ پہ ناز ہوتا ہے۔ اور توکلؔ اپنے متوکلؔ کے ناز کو کبھی پامال نہیں کرتا ۔ ماشاء اللہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرالرّازقین

٣٠٦١ متوکل اپنی تدبیر سے نہیں ، توکلؔ کے امر سے نقل و حرکت پہ عمل پیرا ہوتا ہے متوکلؔ کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی ، توکلؔ کی مرضی ہی متوکلؔ کی مرضی ہوتی ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرالرّازقین

٣٠٦٢ متوکلؔ نے جب بھی کسی معاملہ میں اپنی مرضی کی ، توکلؔ بری الذمہ ہوا ۔ !

۳۰۶۳ عقل ناقص — تدبیر ناتمام — حیلہ عقیم !

متوکل اپنے توکل کی راہنمائی میں ہر خوف سے بے خوف ہو کر جیسے
بھی کرنے کو کہا جاتا ہے، کرتا ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۶۴ عقل کی تدبیر خام اور توکل کی تام ہوتی ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۶۵ عقل مشیر کی محتاج اور — توکل مشیر کا رہبر ہے

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۶۶ وارداتِ قلبی کی تعمیل عرفانِ الٰہی کا ضمیمہ ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۶۷ توکل، امرِ کن اور عقل نفس کی تابعِ مہمل ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۶۸ جنون خرد پر غالب

جنون نواز کو نوازش پہ، کریم کو کرم پہ اور معطی کو عطا پہ مائل کر دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۶۹ عشق جنوں کا ایک عنصر ہے، صرف ایک عنصر

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۷۰ جنون مجنون کو میخانہ میں لایا۔ جنون ہی نے میکدہ سے صراحی حاصل کی۔ اور جنون ہی کی دلسوز اداؤں نے ساقی کو عنایت پہ مائل کیا۔ اور ساقی نے بلاتصدیق صراحی کو مے سے لبریز کیا۔ منہ تک بھر دی۔ اور خرد باہر کھڑی اپنا منہ دیکھتی رہی۔ مبصر نے تائید میں کہا، جنون خرد کے قانون سے مستثنیٰ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۷۱ ورنہ ایسے میکدے سے اور ایسی مے کوئی کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ اور پھر اتنی جلدی؟ — یہ مقام اللہ نے جنون ہی کو بخشا ہوا ہے۔ اور یہ اس مضمون پہ ختم الکلام ہے۔ ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۷۲ کسی کا کون و مکان کی ہر شے سے کلیتاً مستغنی و بے نیاز ہو کر اپنے خالق و مالک و والی و وارث کی جستجو میں محو و منہمک ہونے کا اصطلاحی نام جنون ہے اور جنون کو کوئی بھی اور کسی بھی طرح، کبھی اس کے مرکز سے دور نہیں کر سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۷۳ کبھی معبود بنا کر، کبھی محبوب بنا کر، کبھی مطلوب بنا کر، کبھی مقصود بنا کر، کبھی وکیل

بنا کر، اور کبھی کفیل بنا کر اپنی تمام ادائیں ان پہ قربان کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جان بھی قربان کرنے میں کوئی گریز نہیں کرتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۷،۴ طریقت الاسلام میں جس بھی قسم کے تمام احوال و مقامات آج تک ظہور پذیر ہوئے، ان سب کا منبع سنتِ مطہرہ کی اتباع تام تھی۔ عزم الامور میں اتباعِ تام اہم مقام رکھتی ہے۔ واللہ باللہ تاللہ! مثلاً ایفائے عہد سنتِ مطہرہ کی ایک اتباع ہے۔

حضرت پیران پیر غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز اپنی ابتدائی عمر میں ایک سفر پہ جا رہے تھے کہ ایک صاحب ان کے ساتھ ہو لئے۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد انہوں نے کہا کہ ذرا ٹھہریئے وہ ایک چیز بھول آیا ہے، اسے لے آئے۔ آپؒ اپنے اس ساتھی کے انتظار میں وہیں راستے میں ٹھہر گئے۔ وہ ایک سال واپس نہ آئے اور آپ پورا سال وہیں ٹھہرے ان کا انتظار کرتے رہے۔ جب وہ آئے، دیری کی معذرت کی، پھر کہنے لگے، وہ کوئی اور چیز چھوڑ آیا۔ ذرا انتظار فرمایئے، اسے ابھی لے کر آیا۔ اسی طرح ایک اور سال وہ نہ آئے۔ اور آپؒ حسبِ وعدہ دوسرا پورا سال اپنے ساتھی کے انتظار میں اسی مقام پہ رکے رہے۔ دوسرے سال جب وہ لوٹے، پھر عرض کرنے لگے: وہ کوئی اور شے بھول آئے ہیں۔ ذرا تھوڑی دیر رُکیے تاکہ وہ اسے لے آئے۔ آپ پھر رک گئے؛ حتیٰ کہ تیسرا سال بھی ان کے انتظار میں وہیں گزار دیا۔

اب کہ جب وہ تشریف لائے، مسکرائے، فرمانے لگے: آپؒ مجھ کو جانتے ہیں، میں کون ہوں؟ پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک اپنے چہرہ انور پہ پھیرا۔

اور اپنی صحیح صورت میں جلوہ افروز ہوئے، فرمانے لگے: میں خضر ہوں! میں نے عرش پہ آپؒ کا تذکرہ سنا۔ مجھے آپ سے ملاقات کا اشتیاق ہوا۔ ماشاء اللہ، الحمدللہ! بے شک آپؒ شیخ الشیوخ اور اسی مرتبہ کے اہل ہیں۔ یہ سنّتِ مطہرہ کی اتباعِ تام کا ایک حال ہے جو قیامت تک اس راہ میں چلنے والے طالبانِ حق کی راہنمائی کرتا رہے گا۔ ماشاء اللہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

٣٠٧٥ سامعینِ کرام میں سے ایک نے عرض کیا: اتنی مدت کیسے جنگل میں رہے، اور کیا کھا کر گزارا کیا؟ فرمایا، درختوں کے پتے وغیرہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

٣٠٧٦ ایفائے عہد کی ایسی نادر مثال کسی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور ہم قرآن کریم کو ضامن بنا کر بھی اپنے کسی عہد پہ کبھی پورا نہیں اُترتے۔ یہ افسوس کا مقام نہیں تو کیا ہے؟ مرد بھی بھلا کبھی اپنے عہد سے پھرا کرتے ہیں؟ کبھی نہیں — مرد جو عہد ایک بار کر لیتے ہیں — اسے پورا کرتے ہیں۔ کبھی نہیں توڑتے — عہد کو پورا کرنا مردانگی کی اوّلین آبرو ہے۔ ماشاء اللہ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

٣٠٧٧ قلب کی صراحی کو سنّتِ مطہرہ کی مے سے لبریز کر کے استقامت کے ڈھکنے سے بند کر دینا فیض کی ابتداء اور اسی پہ پختگی انتہا ہے۔ ماشاء اللہ!

۳۰۷۸ عِلم وحکمت اور عشق و رِقّت کا جو بھی چشمہ پھوٹا، فیض کے اس منبع سے پھوٹا ـــــ یاحی یا قیّوم !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۷۹ جس کی تلاش میں تو گھر سے نِکلا ہے، اگر اُس کو نہ پایا تو کیا پایا؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۸۰ اتباع خمر ہے، متبع کو مخمور کر دیتی ہے

گر مخمور نیست، فاعلم : اتباع نیست

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۸۱ اتباع کا خمار متبع کو کسی اور طرف متوجّہ ہونے نہیں دیتا، مطلق ہونے نہیں دیتا۔ واللہ باللہ تاللہ ماشاءاللہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

سبحان الحیّ القیّوم سبحان الحی الذی

لا یموت سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ

سبوحٌ قدوسٌ رب الملائکۃ والروح

سبحان العلی الاعلیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ

۳۰۸۲ عبد نے اگر اپنے معبود کی رضا کو راضی نہ کیا گویا کچھ بھی نہ کیا۔ خرافات و

واہیات میں وقت ضائع کیا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۸۳ "فاعلم" ذہن نشین کر، یقین جان دل سے مان
وفا میں رضا ہے

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

یاحیّ یاقیّوم، یاحیّ یاقیوم، یاحیّ یاقیوم، یاحیّ یاقیوم، یاحیّ یاقیوم، یاحیّ یاقیوم!

انت ربی ذوالجلال والاکرام!

۳۰۸۴ محب کی محبت اگر محبوب کو کھینچ نہ لے، اسے محبت کا مقام نہیں دیا جا سکتا۔ محبت کا سوز و گداز اگر محبوب کو ملنے پر مجبور نہ کر دے، کیا وہ سوز اور کیا وہ گداز، ناقص، مصنوعی، بودا اور کسی بھی کام کا نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۸۵ شغال کے نعرے "پدرم سلطان بود"
(میرے باپ بادشاہ تھے) سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق

ہو ہو

۳۰۸۶ اتباع شر سے دور اور خیر سے معمور ہوتی ہے۔ جو ایسے نہیں،
اتباع نہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

اتباع کے نور کا جلال شر کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ واللہ باللہ تاللہ ماشاء اللہ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق

ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو

۳۰۸۷ اتباع میں منہیات و مکروہات و خرافات و واہیات کا نام تک نہیں ہوتا۔ اے ہم نشین! تو ہم نشین ہی نہیں، مھدی بھی ہے۔ تو ہی بتلا کوئی کس اتباع کے داعی کی کس اتباع کی اتباع کرے؟ اتباع میں نفاق مطلق نہیں ہوتا۔

وما علینا الا البلاغ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۸۸ یاد بھولتے بھولتے بھول جاتی ہے
تعلق ٹوٹتے ٹوٹتے ٹوٹ جاتا ہے
نقش مٹتے مٹتے مٹ جاتا ہے

تیری یاد تیرا تعلق تیرا نقش ازلی و ابدی ہے، کبھی بھول نہیں سکتا، کبھی ٹوٹ نہیں سکتا اور کبھی مٹ نہیں سکتا۔ یاحی یاقیوم انت ربی ذوالجلال والاکرام۔

۳۰۹۰ بچو! تم آپس میں کیوں لڑتے ہو ؟

"اِس نے جی میری بہن کا نام لیا ہے"!

ماشاءاللہ کتنے غیور بچے ہیں ؛ غیرت ان کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ غریبی نے بیچاروں کی کمر توڑی ہوئی ہے ورنہ یہ خانہ بدوش، جو ہماری نظروں میں گئی گزری مخلوق ہے، براعظم ایشیا کی قدیم، آزاد اور غیور قوم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۰۹۱ بے وفاؤں میں دنیوی مال ومنصب واحباب سے بڑھ کر اور کوئی بیوفا نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۰۹۲ مال ومنصب کوئی شے نہیں، علم وعمل میں اضافہ کر

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۰۹۳ کسی مالک کے پاس وفادار خادم سے بہتر کوئی سرمایہ نہیں ہوتا، اور وفادار خادم کے دل میں اپنے مولا کی خوشنودی ورضا کے سوا اور کوئی طلب وتمنّا نہیں ہوتی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

یا ربّ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم انّی اسئلک بجاہ حب حبیبک عندک انظر علیٰ عظمت نبوّت ورسالت حبیبہٖ ولکن انظر علی اعمال اُمتہٖ اھدامّۃ حبیبہ وافض علیہ فضلک وانشر علیہ رحمتک وانزل علیہ برکاتک ۔ یا حیّ یا قیّوم ! آمین

شہادتِ عظمیٰ ۳۰۹۴

محرم ہر سال آتا ہے۔ دل کے زخموں کو پھر سے تازہ کر جاتا ہے۔ اور ــــ صدیوں سے یہ صورت قائم ہے۔ غم و اندوہ کے طوفان ہیں۔ آنکھیں اشک بار ہیں۔ دل سوگوار ہیں۔ ہر رات چاند ایک نئی کہانی کہتا ہے۔ ہر صبح آفتاب ایک نئی حکایت پیش کرتا ہے ــــ خونچکاں کہانیاں ــــ دلخراش حکائیتیں ــــ دفتروں کے دفتر بھر چکے ہیں، لیکن گوشوں سے پھر نئے عنوان پھوٹ پڑتے ہیں۔ صبر و ایثار کے عنوان ــــ وفا و مروّت کے عنوان۔ عزم و استقلال کے عنوان۔ جرأت و شرافت کے عنوان۔ ایمان و ایقان کے عنوان۔ اور پھر ہر عنوان خوں آشام ہوتا ہے۔

آہ! یہ کس کا غم ہے، جو ماہتاب زرد رُو ہے۔ آفتاب لالہ گوں ہے۔ ہر کرن لرزاں ہے۔ موج موج ترساں ہے۔

آہ! یہ ستارے کیوں اداس ہیں؟ فضائیں کیوں وحشت بار ہیں؟ کیا یہ میری نظر کا دھوکا ہے؟ ذہن کا اختلال ہے؟ دل کا وسوسہ ہے؟ نہیں! ــ یہ تو آسمان کی وسعتیں بھی اُداس ہیں۔ ملائک اداس ہیں۔ جنات اداس ہیں۔ شجر و حجر اداس ہیں۔ یہاں تک کہ جانِ جہاں بھی اداس ہے ــ ہاں! جانِ جہان! جس کی شان میں لولاکَ لما خلقتُ الافلاکُ آیا۔ جسے ربِّ ارض و سماء نے وما ارسلنکَ

الاّ رحمۃً للعالمین کا تاج پہنایا ــــ اس رحمتِ دو جہان کا دل ملول اور آنکھیں پرُنم ہیں!

آیئے دیکھیں! یہ اُداسیوں، وحشتوں اور سوگواریوں کے پہرے کیوں ہیں؟ ان کے سائے افلاک تک کیوں پھیل گئے ہیں؟ ساری کائنات کو اس نے اپنی لپیٹ میں کیوں لے لیا ہے؟ ــــ یقیناً کوئی افتاد پڑی۔ کوئی سانحہ گذرا۔ کوئی سخت مقام آیا ــــ ہاں ہاں! اس سے بڑھ کر افتاد کیا ہوگی کہ دشتِ کرب وبلا میں ایک قافلہ لٹ گیا، جو روئے زمین پر سب سے مقدس قافلہ تھا۔ اس سے بڑھ کر سانحہ کیا ہوگا کہ ایک پاکیزہ گھرانہ اُجڑ گیا، جس کے دم قدم سے یہ کائنات بس رہی ہے۔ ایک خانوادہ روندڈالا گیا، جس نے روندی ہوئی مخلوق کو عزت کا مقام بخشا۔ وہ جوان تہِ تیغ کردیے گئے جن کی شرافت کی قسم ملائک کھاتے تھے۔ وہ معصوم بچے ذبح کردیئے گئے جن کو حورانِ بہشتی لوری دیا کرتی تھیں۔ وہ عفیفہ بیبیاں بے حجاب کردی گئیں۔ جن سے زمانے نے حیا پائی۔

یہ کیوں ہوا؟ یہ کیسے ہوا؟ ــــ بہت طویل اور المناک داستان ہے، جو ورق ورق کرکے ہر سال محرم کا چاند ہمیں سناتا ہے۔ پارہ پارہ کرکے سورج کی شعاعیں زمین پر بسنے والے انسانوں تک ہر روز پہنچاتی ہیں۔ اس میں عزم وہمت کی داستانیں ہیں، صبر واستقلال کی داستانیں ہیں۔ مظلومی وبے لبسی، سرفروشی وجاں سپاری کی کہانیاں۔ کوئی کہاں تک انہیں بیان کرے، اور کس حوصلے سے بیان کرے!

آیئے! ذرا اس دشت کے ذرّوں ہی سے پوچھیں، جو صدیوں سے اس داستان کو اپنے سینوں میں چھپائے بیٹھے ہیں ــــ ہاں۔ آج بھی سورج کی تمازت سے یہ صحرا جب تپ اٹھتا ہے۔ اس کے ذرے سرخ انگارہ بن جاتے ہیں۔ ان کی سرخی میں خون شہیداں ہے۔ جو جھلک جھلک کر کئی ان کہی کہانیاں بیان کر جاتے ہیں! زہرائے ثانی زینب رضؓ اُمّ کلثوم رضؓ، رقیہ رضؓ، سکینہ رضؓ اور فاطمہ رضؓ کے ننگے پیروں کے تلوے ان ذرات نے چومے ہیں۔

علیؓ کے گھرانے کا خون اپنے سینے میں جذب کیا ہے، آلِ عقیلؓ کے خون کی سُرخی چاٹی ہے۔ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لخت لخت ہوتے دیکھا ہے۔ اُس کے بہادر ساتھیوں کو جو مہرو وفا اور عزم و ہمت کے کوہِ پیکر تھے، شجاعتوں اور شرافتوں کے عنوان لکھتے دیکھا ہے ـــــ ذرا ان ذرّوں سے پوچھو، کیا تم نے اس سے بڑھ کر باعظمت انسان کبھی دیکھے ہیں؟ ـــــ اعدار کے لشکر جب تیروں، نیزوں، بھالوں اور تلواروں سے ان پر پلے پڑتے تھے، تم نے کسی کے قدم پیچھے ہٹتے دیکھے؟

اے دشتِ کربلا کے ذرو! حسین علیہ السلام نے تم پر ایک احسان کیا تھا۔ عظیم احسان ـــــ جب علی اصغر کے حلق میں تیر پیوست ہوگیا تھا، خون کے فوارے پھوٹ پڑے تھے۔ تو اُنہوںؑ نے چلّو میں خون بھر کر آسمان کی طرف اچھال دیا تھا۔ اگر وہ اس خون کو تم پر انڈیل دیتے تو تم جل اُٹھتے۔ قیامت تک کے لئے دہکتے ہوئے انگارے بن جاتے۔ دیکھو، اس احسان کو کہیں بھول نہ جانا!

آئیے، ذرا اس دشت کی فضاؤں سے بھی کچھ پوچھیں، کہ وہ بھی یہاں کی راز دار ہیں۔ ان سے پوچھیں کہ تم نے حسین علیہ السلام کو بہت قریب سے دیکھا ہے، کیا اُن کے وہ الفاظ تم نے محفوظ کر لئے تھے جو اُنہوں نے دشمن کے عزائم کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہے تھے، کہ!

"میں نے تمہارا اخلاص دیکھ لیا ہے۔ میں اب اجازت دیتا ہوں کہ تم سب امن کی جگہ چلے جاؤ۔ رات کی تاریکی چھا چکی ہے، اسے غنیمت جانو، میرے اہلِ بیت کو ساتھ لے لو اور اپنی اپنی آبادیوں میں پھیل جاؤ۔ دشمن صرف میرا طلب گار ہے۔ جب وہ مجھے پالے گا، تم میں سے کسی سے تعرّض نہ کرے گا"!

لیکن وہ ساتھی، وہ عزیز، وہ جانثار بے چین ہو کر تڑپ اُٹھے اور پکار اُٹھے تھے

کہ اے ہمارے آقا! اے ہمارے سردار! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم آپ کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ ہم تو اپنی جان و مال اور آل و اولاد سب کچھ آپ پر قربان کردیں گے"!

اور اے کربلا کی دہشت زدہ فضاؤ! آپؑ کا وہ خطبہ تو تم نے ضرور محفوظ کیا ہوگا جو اُنھوں نے دشمنوں کے سامنے اونٹنی پہ سوار ہو کر قرآن سامنے رکھ کر دیا تھا، تاکہ اتمامِ حجت ہوجائے

"لوگو! میری بات سنو! جلدی نہ کرو! تاکہ میں نصیحت کا حق ادا کردوں، جو میرے ذمہ ہے! اور تاکہ میں تمہیں اپنے یہاں آنے کی وجہ بتلا دوں: پھر اگر تم میرا عذر قبول کرو، اور میری بات کو سچا جانو، اور میرے ساتھ انصاف کرو، تو اس میں تمہاری فلاح و سعادت ہے اور پھر تمہارے لئے میرے قتال کا کوئی راستہ نہیں۔ اور اگر تم میرا راستہ قبول نہ کرو، تو تم سب مِل کر مقررہ کام کرو۔ اپنے شریکوں کو بلا لو کہ تم کو اپنے کام میں کوئی شبہ نہ رہے اور جو تمہارے جی میں آئے، میرے ساتھ کر گزرو! اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو۔ بے شک میرا اعتمادِ کلّی اس ذات پر ہے جس نے کتاب نازل کی، اور وہی نیکو کاروں کا حامی ہے"!

اور اے فضاؤ! تم اس منظر کو تو یقیناً نہیں بھول سکی ہوگی جب شہزادۂ کونین کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے، قضا و قدر کا قلم کچھ فیصلے لکھ رہا تھا۔ کسی کے مقدر میں آگ اور کسی کے لئے جنت کا پیام لکھا جا رہا تھا۔ کسی کی کمان میں تیر کھینچا جا رہا تھا کہ لشکرِ حسین علیہ السلام پر پھینکا جائے اور کوئی اپنی جان کا نذرانہ لے کر دشمن کے لشکر سے بھاگا آرہا تھا کہ قدموں میں لوٹ کر سعادتوں سے جھولیاں بھر لے۔ اور یہ تھا حُر بن یزید!

اور اے فضاؤ! تم نے حُر کے یہ الفاظ بھی ضرور محفوظ کر لئے ہوں گے جو امام عالی مقام علیہ السلام کی طرف بڑھتے وقت اس نے اوس بن مہاجر کے جواب میں کہے تھے، کہ ــــ:

"بخدا میں جنت یا دوزخ میں سے ایک کا انتخاب کر رہا ہوں، اور اللہ کی قسم!

میں نے اپنے لئے جنت کا انتخاب کر لیا ہے۔ اگرچہ مجھے اس کے عوض ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے"!

اور پھر گھوڑے کو ایڑ لگا کر لشکرِ حسین علیہ السلام میں پہنچ گیا تھا۔

اور تم نے حُر کی وہ پُر جوش تقریر بھی تو سُنی ہوگی جو اس نے اہلِ کوفہ کے سامنے کی، اُنہیں ان کے عہد و پیمان یاد دلا کر ان کی بدعہدی پر شرم دلاتے ہوئے کہا تھا۔

"اے اہلِ کوفہ! تم ہلاک اور برباد ہو جاؤ۔ کیا تم نے انہیں اس لئے بلایا تھا، کہ وہ آجائیں اور تم ان کو قتل کر دو؟ تم نے اُنہیں کہا تھا، کہ ہم اپنی جان و مال آپ پر قربان کر دیں گے۔ اور اب تم ہی ان کے قتل کے در پے ہو۔ ان کو اب اس چیز کی اجازت بھی نہیں دیتے کہ وہ اللہ کی وسیع و عریض زمین میں کہیں چلے جائیں جہاں ان کو اور ان کے اہلِ بیت کو امن مل سکے۔ تم نے اُنہیں قیدی بنا لیا ہے۔ دریائے فرات کا پانی جسے یہودی، نصرانی اور مجوسی سب پیتے ہیں، جس میں اس علاقے کے خنزیر لوٹتے ہیں، تم نے ان پر بند کر دیا ہے، حسین علیہ السلام اور ان کے اہلِ بیت پیاس سے بے حال ہیں۔ تم نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ان کی اولاد کے بارے میں شرمناک سلوک کیا ہے۔ اب بھی وقت ہے، توبہ کرو۔ اور اپنی حرکت سے باز آؤ۔ اگر ایسا نہ کرو گے، تو اللہ تعالےٰ تم کو قیامت کے روز پیاسا رکھے گا!

اور پھر اس کے بعد لشکرِ اعدار کی طرف سے سنسناتا ہوا تیر آیا تھا ـــــ اس کے بعد ـــــ تیر برسے، تلواریں کوندیں، نیزے ٹکرائے ، ایک چھوٹی سی سپاہ بے پناہ لشکر سے ٹکرا گئی ـــــ بازو کٹے، سر اڑے، جسم چھدے، لاشے تڑپے ـــــ اور حسین علیہ السلام ایک ایک کر کے شہیدوں کی لاشیں گنجِ شہیداں میں جمع کرتے رہے، یہاں تک کہ تمام ساتھی ختم ہو گئے ـــــ لیکن تم نے دیکھا، کہ عزمِ حسینؑ ہے کہ اس کے استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا۔

کربلا کی وسعتوں میں دمکنے والے ستارو ! ذرا شامِ غریباں کا حال کچھ تم کہو کہ تمہاری آنکھوں نے وہاں کیا کچھ دیکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان پر جو بیتی، تم سے زیادہ کون اس سے با خبر ہو سکتا ہے ؟ خیموں کی سلگتی اور دھواں چھوڑتی چوبیں اور طنابیں خیموں کے اندر مچنے والی لوٹ، حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنے والے گستاخ ہاتھ اور شریر نگاہیں، بستر پر بیمار سجادؑ کی بے چین کروٹیں۔ ان گنت کہانیاں ہیں، جو تم نے دیکھی تو ہیں، کہی نہیں جا سکتیں ۔ جبھی تو آج تم بھی اداس نظر آتے ہو !

> تاریخِ ابتلا نے
> عاشورہ کی فجر سے اہم فجر، اور
> شام سے زیادہ دل سوز
> کوئی منظر پیش نہیں کیا

عشق کا حال ــ کائنات کا ناظم ــ ملت کی
روحِ رواں، جب پیشوائے دینِ حق کے حضور میں
نیاز مندانہ سلام پیش کرنے

شامِ غریباں

کے بے مثل منظر میں بوسہ زن ہوا، پہلی بار رویا !
جو نین ہزاروں سال سے آنسوؤں کو ترستے تھے،

جی بھر روئے۔ اور اتنا روئے، کہ ـــــ

اِدم کے پھُول

جو ازل سے ٹہک رہے تھے، جو بہار و خزاں سے بے نیاز
ہمیشہ کھلے رہتے تھے، پکیر مرجھا گئے!
آنسوؤں کا سیلاب، جو ہزاروں سال سے بند تھا۔
پھُوٹ پڑا۔

آہ! صدیوں سے یہ دل گداز قصہ بیان کیا جا رہا ہے۔ شہادتِ عظمیٰ کا فلسفہ تحریر کیا جا رہا ہے۔ لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کچھ بھی کہا یا لکھا نہیں جا سکا۔ صدیوں سے اس پر آنسو بہائے جا رہے ہیں، لیکن صبر و شکیبائی کا دامن ہے، کہ ہاتھ نہیں آ رہا۔ معلوم ہوتا ہے، ابھی کل کا واقعہ ہے۔ بلکہ اس دور کا واقعہ ہے، جس میں ہم جی رہے ہیں۔

کربلا میں شہادت کو حسین علیہ السلام نے جو سرفرازی بخشی، وہ انسانی اقدار کے لئے احیاء کی نوید تھی۔ حسینؑ انسانیت کو ایک ابدی پیغام دے گئے، لافانی پیغام ـــــ کہ انسانی قدروں پر جب کہیں شبخون پڑے، اسوۂ شبیری تمہارے سامنے رہے۔ راہِ حق کے مسافر مصائب و آلام سے گھبرایا نہیں کرتے۔

یزیدیت جب بھی کبھی سر اٹھائے، عزمِ حسینؑ تمہارا رہنما ہو، کہ اس شجر کی آبیاری خون ہی سے کی جاتی ہے۔

نہ یزید کا وہ ستم رہا، نہ زیاد کی وہ جفا رہی
جو رہا تو نام حسینؑ کا، جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

ابوانیس محمد برکت علی عفی عنہ

۳۰۹۵ ایک نے پوچھا — کہ ان تحریرات میں اکثر وبیشتر مے کا تذکرہ ہوتا ہے، میخانے کا ذکرہ ہوتا ہے، رندوں کی مدح سرائی ہوتی ہے، ساقی کی نظرِ عنایت اور جُود وسخا کی باتیں ہوتی ہیں، یہ مے، میخانہ، رند اور ساقی سے کیا مُراد ہے؟ وضاحت کریں!

اے جانِ من! مے سے مُراد وہ سیّال نہیں، جو چند بوٹیوں سے کشید کیا جاتا ہے اور جسے پی کر انسان بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے۔ دہن بدبُودار اور دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔ وہ مے توامّ الخبائث ہے! اور ہم اے جانِ من ایسی مے کی تعریف میں کیوں کر رطب اللسان ہو سکتے ہیں؟

اس مے سے میری مُراد وہ مے ہے، جو میرے آقا، میرے مولا، میرے دلبر میرے جانی، امامِ عالی مقام شہزادۂ کونین، سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام نے نوش فرمائی، جس کے نشے میں مخمور ہو کر وہ ہر خوف وخطر سے بے خطر ہو کر موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرائے، اس کے نشے میں مدہوش ہو کر اپنی ہر شے حق پہ قربان کر دی اور مبصرِ عالم نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن کے علاوہ کوئی کلمہ ان سے نہ سُنا مطلق نہ سُنا۔

اے جانِ من! یہ مے کوئی معمولی چیز ہے؟ اللہ، اللہ! جو اس نشے میں سرشار ہوا، ہر شے سے متنفر و بیزار ہوا۔ کسی کی بھی مطلق پرواہ نہ رہی۔ جاہ وحشمت کو پاؤں تلے لتاڑ دیا۔ تاج وتخت اور — امارت وثروت کو ایک ہی ٹھوکر سے اڑا دیا۔ ہر مقام پہ اور ہر حال میں ساقی کی رضا کو مقدّم سمجھا۔ سولی پہ چڑھنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ کھال اتروائی، مگر پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ جسم آرے سے چیرا گیا مگر اُف تک نہ کی، مقتل میں اس شان سے آیا کہ دُنیا عش عش کر اُٹھی، زمین وآسمان کی طنابیں ٹوٹنے لگیں عرشی عرش پہ اور فرشی فرش پہ انگشت بدنداں رہ گئے۔ تحسین وآفرین پہ مجبور ہو گئے

ہوش نے سمجھایا۔ کہاں جاتے ہو؟ کیوں موت کے منہ میں اُترتے ہو؟ سوچو! سنبھلو! باز آجاؤ، مگر خمار نے کسی کی بھی ایک نہ چلنے دی۔ اور جذب و مستی کے سامنے عقل و خرد کی چل ہی نہیں سکتی۔ اس مے کے پہلے ہی گھونٹ نے رِند کو وہ ذوق و شوق بخشا کہ وہ طوفانوں اور چٹانوں، سے ٹکرا گیا۔ پُرخطر میدان میں کُود پڑا۔

ذرا نہ ہچکچایا۔ کوئی رکاوٹ اس کے آگے بند نہ باندھ سکی۔ کوئی مشکل اس کے عزم پہ غالب نہ آسکی۔ کوئی خوف اُسے ڈگمگا نہ سکا۔ وہ کٹ گیا، جُھک نہ سکا، سبحان اللہ آگے ہی بڑھتا گیا۔ کسی کے بھی روکے سے رُک نہ سکا۔ وفا رِندوں کی رسمِ قدیم ہے۔ وہ اپنی رسم سے کبھی باز نہیں آتے۔ اور یہ مقام فرزانگی نہیں، دیوانگی ہے۔

اے جانِ من! ہوش مند، مدہوشی کے کام بھلا کر سکتے ہیں؟ کبھی نہیں! یہ رُتبہ اللہ نے اپنے رندوں کو ہی بخشا ہوا ہے، ہر کہ و مہ کو نہیں۔ اگر ہر کسی کو اس مقام پہ گزر ہوتا، اس کی کیا قدر و قیمت ہوتی؟ اگر یہ ہر کسی کے بس کی بات ہوتی، اس میں کیا کیف و سرور ہوتا؟ ہر کوئی اسے پینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور پی کر برداشت کرنا بھی کسی کسی کا کام ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۹۶ اسی مے کے نشے میں سرشار ہو کر مے خوار جب میدان میں اُترا — ابلیسی لشکر پہ لرزہ طاری ہو گیا۔ اس کی پہلی ہی جھلک سے سارا نشہ ہرن ہو گیا۔ گویا جان ہی نکل گئی۔ جم کر لڑنا اس بیچارے کے بس میں کہاں؟ بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ قدم اُکھڑ گئے۔ پرخچے اُڑ گئے۔ تنویرِ حق نے ظلمت کو یکسر کافور کر دیا — حق غالب ہوا — اور باطل مغلوب و مقہور۔

مے توحید کا جام نوش، حق کے سوا کوئی آواز بالکل نہیں سنتا ـــــ کسی کو بھی نہیں پہچانتا ۔ کسی کو نہیں مانتا ـــــ کوئی باطل اس کی نگاہ میں کبھی نہیں سما سکتا ۔ دل میں کبھی جگہ نہیں پا سکتا ۔ اگرچہ کتنا نظر نواز اور دل کش ہو ـــــ باطل لاکھ بھیس بدلے، اس کی آنکھوں میں کبھی دھول نہیں جھونک سکتا ـــــ کیسے ہی رنگ میں آئے، اس کی تیز نگاہی اُسے ہزار پردوں میں پہچان لیتی ہے ۔ اس کی حقیقت کو جان لیتی ہے ۔ لاکھ سر پٹخنے ـــــ بہروپ کی کوئی دوڑ دھوپ اُسے دھوکا نہیں دے سکتی ـــــ ! اس لئے کہ ـــــ

اِتقوا فِراسۃَ المؤمنِ، اِنّہٗ ینظرُ بنورِ اللہ

اور نورِ حق پہ کوئی نار کبھی غالب نہیں آسکتی ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۹۷ دینے نے جب گھڑ دوڑ کی خبر سُنی، ضبط نہ کر سکا ۔ اپنا نیم جان ٹٹو میدان میں لے آیا ـــــ اور اسی طرح بگٹٹ ـــــ یہ مریل ٹٹو ان چنے ہوئے تازی گھوڑوں کے ساتھ کیسے دوڑ سکتے ہیں ؟ البتہ رکاوٹ ضرور بن سکتے ہیں ۔ تمہارا جوش و خروش قابلِ داد سہی ـــــ اس وقت کسی کام کا نہیں ـــــ دوڑ گھوڑوں کی ہے، سواروں کی نہیں !

اور یہ گھوڑا کس کا ہے ؟ ماشاء اللہ خوب موٹا تازہ ہے ! گویا دوڑ کے لئے نہیں، نمائش کے لئے پالا گیا ہے ۔ اسے کیا سوچ کر میدان میں لائے ہو ؟ یہ بھی اس دوڑ میں دوڑ نہیں سکتا ۔ اس کے جسم پہ صرف گوشت ہے ۔ چستی و تیزی بالکل نہیں ـــــ پھر گوشت کا یہ ڈھیر کس کام کا ؟

جو ضروری تھا۔ وہ ہے ہی نہیں —— اور جس کی ضرورت بہت کم تھی —— وہ بہت زیادہ ہے! یہ کمی کوئی معمولی کمی نہیں۔ اور تمہاری تعریفیں یہ کمی کیسے پوری کر سکتی ہیں؟ مقابلہ فربہی کا نہیں چستی کا ہے۔ صورت نہیں، سیرت کا ہے۔ واپس جا اور اگلے مقابلے کی تیاری کر!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۹۸ تم کون ہو ان گھوڑوں کو میدان سے واپس کرنے والے؟ یہ گھوڑے دوڑیں گے اور ضرور دوڑیں گے۔ میں نے ان کی دوڑ ایک بار نہیں، ستر بار دیکھی ہوئی ہے۔ دیکھ لینا، اِن سب سے آگے ہوں گے! ماشاء اللہ، تیرے یہ تازی، جن کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے، ان کی گرد کو بھی نہیں پا سکتے! تیرے تازی تھان ہی کے تازی ہیں۔ اور میرے یہ گھوڑے جو تیری نظروں میں مریل ٹٹو ہیں، چٹانیں پھاندنے والے آہو ہیں۔ البتہ اس گھوڑے کی بابت اور کسی کے گھوڑے کی بابت کوئی کیا کہہ سکتا ہے؟ ایسے گھوڑے تھانوں کے لئے ہوتے ہیں، میدانوں کے لئے نہیں۔ میرے یہ مریل ٹٹو میدان میں اپنا کرتب دکھلائیں گے۔ اگر اللہ نے چاہا، جھنڈی لے جائیں گے۔ تیری باتوں نے میرے گھوڑوں کو بیتاب کر دیا۔ پسینہ پسینہ کر دیا۔ دیکھ نہیں رہے، کیسے پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ بازی شروع ہونے دو! اگر حریف کو شرمندہ نہ کریں، جو چاہے کہنا۔ یہ گھوڑے جگر کا خون پی کر پلے ہوتے ہیں۔ کلیجہ پھٹ جائے، جیتے جی کسی کو آگے نکلنے نہیں دیتے —— گھوڑے کی تعریف تھان پہ نہیں — میدان میں ہوتی ہے

مبصر نے تائید کی، بیشک تو نے سچ کہا۔ تماشائی کی تعریف ہی معتبر ہوتی ہے، مالک کی نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۹۹ ایک نے کہا ـــــ اس دوڑ میں پہلے بھی ایسے مریل ٹٹو کئی بار دوڑ چکے ہیں۔ ان کی دوڑ کے تذکرے اب تک لوگوں کو نہیں بھولے۔

محض خون کوئی معنی نہیں رکھتا۔ جوش و غیرت ہی میدان جیتا کرتے ہیں۔

ماشاء اللہ! ـــــ جس خون میں جوش نہیں ہوتا۔ اور غیرت نہیں ہوتی، کس میدان میں، اور کیا کرتب دکھلا سکتا ہے؟ ـــــ خون، جوش و غیرت کی کمی کو کیسے پورا کر سکتا ہے؟ اور جوش و غیرت کو خون کی پروا نہیں ہوتی۔ اگر کسی میدان میں خون، جوش اور غیرت تینوں یک جا ہوں! ماشاء اللہ! تاریخ مات کر دیں۔ سکے بٹھا دیں۔

کسی بھی فن کی کوئی حد نہیں۔ ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ ایک نے ایک نمونہ دیا، دنیا کو دنگ کر دیا، اسی اکھاڑے میں دوسرا اُترا، پہلے کو مات دے گیا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۰۰ ساری عمر رات بھر سویا ـــــ ایک بھی رات کبھی نہ جاگا۔ سونے والا جاگنے کی لذت کیسے جان سکتا ہے؟ جاگنے والے ہی جاگنے کی لذّت سے واقف ہوتے ہیں!

رات کو جاگ!

جاگنے کی لذّت جاگ کر ہی دیکھی جا سکتی ہے، سو کر نہیں!

اگر کسی کو جاگنے کی لذّت کا پتہ چل جائے، اللہ، اللہ! کبھی بستر دراز نہ کرے ہمیشہ کے لئے لپیٹ دے۔ اور جاگنا کسی کی مرضی پہ موقوف نہیں، عنایت پہ موقوف ہے۔

الحمد للحیّ القیوم فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۰۱ اے اور جینے والو! وہ دن دور نہیں ۔جب سب نے اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے چلے جانا ہے ۔ اور پھر کبھی لوٹ کر نہیں آنا ۔ اور نہ ہی کوئی عمل کرنا ہے ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ، ہمیں کسی ایسے کام کی توفیق بخشے، جو قیامت تک زندۂ جاوید رہے ۔کسی بھی زمانہ میں کبھی فنا نہ ہو اور یہ درجہ اللہ رب العالمین ہی کے کام کو نصیب ہو سکتا ہے، کسی دوسرے کو نہیں !

یا اللہ تیرے احسان و کرم سے ہمارا تیری دنیا میں جینا تیرے لئے ہو ۔ فقط تیرے لئے ۔تیرے سوا اور کوئی غرض و غایت مطلق نہ ہو ۔ قابلِ دید بھی ہو ۔ داد بھی یا حیّ یا قیّوم ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۰۲ ماں کسی کے بھی بچے کے رونے کی تاب نہیں لا سکتی ۔ اور اللہ نے شفقت کا یہ جذبہ ماں ہی کو بخشا ہوا ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۰۳ لیجئے دوڑ شروع ہونے کو ہے ۔تیاری کا بگل بج چکا ۔گھوڑے آنے شروع ہوئے ۔ ماشاء اللہ کیا خوب منظر ہے ۔قسم قسم کے گھوڑے جوق در جوق آ رہے ہیں ۔ ہر رنگ ہر نسل ہر شکل ہر صورت کے گھوڑوں سے میدان بھر گیا ۔ وہ دیکھو ایک اور گھوڑا آیا ۔جسم پہ چربی کی تہیں چڑھی ہوئی ہیں ۔ پاؤں میں گھنگھرو گردن میں موتیوں کی مالا اور سر پہ سرخ پھول جھول رہا ہے ۔سنہری رکابیں پھولدار جھول ۔ مگر باگیں کمزور، سجاوٹی ہیں ۔مضبوط نہیں ۔ اسی طرح تنگ، سوار گھوڑے سے بھی زیادہ سجا ہوا ہے

موٹی تازی گردن پھولی ہوئی توند۔ ریشمی لباس، ہاتھوں پہ پھولوں کے گجرے، طرّے دار عمامہ، تِلّے دار جوتا اور رنگ کوئلے کی طرح دہک رہا ہے اور آرائش و زیبائش میں دلہن کو شرمار ہا ہے۔ گویا دوڑ کے لئے نہیں، نمائش کے لئے میدان میں اُترا ہے ساتھ والا ٹٹو دینے کا ہے۔ جسم دُھول سے اَٹا ہوا ہے۔ جیسے کسی ریگستان سے ابھی ابھی آیا ہوتا ہے۔ پھٹے پیراہن میں ملبوس، لیکن چہرے پہ وقار، تمکنت، جوش اور ذوق ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

دینے کا مریل ٹٹو دینے سے بھی دو قدم آگے ہے۔ دیکھنے میں ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے۔ دل نہیں مانتا یہ کیسے ان سب کو مات دے گا۔ نہ رنگ نہ روپ نہ شکل نہ صورت، البتہ تنگ بڑا مضبوط ہے۔ اسی طرح باگیں۔

آنکھیں شوخ چمکیلی اور خونخوار بھیڑیئے کی طرح مچل رہی ہیں۔ ہار جیت تو اللہ ہی کے بس میں ہے۔ اس کی آمد کا انداز دیدنی ہے۔ اس کی جرأت کہتی ہے، میدان اس کا ہوگا۔ انشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۰۴ لیجئے وہ وقت آپہنچا، جس کا مدت سے انتظار تھا، گھوڑے صفوں میں آراستہ ہوئے۔ سوار گھوڑوں پر جمے بیٹھے ہیں۔ باگیں مضبوطی سے تھام رکھی ہیں، اشارے کے منتظر ہیں۔ گھوڑے بار بار پیر پٹخ رہے ہیں، سُموں سے دُھول اُڑا رہے ہیں۔ ہنہنا رہے ہیں۔ نعل چبا رہے ہیں۔ جسم بے تاب ہیں، جیسے ابھی رانوں سے نکل جائیں گے لیجئے بگل بجا۔ یکلخت چابک ہوا میں لہرائے، ہر کسی نے ایک جھٹکے سے باگیں اُٹھائیں، ایڑ لگائی، اور ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ دینے نے بھی اپنے گھوڑے کی

باگیں کھینچیں، اور اللہ کا برکت والا نام لے کر اس انداز سے ایڑ لگائی کہ اس کا تازی، جو لوگوں کی نظروں میں ایک مریل ٹٹو تھا، بجلی کی طرح تڑپ اُٹھا، ہوا ہوگیا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے دھرتی ہل گئی۔ گرد و غبار کے بادل چھا گئے۔ "واہ واہ! شاباش! زندہ باد" کے نعرے گونجنے لگے۔ "وہ گیا، میرا شیر۔ شاباش۔ وہ میدان مارا۔ نئیں ریساں تیریاں"۔ واہ واہ کے ڈونگرے برسائے جا رہے ہیں۔ رنگارنگ کی بولیوں سے دل بڑھائے جا رہے ہیں۔

لیجئے، گھوڑے نظروں سے غائب ہوگئے۔ اب میدان میں صرف دھول رہ گئی ہے — حدِّ نظر تک دھول! یہ دوڑ ایک لمبی دوڑ ہے۔ نظریں وہاں تک تعاقب نہیں کر سکتیں۔ ہاں! مبصر ساتھ ہیں، جو اختتام پر ہار جیت کا اعلان کریں گے۔ گمان غالب، بلکہ یقین ہے، دینے کا مریل ٹٹو سب کو پیچھے چھوڑ چکا ہوگا۔ اس کے انداز بتا رہے تھے، کہ میدان اُس کا ہے۔ ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۱۰۵ کوئی گناہ ایسا نہیں۔ جس کی توبہ نہ ہو۔

توبہ کا دروازہ ہر کسی کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔

اللہ اکرم الاکرمین اور تواب غفور ہے۔ توبہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔ کسی کی بھی توبہ کو کبھی رد نہیں فرماتا۔ توبہ کر، تیرا اللہ توّابٌ غفور ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۰۶ ایک سوال کے جواب میں ۔
مؤکلات ایک دو نہیں لاکھوں اربوں ہیں۔ البتہ ہم کسی سے بھی کوئی سروکار نہیں رکھتے۔ ہمارے لئے ہمارا اللہ کافی ہے۔ واللہ باللہ تاللہ۔ !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۰۷ جو دین کی پروا نہیں کرتا، دین بھی اس کی پروا نہیں کرتا۔ اور کسی سے دین کا بے پروا ہو جانا بدبختی کی حد ہے۔
ہوش کر۔ راغب ہو، دین ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اگر کسی کے پاس ہر شے ہے، ایک دین نہیں، اُس کے پاس گویا کچھ بھی نہیں۔ اور اگر کسی کے پاس دین ہے۔ اور دین کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ گویا اس کے پاس ہر شے ہے۔ کسی بھی شے کی کوئی کمی نہیں۔ جیسے کئی بار بتایا جا چکا ہے۔ دین کی کمی کو دنیا پورا نہیں کر سکتی۔ لیکن دین دنیا کی ہر کمی کو پورا کر دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۰۸ امّی ! ابّو کہاں ہیں ؟
میری جان تمہیں نہیں پتہ تمہارے ابّو تو روزانہ چار کونسل میں بیٹھے طرح طرح کی گپیں ہانکا کرتے ہیں۔ اور بارہ بجے تک محفل گرما گرم رہتی ہے۔ علاقائی خبروں پر تبصرہ جاری رہتا ہے۔ کسی کے خلاف منصوبوں پر غور کیا جاتا ہے۔ کوئی بارہ ایک بجے فارغ ہو کر گھر آتے ہیں۔ یہ ان کا روز کا معمول ہے۔ میرے بیٹے ! تیرے ابّو نے کبھی سورج چڑھتے نہیں دیکھا۔ دِن چڑھے اُٹھتے ہیں۔ اور کوئی بارہ ایک بجے

تک ناشتے سے فارغ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد فوراً ہی تیاری کا بگل بج جاتا ہے، تمام مصاحب حاضر ہو جاتے ہیں۔ طرح طرح کے کتے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور خرگوشوں کے شکار کو ویرانے میں نکل جاتے ہیں۔ میں ایک دن اپنے کھیتوں میں تھی کہ تیرے اباّ نے توبہ توبہ کسی خرگوش کے پیچھے گھوڑی دوڑائی اور ایسے شور مچایا کہ کان کوڑھے کر دیئے اور خرگوشوں کے پیچھے ایسے سینہ تانے پھرتے جیسے کوئی مجاہد ملی جہاد میں پھرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۰۹ امیّ: اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ اباّ فجر کی نماز نہیں پڑھتے۔ اس پہ امیّ کا قہقہہ بلند ہوا۔ کہنے لگیں تیرے اباّ کوئی بھی نماز نہیں پڑھتے، جیسے کہ نماز کا کوئی حکم ہی نہیں ہوتا۔ پھر پوچھا کہ جمعہ تو ضرور پڑھتے ہوں گے۔ کہنے لگیں کہ جمعہ کے دن کو دفتروں میں چھٹی ہوتی ہے۔ ان کے دوست اتوار کی بجائے اب جمعہ کو آتے ہیں اور جو تقریبات اتوار کو ہوتی تھیں اب جمعہ کو ہوتی ہیں۔ سارا دن جنگل چھان مارتے ہیں۔ جنگل کے پرندوں، درندوں، چرندوں اور خزندوں کے لئے ایک عذاب سے کم نہیں ہوتے، سارا دن بیچاروں کو بھگائے پھرتے ہیں۔ کسی کو بھی آرام سے بیٹھنے نہیں دیتے حالانکہ جنگلی جانور رات کو جاگتے اور دن کو مزے کی نیند سویا کرتے ہیں۔

ہاں عید کی نماز پڑھنے جاتے ہیں اور ماشاءاللہ ایک کی بجائے تین تین جگہ پڑھنے کا موجب بنتے ہیں۔ کسی امام صاحب سے ذرا ناراض ہوئے فوراً بدل دیتے ہیں۔ یا عید کی تقریب پہ اس کی جگہ کسی دوسرے کو کھڑا کر دیتے ہیں، بہر حال جہاں جاتے ہیں، ہلچل مچا دیتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۱۰ امیّ: مسجد میں ہمیں تو روزانہ مولوی صاحب نماز پڑھنے کی تلقین کیا کرتے

ہیں ۔ کیا اُنہوں نے ابّو کو کبھی نماز کے لئے نہیں کہا ؟

بولیں ۔ بیٹے ! اللہ نے ہمیں سب کچھ دے رکھا ہے ۔ سارے پنڈ کی سرداری بخشی ہوئی ہے ۔ مولوی صاحب شریف الطبع عالم ہیں ۔ تیرے ابّو کا ادب بھی کرتے ہیں ۔ مگر ان کی طبیعت کی تیزی کے سبب براہِ راست اُن سے کہنے کی جرأت نہیں کرتے !

امّی ! ہمارے پیر صاحب بھی تو ہیں ۔ کیا اُنہوں نے بھی کبھی ابّو کو نماز کی تاکید نہیں کی ؟ مجھے یاد ہے ، حضور جب بھی اس علاقے میں تشریف لاتے ہیں ، ہمارے ہاں ہی ان کا قیام ہوتا ہے ۔ ابّو اُن کی بیحد تعظیم کرتے ہیں اور فخریہ کہتے ہیں ، کہ وہ اُن کے مرید ہیں ۔ پھر بھلا نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟ اور حضرت صاحب ان کو نماز کی پابندی کا کیوں نہیں فرماتے ؟ امّی کے پاس ان باتوں کا کوئی بھی جواب نہ تھا ۔ خاموش ہوگئیں !

امّی ! حضرت صاحب کبھی ہمارے گھر سے ناراض تو نہیں جاتے ؟

اس پہ بولیں ۔ نہیں بیٹا ! ایسا کیونکر ہوسکتا ہے !

الحمد للحیّ القیّوم   فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۱۱ امّی تیری باتوں نے مجھ کو مختل کر دیا ۔ امّی ابّو کے پاس ہے ہی کیا ، جسکے پاس دین نہیں اُسکے پاس گویا کچھ بھی نہیں اور ابّو کے پاس دین کی ایک بھی چیز نہیں ۔ یہ زمین جس پر کہ وہ اتراتے نہیں تھکتے اللہ کی ہے ۔ اللہ کی قسم اللہ کی ہے ۔ دین کے معاملات میں ابّو سے کہیں زیادہ اللہ کا حق ہے کہ اُس سے ڈریں ۔ میں نے اپنے ابّو کی اس جائیداد کا جس نے کہ اُسے دین سے بے پروا کیا ہوا ہے ، کبھی وارث نہیں بننا ۔ امّی مجھ سے ناراض نہ ہونا اور نہ ہی میری یہ بات میرے ابّو کو بتانا میں نے ابّو کی کسی چیز کو کبھی قبول نہیں کرنا ۔ اس مال نے ہمیں

اپنے مالک و مولا سے دور کر رکھا ہے۔ کاش ہم ملاّ مصلی جیسے ہوتے۔ محنت کر کے روزی کماتے۔ بات بات پر اللہ سے ڈرتے۔ دعائیں مانگتے اور کسی بھی معاملہ میں کبھی سرکش نہ ہوتے

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۱۲ امی ہماری یہ زندگی کوئی زندگی نہیں۔ ہم اس زندگی سے متنفر بھی ہیں اور بے زار بھی۔ ہم نے اسے بدل دینا ہے اور جیتے جی پھر کبھی اختیار نہیں کرنی۔ اس زندگی میں کھاتے، پینے، پہننے اور سونے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ نہ سوز نہ گداز نہ درد نہ تڑپ، گویا ایک جمود ہے جو ہم پہ ہماری ناشکری کے باعث ہمارے اللہ نے طاری کیا ہوا ہے۔ سارا دن بیماروں کی طرح بستروں میں بیٹھے خرافات و واہیات میں مصروف رہتے ہیں اور یہ انسانیت کی حیوانیت کی آخری حد ہے۔

وما علینا الّا البلاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۱۳ دنیا، دنیا میں ہر جا موجود رہتی ہے۔
فقیروں کی لونڈی ہوتی ہے، اور امیروں کی مولا

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۱۴ تیرا یہ دل تیرے اللہ کا گھر ہے ۔ اللہ کے گھر کو صاف رکھ!
کسی بھی غیر کو کبھی اندر مت رکھ۔

فَلیَعبُدُوا رَبَّ ھٰذَا البَیتِ

۳۱۱۵ عِطر کی پہچان عطار ہی کر سکتا ہے ، ہر کوئی نہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۱۶ حال کی مطلوبہ قدر نہیں کی جاتی ۔ حال ماضی کا شاہد اور ماضی سے نافع ہوتا ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۱۱۷ حال کو غنیمت جان ۔ آج کا حال کل کا ماضی ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۱۸ بے دل مت ہو، ذکرِ الٰہی اور اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کی مخالفت اللہ ہی کی مخالفت ہے! تیرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ، اور ہو رہا ہے ، تیرے ہی لئے ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۱۹ مومن بھلا ذکرِ الٰہی اور دین کی تبلیغ سے کبھی رُک سکتا ہے ؟ یا کوئی اُسے روک سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں ! جب مومن ہی مومن کو اس سے روکے تو کس سے کہیں ، اور کیا کریں ؟

مِلّت کے دانشور جواب دیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

٣١٢٠ کیا یہ حیرت کا مقام نہیں کہ مسلمان کو مسلمان ہی نے ذکر و تبلیغ سے روکا! کبھی کسی غیر مُسلم نے نہیں!

غیر مُسلم کیلئے اعتراض کے دروازے کھول دیئے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

٣١٢١ یہ کوئی نئی بات نہیں، اپنی تاریخ الٹ کر دیکھ، ایسے واقعات سے اَٹی پڑی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

٣١٢٢ کل تو دُور کی بات ہے، آنے والے دَم کی خبر نہیں — اور کسی کو بھی نہیں — کیا کسی کا حیلہ اور کیا کسی کی تدبیر؟

اپنے معاملات، اے جانِ من! اپنے اللہ کے حوالے کر! بلبشک اللہ ہی سب سے بہتر وکیل و کفیل و نصیر ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

٣١٢٣ ضمیر منزل کا مصدّق ہے۔ بال بھر نقص بھی چھپا کر نہیں رکھتا! جب تک وہ نقص دور نہیں ہوتا مطمئن نہیں ہوتا! ضمیر کو مطمئن کر۔

ضمیر مطمئن ہے، تو سمجھ، تو شاھراہ پہ ہے۔

ضمیر کی تصدیق اللہ کی تصدیق ہے

ضمیر سے پوچھ، کسی اور سے مت پوچھ!

ضمیر نقص کی نشاندہی کرتا ہے۔

نقصِ دُور ـــــ ضمیر مطمئن۔

کیا تیری ضمیر تیرے حال سے مطمئن ہے؟ اگر نہیں تو کر! اگر ہے تو اس پہ ثابت قدم رہ!

وما علینا الا البلاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۲۴ استقامت سلوک کی منزل کا حاصل

استقامت سلوک کی منزل کا عمود

استقامت فوق الکرامت

استقامت نفس کی مخالفت

استقامت روح کی موافقت

استقامت بازارِ دنیا کی نایاب جنس

استقامت عزم الامور کا مفہوم

استقامت رب العالمین کا فرمان

استقامت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

استقامت میدان کی پکار ـــــ اور

استقامت ہی عمل کا واحد مطالبہ ہے۔

وما علینا الا البلاغ

الحمد للحیّ القیّوم فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۲۵ مجھ کو میرے ربّ نے
تجھ کو تیرے ربّ نے
سب کو سب کے رب نے یہ حکم دیا
۱۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ
۲۔ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا
۳۔ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ
۴۔ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا

اقلیم قلبوت کے سُلطان روح نے اس حکم پہ یہ حُکم نامہ جاری کیا

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۲۶ اللہ تبارک و تعالیٰ عزّوجل ذوالجلال والاکرام نے اپنے بندوں پر کوئی چیز ایسی فرض نہیں فرمائی جس کی حد مقرر نہ کی ہو اور پھر اس کے عذر کو قبول نہ فرمایا ہو؛ بجز اپنے ذکر کے ۔ نہ اس کی کوئی حد مقرر فرمائی جس تک اس کی رسائی ہو اور نہ ہی اس کے ترک پر کوئی عُذر قبول فرمایا ۔ بلکہ یہ فرمایا ــــــ اللہ کا ذکر کرو، کھڑے بیٹھے ، لیٹے اور اپنی کروٹوں کے بل، یعنی رات کو، دن کو، خشکی میں، سمندر میں، سفر میں حضر میں ، تونگری میں، فقر میں ، بیماری میں، صحت میں ــــــ آہستہ اور پکار کر۔ قبض ہو یا بسط ــــــ ہر حال ، ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ ربّ العالمین کا ذکر کرو۔

بس کرو یہاں تک کہ کوئی بھی دم ذکرِ الٰہی سے خالی نہ گزرے۔

یا اللہ! تیرے لطف و کرم سے ہمارا کوئی بھی دم تیری یاد سے کبھی خالی نہ گزرے! ۔ تیرے اس قلبوت میں شب و روز تیرا ہی ذکر جاری و ساری رہے۔ بے شک تیرا ذکر قلب کا اطمینان، روح کی بلندی اور زندگی کا انمول سرمایہ ہے یا حیّ یا قیوم! آمین

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۲۷ راکھا فصل کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ غفلت کا کوئی عُذر قبول نہیں کیا جاتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۲۸ دین کے لئے دنیا سے فارغ ہو ـــــ اللہ کی یاد کے لئے ہر یاد سے فارغ ہو ـــــ کلیتاً فارغ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۲۹ توبہ کرنی ہے، تو پکّی توبہ کر ـــــ ایک پکّی توبہ ایک داستان ہوتی ہے جو قیامت تک نیک لوگوں کی زبانوں پہ جاری رہتی ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۳۰ توبہ کا دفتر چند داستانوں پر مشتمل ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۳۱ کسی بُرائی سے متنفر ہو کر اس سے ہمیشہ باز رہنے کا اصطلاحی نام توبہ ہے! جس بُرائی سے جس نے توبہ کی، پکی توبہ کی، پھر جیتے جی کبھی اس کے پاس نہ پھٹکے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۳۲ نہ کوئی کسی بُرائی پہ نادم ہوا، نہ ہی کسی نے کسی بُرائی سے توبہ کی۔ ہمارا یہ حال قابلِ غور ہے۔ اس طرح کوئی قیامت تک بھی زندہ رہے، تو اسی حال میں رہے گا۔ دین دار نہ دنیا دار!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۳۳ نہ دائیں دیکھ نہ بائیں —— سیدھا اپنی منزل پہ گامزن رہ! دائیں بائیں ایک دو نہیں، لاکھوں راہیں ہیں۔ دیکھنے میں دلکش حقیقت میں فریب وسراب! اپنے معبود کو محبوب بنا کر اپنے دل میں داخل کر۔ پھر دل کے دروازے بند کرلے! بالکل بند!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۳۴ پھر اگر تیرا حال نہ بدلے، جو چاہے کہہ! —— پر حال کیسے نہ بدلے؟ کون کہتا ہے کہ نہ بدلے —— کر کے دیکھ۔

الحمد للحیّ القیّوم فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۳۵ جب بھی تعلیم وتربیت کی فرمائش کی، فرمایا۔

صغائر وکبائر سے پکّی توبہ

اور ـــــ ذکرِ دوام کا عزم بالجزم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۳۶ عقل سے سوچ کر کوئی کسی بھی پھندے کو کبھی اپنے گلے سے نہیں اتار سکتا، کچھ مت سوچ ـــــ بلا سوچے اسے اتار پھینک!

ارے! دنیا تیرے در کے سامنے صدیوں باریابی کی منتظر رہی ـــــ تُو نے اس کی طرف آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھا ـــــ تھوکا تک نہیں ـــــ اس کی کوئی دل کشی تجھے مائل نہ کر سکی۔ اس کی کسی دل فریبی کا تجھ پہ مطلق اثر نہ ہوا ـــــ اس کا کاٹا پانی نہیں مانگتا، مگر تجھ پہ اس کا کوئی حیلہ کارگر نہ ہوا۔ تجھ پہ اس کا کوئی جادو نہ چل سکا، تو نے اسے ہر روپ میں پہچانا۔ اسی لئے اس نے تیرا لوہا مانا۔ اور اب ـــــ اللہ اللہ! ـــــ کوئی کیا کہے؟ خود سوچ، تو کہاں کھڑا تھا اور اب کہاں پڑا ہے! ـــــ کہاں وہ عزّت، کہاں یہ ذلّت ـــــ توبہ توبہ! ایسی بلندی، اور ایسی پستی!!

وہی دور تیرا زرّیں دور تھا!

فقر کی وہ رسم پھر احیا کی منتظر ہے ـــــ

دنیا کا جُوا اپنی گردن سے اتار ـــــ بے دھڑک اتار ـــــ

اس کے سر پہ چھتّر مار، اور سر بازار مار! جس طرح ہمارے رسالدار صاحب قمر علی شاہ گوالیاری نے اسے بیچ اکھاڑے کے ایسا پچھاڑا — کہ شیطان اپنی ناکامی و نامرادی پہ نادم ہو کر پورا سال اسی جگہ بیٹھا آہ و بکا کرتا رہا۔ حسرت و ندامت کے اشک بہاتا رہا۔ ذِلّت و رسوائی کی راکھ اپنے سر میں ڈالتا رہا۔ ایسا ذلیل اور بے بس ہوا، کہ اسے ان کی طرف دیکھنے تک کی جرأت نہ رہی! ماشاء اللہ آپ نے ایک کتاب "مظہرِ باطنِ نبوّت" لکھی، جو بازار میں نہیں ملتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۳۷ زبان جب گنگ ہو جاتی ہے سیف ہو جاتی ہے۔ دل جب خاموش ہو جاتا ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ کا محرم ہو جاتا ہے۔
کان جب بند ہو جاتے ہیں، نغمۂ سرمدی کے شناسا ہو جاتے ہیں۔
آنکھ جب پاک ہو جاتی ہے، بیباک ہو جاتی ہے، شوخ ہو جاتی ہے، مخمور ہو جاتی ہے اور بینا ہو جاتی ہے۔ اور اے جانِ من!
جو فضول سے کنارہ کش ہوا، فاضل ہوا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۳۸ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط
اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا
فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ
یَرْشُدُوْنَ ○ البقرہ - ۱۸۶

وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ ق : ١٦

وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ الحدید : ۴

جدّوجہد انسانی فطرت میں داخل ہے ، ورنہ جب تک "وہ" پردہ نہیں اٹھاتے ، کوئی کیسے انہیں دیکھ سکتا ہے ؟

جدّوجہد فطرت بھی ہے ، مطلوب بھی — ہر کوئی کہتا ہے ، آتے جاتے کو دیکھ ! اندر دیکھ ، باہر دیکھ ! — دیکھا تو نہیں نا کسی نے ؟

اگر دیکھ لیتا . . . .

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۳۹ جدید سائنسی ایجادات میں عینک انتہائی سادہ مگر بے حد کارآمد ایجاد ہے ۔ اللہ نے اپنے کسی بندے کو عینک کی ایجاد عنایت فرما کر انسانیت پہ بے حد کرم فرمایا ۔ سبحان اللہ ! سو سال تک بینائی کام دینے لگی ، ورنہ پچاس سال کے بعد کام کے لائق نہیں رہتی ،

اللہ اس پہ بھی اپنی رحمت نازل فرمائے ! آمین !

بے شک عینک کا موجد انسانیت کا محسن ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۴۰ ہر شے تیرے اپنے اندر ہے ۔ جو کچھ بھی ہے ، سب کچھ تیرے اندر ہے ۔ میری جان ! جو اپنے اندر تلاش نہ کر سکا ، شرق و غرب میں پھیلی ہوئی کائنات میں کیسے تلاش کر سکتا ہے ؟ الحمد للحیّ القیوم ! فاللہ خیر الرّازقین !

۳۱۴۱ کر کے دیکھ لو

خدائی امور میں مداخلت پریشانی

اور موافقت شادمانی ہے ، اور جملہ امور خدائی امور ہیں ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۴۲ سلوک کا انعام ذکرِ دوام

جو چیز روکے ، روک دو ۔ بات ہو یا ملاقات

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۴۳ یہاں تک کہ کسی بھی درخت سے پتے تک کا گرنا یا کسی ذرّے کا ہوا میں اُڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا کسی کے بس میں کوئی شے نہیں ۔ مطلق نہیں جو جیسے ہوتا ہے ، ارادتِ ازلی ہی کے تحت ہوتا ہے ۔ اگرچہ کرنے والا کوئی ہو ۔ جیسے ہونا منظور ہوتا ہے ، ہو کر رہتا ہے ۔ کسی کے بھی ٹالے کبھی نہیں ٹلتا ۔ اور اے ہمنشین ـــ فاعلم ـــ خوب سمجھ ـــ اسی ایمان پہ یقین کا نام احسان اور منافیت غیریت ہے اور جب تک غیریت دور نہیں ہوتی اور ختم نہیں ہوتی کوئی قدم آگے نہیں اُٹھ سکتا ، اگرچہ کوئی لاکھوں جتن کرے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۴۴ غیریت کسے کہتے ہیں تشریح طلب ہے ۔ طریقتِ اسلام کا کلی قاعدہ یہ ہے کہ ہر چیز کو خیر ہو یا شر اللہ تبارک و تعالیٰ عزّ و جل قادر المقتدر کی طرف سے حکمت

الٰہیہ کے تحت تسلیم کرنا توحید اور ماسوا کی طرف منسوب کرنا غیریت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۴۵ غیریت کے ایک معنیٰ ہیں ہر طاغوتی طاقت جو نیکی سے روکے بُرائی کی طرف مائل کرے، ہر باطل جو حق کے مدِمقابل وجود میں موجود ہو، جیسے خناس۔ بے شک تیرا خناس ہی نفس کو سرکشی پہ اُبھارتا ہے۔ ورنہ اگر نفس کا قلب و روح سے اتحاد و اتصال و ارتباط ہو، کسی بھی نافرمانی، غلطی، خطا، کوتاہی، لغزش کا احتمال تک نہ ہو۔ خناس میرے اور تیرے نفس کا اے جانِ من مشیر و وزیر ہے۔ ہر بُرائی پہ اُکساتا اور کراتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۴۶ ہر نامعقول و نامقبول قول و فعل غیریت سے ہی سرزد ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۴۷ غیریت وجود میں ایسے ہے جیسے کہ شفاف پانی کے کنوئیں میں کوئی مُردار۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۴۸ جب تک مُردار کنوئیں سے باہر نکال نہیں دیا جاتا، کنواں پاک نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۴۹ ۸۔ اگر مُردار زیادہ دیر کنوئیں میں رہے، پانی سڑ جاتا ہے۔ کسی بھی استعمال کے لائق نہیں رہتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۵۰ ۹۔ میری جان! کیسی کیسی عمدہ باتیں تیری خدمت میں پیش کیں۔ اپنے کنوئیں سے مُردار کو نکال۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۵۱ ۱۰۔ عزم کر۔ کنوئیں کی منڈیر پہ آ۔ مدد ملے گی۔ انشاء اللہ۔
عزم سامان کا پابند نہیں ہوتا ــــ سامان عزم کا پابند ہوتا ہے۔ منڈیر پہ آ کر دیکھ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۵۲ ۱۱۔ جلدی کر ــــ جان داروں کی زبانیں پیاس سے خشک ہو چلیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۵۳ ۱۲۔ بندے کی خِلقت نہیں خصلت بدلا کرتی ہے۔ خصلت ہی کے باعث بدترین اور خصلت ہی کی بدولت بہترین بنتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۵۴ ۱۳۔ دُنیا گریہ زاری کا مقام نہیں، کام کا ہے۔ کوئی کام کرو، کامیاب ہوگے،

ماشاء اللہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۵۵ بڑے میاں! مرد بھی کبھی کسی میدان میں ایسے کیا کرتے ہیں ؟ اور پھر اکھاڑے میں؟! نہیں ایسی باتیں مطلق زیب نہیں دیتیں۔ تیری اس گریہ زاری سے کسی کو بھی کیا حاصل ہو سکتا ہے ؟ بُرا نہ مناؤ، باز آؤ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۵۶ دریا منبع سے جاری ہوتے ہیں!
شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت کا منبع ذکر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۵۷ علم وحکمت اور عشق ورِقّت کے چشمے ذکر ہی کے منبع سے پھوٹا کرتے ہیں اور ازل وابد کے تمام مقامات اسی چشمہ کی آبشاریں ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۵۸ منبع قیامت تک کے لئے دریا کا کفیل ہوتا ہے

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۵۹ منبع کی وسعت اِدراک میں نہیں آسکتی تحت الثریٰ تک ہوتی ہے!

۳۰۶۰ کسی محجوب کو شوق ہی مکشوف کر سکتا ہے، کوئی دیگر حیلہ نہیں۔

سبحان اللہ !

یہ توفیق اللہ نے شوق ہی کو بخشی ہے ! ماشاء اللہ !

شوق کی پرواز بلند و بالا

عرشِ عظیم شوق کی زد میں ہے۔

جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا، شوق پہنچا ــــ جیسے بھی پہنچا، ضرور پہنچا !

جس محجوب کو کوئی مکشوف نہ کر سکا، شوق نے کیا !

شوق اسرار و رموز کا راز داں

شوق جنون ہے۔ کسی کے بھی روکے کبھی نہیں رُکتا۔ شوق جہاں جانا چاہتا ہے، جا کر رہتا ہے۔ جسے ملنا چاہتا ہے، مل کر رہتا ہے۔ جو کرنا چاہتا ہے، ضرور کرتا ہے۔ کبھی باز نہیں رہتا۔ کوئی بھی رکاوٹ شوق کی راہ کو کبھی روک نہ سکی۔ شوق کے حضور میں دیر کوئی معنی نہیں رکھتی اگرچہ پہلے ہی قدم پر بال سپید ہوں۔ اور یہ بزمِ کائنات شوق ہی کے دم سے رواں دواں ہے۔ شوق زندگی کی جان ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۰۶۱ قبر میں ایک بار لیٹ کر پھر کبھی نہیں اُٹھنا۔ ان ہاتھوں سے کوئی کام نہیں کرنا۔ ان آنکھوں سے کسی کو بھی نہیں دیکھنا۔ اِس زبان سے کوئی بھی کلمہ نہیں نکلنا۔ اس دل میں کسی کا بھی کوئی خیال کبھی نہیں آنا ! قیامت تک پچھتانا ہی پچھتانا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۶۲ یہ زندگی، جس پہ تُو پھولے نہیں سماتا، سراب وفریب ہے!
دانش کے بازار میں کسی بھی قیمت کی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۶۳ قبر میں پچھتانا کس کام کا، آج پچھتا! اب پچھتا! ہم پہ غفلت طاری ہے۔
دعا مانگ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡعَجۡزِ وَالۡكَسَلِ وَالۡجُبۡنِ وَالۡبُخۡلِ وَالۡھَرَمِ وَالۡقَسۡوَۃِ وَالۡغَفۡلَۃِ وَالۡعَیۡلَۃِ وَالذِّلَّۃِ وَالۡمَسۡكَنَۃِ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡفَقۡرِ وَالۡكُفۡرِ وَالۡفُسُوۡقِ والشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَالسُّمۡعَۃِ وَالرِّیَآءِ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنَ الصُّمِّ وَالۡبُكۡمِ وَالۡجُنُوۡنِ وَالۡجُذَامِ وَالۡبَرَصِ وَسَیِّیءِ الۡاَسۡقَامِ اٰمین ہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡكَسَلِ وَالۡھَرَمِ وَالۡمَغۡرَمِ وَالۡمَاۡثَمِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ عَذَابِ النَّارِ وَفِتۡنَۃِ النَّارِ وَفِتۡنَۃِ الۡقَبۡرِ وَعَذَابِ الۡقَبۡرِ وَشَرِّ فِتۡنَۃِ الۡغِنٰی وَشَرِّ فِتۡنَۃِ الۡفَقۡرِ وَمِنۡ شَرِّ فِتۡنَۃِ الۡمَسِیۡحِ الدَّجَّالِ اَللّٰھُمَّ اغۡسِلۡ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلۡجِ وَالۡبَرَدِ وَنَقِّ قَلۡبِیۡ مِنَ الۡخَطَایَا كَمَا یُنَقَّی الثَّوۡبُ الۡاَبۡیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدۡ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدۡتَ بَیۡنَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ ہ

بار بار کہو ـــــ رَبِّ اَعِنِّیۡ عَلٰی ذِكۡرِكَ وَشُكۡرِكَ وَحُسۡنِ عِبَادَتِكَ اٰمین - اٰمین ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۶۴ لذّت و زینت و راحت و شہرت کا حاصل فتنات و ندامت اور
ذکر و فکر و شکر و اطاعت کا حاصل علم و حکمت اور عشق و رقّت
دونوں میں جو تجھے پسند ہو، اختیار کر!

وَمَا علینا الاّ البلاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۶۵ انسان مخزنِ انوار و اَسرار
شوق جستجوئے دیدار
نہ خبر نہ نظر؟ اے ہم نشیں؛
بہ بیں ایں شیخیت چیست و کجامی رساند؟
خبر ازل و ابد کی ترجمان
نظر کے مقامات ورائے الورائے، تمکین الورائے
ہوشیار باش!
متاعِ گم کردہ را باز گیر،

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۶۶ عنایت پر قناعت کر،

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہُ خیر الرّازقین

۳۱۶۷ شکر معطی کو عنایت پر مائل کرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہُ خیر الرّازقین

۳۱۶۸ اے جانِ حسینانِ جہان! تیری محبت نے تیرے ناچیز چاہنے والوں کو کیسے کیسے رنگ دکھلائے!

تیری محبت کے جلال نے اللہ اللہ! کسی کی کھال کھینچوائی، کسی کو سولی پہ لٹکایا، کسی کو آرے سے چِرایا، کسی کو سرِ بازار نچایا۔ لیکن واہ رے شوق! تو کبھی اپنے عزم سے باز نہ آیا۔ اور نہ ہی تیری کسی بے بسی پہ تیرے محبوب کو ترس آیا۔ اور نہ ہی کسی پہ اپنا گھنڈ اٹھایا۔ کوئی بے رخی تیری دید کے شوق پہ کبھی غالب نہ آسکی۔ شوق اپنی ہٹ پہ ڈٹا ہاڈٹا ہی رہا اسکے پائے ثبات کو کوئی بھی چیز متزلزل نہ کر سکی۔ بے رخی کی بھی آخر کوئی حد ہوتی ہے۔

یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ اِکْرَمْ عَلَی الْمُحِبِّیْنَ اٰمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۶۹ حضرت مخدوم صابر صاحبؒ کا رنگ فقر کی تاریخ کو دنگ کر گیا۔ ماشاء اللہ!۔ کسی بھی تاریخ نے آج تک اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں کیا۔ کہ کوئی تیری محبت کے نشے میں چُور ہو کر بغیر کچھ کھائے پیئے بارہ سال کسی درخت کی شاخ کو تھامے کھڑا ہو۔ یہ اعلیٰ درجے کا نمونہ انہی کو عنایت ہوا۔ مبادکاً مکرّماً مشرّفاً

منبعِ سِرّ نبوّت ہم ولایتِ حیدرؓی ۔ آفتابِ چشتیاں مخدوم صابر کلیریؒ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۷۰ محبت نے محب کی داد دی ۔ محب محبوب میں محو ہوا ، گویا خاک میں نور جلوہ گر ہُوا ، اور بشری صفات کا خاتمہ ہُوا ۔ خاتمہ بالخیر ۔ اسی طرح طیّب و مبارک محبت ہر محب کی داد دیا کرتی ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۷۱ اُونگھ ، نیند ، بھوک ، پیاس جاتی رہیں ۔

الحمد للحی القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۷۲ مینارۂ اصحابِ بدریّینؓ

یہ مینارِ اصحابِ بدریّینؓ ایک عزم ہے ۔ عزم بالجزم !

ایک عہد ہے — عہدِ صمیم !

ایک تاریخ ہے — بے مثل تاریخ

ایک داستان ہے — ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والی داستان !

ایک دُعا ہے — مقبول دُعا

ایک یادگار ہے — ابدی یادگار

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۷۳ کھانے کی چیز جہاں بھی ہو — کھانے والا پہنچ جاتا ہے — یا جہاں کھانے والا ہوتا ہے کھانا پہنچا دیا جاتا ہے — جیسے کیڑی !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱،۴ بڑے میاں! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'!

سنائیں کیا حال ہے؟ مدت سے ملاقات کو ترس رہے ہیں!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'! — میں آپ کے پاس آنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا، کہ آپ خود ہی آملے۔ کہنے لگے۔

"میں اپنی اسی پرانی دُھن میں نہ معلوم کدھر جا رہا تھا، کہ کسی نے مجھ کو بازو سے پکڑ کر فرمایا "ابے! کہاں جا رہے ہو؟ ٹھہرو، یہاں بیٹھو، میری بات غور سے سنو!"— ان کی آواز مجھ کو لے دے گئی۔ میرے دل میں ایسے اتری جیسے کہ تپتی ہوئی ریت میں بارش! اُنہوں نے مجھ سے صرف ایک بات کہی — کہ

"ابے تیرا اللہ، جس کی تلاش میں تو جنگل میں مارے مارے پھرتا ہے، تیرے پاس ہے۔ تو جہاں بھی ہو، تیرے پاس ہے۔ تیری کوئی بھی چیز، اور کسی بھی وقت تیرے اللہ سے اوجھل نہیں!"

یہ کہہ کر وہ رخصت ہوئے۔ اسی وقت میری جان! میرے دل کے حجابات اُٹھ گئے! وہ تھے میرے خضرِ راہ، جنہیں اللہ نے میری طرف بھیج کر مجھ پہ احسان فرمایا — جُوں جُوں میں ان کی اس کی بات پر غور کرتا گیا، مطمئن ہوتا گیا، مسرور ہوتا گیا، مخمور ہوتا گیا۔ اور ان کی یہ ایک بات میرے لیے ایک کتاب بن گئی، ماشاءاللہ! بلوغ المرام! لا ریب فیہ! دل کہنے لگا — میرا اللہ میرے پاس ہے۔ میری کوئی بھی چیز میرے اللہ سے اوجھل نہیں۔ میں جو کچھ بھی کہتا ہوں، سُنتا ہے۔ کرتا ہوں، دیکھتا ہے۔ سوچتا ہوں، جانتا ہے — یہ جان کر اور مان کر دل شرمندہ ہُوا، پشیمان ہُوا، نادم ہُوا، بیحد نادم۔ اگر زمین جگہ دے تو اس میں سما جاؤں۔ اللہ کے سامنے ایسی کلام کی، جو بالکل کرنے کے لائق نہ تھی۔ ایسے کام کیے جو کبھی نہیں کرنے تھے۔ اور ایسے ایسے خرافات و واہیات کا مرتکب ہُوا، کہ الامان الامان!

يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَنَا عَبْدٌ مُّذْنِبٌ ذَلِيْلٌ وَّ اَنْتَ رَبِّيْ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فَاعْفُ عَنِّيْ فَاِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ يَاعَظِيْمَ الْعَفْوِ يَانِعْمَ النَّصِيْرُ اٰمِين اٰمين!

تیرے سامنے اتنا بیباک؟ توبہ توبہ! ایسا شوخ؟ اللہ اللہ! ایسی کلام اور ایسے کام؟ یہ توبہ تھی جو میرے دل نے اپنے رب کے حضور میں حاضر ہو کر کی۔ سچّی بھی تھی اور پکّی بھی۔ پھر میرے اس محسن نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا — "ساری دُنیا جانتی ہے اللہ سب کے پاس ہے لیکن مانتی نہیں۔ جس کے جی میں جو آتا ہے، کہے جاتا ہے — کیے جاتا ہے۔ جیسے کہ کوئی سننے والا ہی نہیں اور دیکھنے والا ہے ہی نہیں۔ کسی کو کوئی پروا نہیں کہ اللہ ان کے اور وہ اللہ کے روبرو ہیں۔ اور یہ ہے حجابِ اکبر! جب تک یہ نہیں اٹھتا، کوئی حجاب کبھی نہیں اٹھتا"۔ پھر وہ میرے دل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اسی وقت دل یہ سوچنے لگا۔ قُرب ضروری ہے، جمال ضروری نہیں۔ شاید میں تاب نہ لا سکوں۔ میں ان کے، وہ میرے رُو برو ہیں، یہ میرے لیے کافی ہے"۔ یاحیّ یاقیّوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۷۵ بڑے میاں ذرا جوش میں آ کر فرمانے لگے — "میرا حال جو مدّت سے اور شدّت سے رحمت کا منتظر تھا۔ یکسر بدل گیا۔ جستجو اپنی منزل پہ پہنچ کر ختم ہوئی۔ ختم بالخیر۔ ایک نشہ آیا، جو کبھی نہیں اترتا۔ ہمہ اوقات ایک ہی حال میں طاری رہتا ہے — میرا اللہ میرے پاس ہے۔ کل کائنات کا خالق و مالک و والی و وارث میرے پاس ہے۔ یہ نشہ مجھے شب و روز مخمور کیے رکھتا ہے"!

بڑے میاں بیٹھے بیٹھے بے خود ہونے لگے۔ ابھر کر بولے — کسی شرابی نے ایسی شراب کب پی؟ نہ ہی کسی شراب میں ایسا نشہ ہے، ارے پینی کہاں سے تھی؟ ایسی شراب کسی میکدے میں ہے ہی نہیں! ارے کون پلاتا؟ کیا پلاتا اور کسے پلاتا؟ نہ ساقی نہ صبوحی! نہ میخوار نہ رند۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۷۶ مَعِیّت کا نشہ محویت کی اصل ہے۔ ایک بار چڑھ کر کبھی نہیں اترتا۔ قبر میں بھی نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۷۷ کئی کئی دن کھانے نہیں دیتا۔ پینے نہیں دیتا۔ سونے نہیں دیتا اور نہ ہی کچھ اور کرنے دیتا ہے۔ جیسے کہ اسے ان کی حاجت ہی نہیں ہوتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۷۸ مَعِیّت تام، معصیت تمام! ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۷۹ علم ایک وجود ہے
عمل ایک وجود ہے
جب دونوں وجود باہم متحد و متصل و مربوط ہوئے

معیّت

کا ظہور واردِ وجود ہوا،

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۸۰ الحمد للہ! ایک دن ہمیں بھی بڑے میاں نے اپنی **معیّت** کا شرف بخشا۔ کیسی کیسی عمدہ باتیں سنیں۔ کبھی کہتے: میرے اللہ! اسے بھوک لگی ہے کھانا کھلا دو۔ کبھی کہتے: فلاں چیز پلا دو! نیند آئی، سو جاؤں! غرضیکہ وہ چھوٹی بڑی حاجت اسی طرح طلب

کرتے۔ جب نماز کا وقت آتا، وضو کرتے اور نہایت خشوع وخضوع سے نماز
ادا کرتے ــــ ابھی میں پوچھنے ہی والا تھا، کہنے لگے۔ کہ نماز وسنّتِ مطہرّہ کا نور کسی مدہوش
کو بے ہوش نہیں ہونے دیا کرتا اولی یہ اس مضمون پہ ختم الکلام ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فالله خیر الرازقین

٣١٨١ ہر فیصلہ قدر کا ازلی فیصلہ ہے۔ بندہ ان دعووں سے باز نہیں آتا، ''میں کرتا ہوں، میں
نے کیا، میری تدبیر سے ہُوا''!
میری جان! کسی نے بھی کیا کرنا ہے؟ کارخانۂ قدرت میں کسی کو بھی کچھ کرنے کی مطلق
قدرت نہیں! جیسے ہو رہا ہے، ارادتِ ازلی ہی کے تحت ہو رہا ہے۔ واللہ باللہ تاللہ!
ماشاءاللہ!
اپنے رب کو جان ودل سے مان! دل کو ان خرافات سے خالی کر۔ اور زبان ایسے
دعوؤں سے گنگ! یاحیّ یاقیّوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فالله خیر الرازقین

٣١٨٢ حضرت عبداللہ بن برزی رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی اللہ بزرگ تھے۔ پیر وجمعرات کا
روزہ پابندی سے رکھا کرتے تھے۔ اَسّی سال کی عمر تھی۔ ایک آنکھ سے کانے تھے۔
سلیمان بن زیدؒ نے ان سے آنکھ کے جانے کا سبب پوچھا۔ آپ نے بتانے سے
احتراز کیا۔ یہ بھی پیچھے پڑ گئے۔ مہینوں گزر گئے۔ نہ وہ بتاتے، نہ یہ سوال چھوڑتے۔ آخر
ایک دن تنگ آکر فرمایا۔ سن لو۔
میرے پاس برزہ میں، جو دمشق کے قریب ایک شہر ہے، دو خراسانی آئے۔ اور
مجھ سے کہا کہ میں انہیں برزہ کی وادی میں لے جاؤں۔ میں انہیں وہاں لے گیا۔
انہوں نے انگیٹھیاں نکالیں، بخور نکالے اور جلانے شروع کئے۔ یہاں تک
تمام وادی خوشبو سے مہکنے لگی۔ اور ہر طرف سے سانپوں کی آمد شروع ہو گئی۔

لیکن یہ بے پرواہی سے بیٹھے رہے۔ کسی سانپ کی طرف التفات تک نہ کی۔ تھوڑی دیر گزری تھی، کہ ایک سانپ آیا، جو ہاتھ بھر کا تھا۔ اور اس کی آنکھیں سونے کی طرح چمک رہی تھیں۔ یہ بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے ـــ اللہ کا شکر ہے، ہماری سال بھر کی محنت ٹھکانے لگی۔

انہوں نے سانپ کو لے کر اس کی آنکھوں میں سلائی پھیر کر اپنی آنکھوں میں وہ سلائی پھیرلی۔ میں نے ان سے کہا، یہ سلائی میری آنکھوں میں بھی پھیر دو۔ انہوں نے پہلے تو بالکل انکار کر دیا۔ لیکن جب میں نے بہت منت سماجت کی تو بمشکل راضی ہوگئے۔ اور میری داہنی آنکھ میں وہ سلائی پھیر دی۔ اب جو میں دیکھتا ہوں تو زمین مجھے شیشے کی طرح معلوم ہونے لگی۔ جیسے اوپر کی چیزیں نظر آتی ہیں، ویسے ہی زمین کے اندر کی چیزیں بھی دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے اب مجھے کچھ دور ساتھ چلنے کو کہا، میں نے منظور کر لیا۔ وہ باتیں کرتے مجھے ساتھ لئے چلتے رہے۔ جب ہم کچھ دور نکل آئے تو دونوں نے اچانک مجھے بازوؤں سے پکڑ کر جکڑ لیا۔ میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیے۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنی انگلی ڈال کر میری آنکھ نکال کر پھینک دی۔ اور مجھے اسی طرح بندھا ہوا چھوڑ کر خود کہیں چلے گئے۔ اتفاقاً ایک قافلہ ادھر آنکلا۔ انہوں نے مجھے اس حال میں دیکھا، تو رحم کھا کر اس قید سے آزاد کر دیا۔ اور میں واپس چلا آیا۔"

(ابن عساکرؒ۔ تفسیر ابن کثیر اردو پ ۱۹۔ سورۂ نمل صـ۶۴-۶۳)

دورِ حاضر کی ترقی کے علمبردارو! ان کی ترقی کا حال بھی دیکھو! یقیناً تمہاری کوئی بھی ایجاد ان کی کسی بھی ایجاد کی ہمسری نہیں کر سکتی!

دیکھا ـــ جنگل کے زہریلے سانپ مطیع ہو کر ان کے حضور غلامانہ انداز میں حاضری دیتے۔ وہ سانپ جس کی آنکھیں سونے کی طرح چمکیلی تھیں، سب کا سردار تھا۔ اس کے زہر کا یہ عالم ہے کہ اگر جوش میں آکر پھونک مارے، تو گرد و نواح کے سبزے کو آنِ واحد میں بھسم کر دے۔ راکھ بنا ڈالے ـــ لیکن اپنے حاکم کا حکم سنتے ہی تعمیل کے لیے حاضرِ خدمت ہوا۔ کسی اور کو یہ جرأت ہو سکتی ہے۔ کہ ایسے زہریلے سانپ کی آنکھ میں سلائی

پھیر کر اپنی آنکھوں میں پھیر لے؟

اس واقعہ میں اہلِ بصیرت کے لیے بے شمار اسباق ہیں۔ مثلاً۔

- کسی کو کسی فیض کی۔ جس کا کہ وہ متحمل نہیں ہوسکتا۔ فرمائش نہیں کرنی چاہیئے۔
- جو کسی راز کو مخفی رکھنے کا اہل نہیں، اسے وہ راز کیسے بتایا جاسکتا ہے؟
- انہوں نے ان کی آنکھ ضائع کر کے "اخفائے راز" پہ وفا کا ثبوت دیا۔
- اگر وہ ان کی آنکھ ضائع نہ کرتے تو راز و نیاز کی دنیا میں تہلکہ مچ جاتا اور نہ اس بے چارے کو اس نعمت کی قدر ہوتی، اور نہ ہی وہ اسے محفوظ رکھ سکتا۔ کسی نہ کسی طرح جان سے مارا جاتا! اور افشائے راز کے جرم میں ان دونوں کی جانیں تلف کر دی جاتیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۸۳ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ٥ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ٥

"اور جو کوئی اپنے پروردگار کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا، اور اپنی خواہشات سے نفس کو روکا، پس تحقیق اس کے رہنے کی جگہ جنت ہے!"

(النّٰزعٰت :- ۴۰، ۴۱)

ف

طب میں حنظل نفس کی عین مخالفت ہے۔ حنظل بے شمار امراض کا علاج اور مطب "دار الحکمت" کا معمول ہے! ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۸۴ میووں کی دنیا میں حنظل کا اپنا ایک مقام ہے۔ جو خودی اسے حاصل ہے، کسی اور کو نہیں۔ سبحان اللہ! کس شان وشوکت سے تپلتی ہوئی ریت پہ ٹہک رہا ہے۔ کسی کو بھی دست درازی کی مطلق جرأت نہیں!

آموں کی طرح بازاروں میں بکنا اپنی شان کے شایان نہیں سمجھتا۔ اسے یہ ہرگز گوارا نہیں، کہ ہر کسی کا ہاتھ اس کی طرف بڑھے۔

شناسی نے حنظل کی تلاش میں صحرا نوردی کی۔ ایک نے پوچھا، میاں! اسے تو گیدڑ تک منہ نہیں لگاتے، تم اسے کیا کرو گے؟ اس نے کہا— ہر چیز کی ماہیت اور خاصیت کو ہر انسان نہیں سمجھ سکتا۔ اس میں کیا کچھ نہیں؟ انسانی صحت کے لیے یہ قدرت کا ایک عظیم عطیہ ہے

یہ آنکھوں کا انجن اور دانتوں کا منجن ہے۔

معدہ کا تریاق ہے۔ دافع درد معدہ، قبض کشا اور ویدان (کرم شکم) کا قاتل ہے

ورم جگر، سدّہ جگر اور یرقان میں عجیب التاثیر ہے۔

ورم گردہ، درد گردہ اور گنٹھیا میں معروف اطباّ کا معمولِ طب ہے مُدر حیض، پرسوتی عوارضات اور فسادِ خون میں مفید، خارش، برص، رسولی، ورم طحال، جلودھر (استسقاء)، ورم زوائد (اپنڈیکس) میں کثیر النافع اکسیر ہے۔

مناسب بدرقہ کے ہمراہ ماء العسل کے اضافہ سے ایک ماشہ اس تریاق کو استعمال کر کے دیکھو، اللہ کے فضل وکرم سے شافی پاؤ گے! ماشاء اللہ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۸۵ **حنظل** اپنی پرورش کے لیے مصنوعی آبپاشی کا محتاج نہیں ہوتا! ریگستان کے ٹیلے پہ اگتا اور دھوپ میں نشو و نما پا کر اپنی بیل کی آغوش میں مزے کی نیند سوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۸۶ سفوف حنظل، ایک سہل ترین نسخہ

سفوف جڑ تُمّہ ۵ تولہ قلمی شورہ تولہ پھٹکڑی ۵ تولہ نوشادر ڈنڈا ۵ تولہ تمام ادویہ سفوف بناکر بعداز غذا ۱ ماشہ ہمراہ بدرقہ ترجیحاً مع ماء العسل۔

لہسن کی تین تریاں کوٹ کر ایک پاؤ دودھ میں پکائیں، پھر اس میں شہد ملائیں اور پی لیں۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۸۷ کڑواہٹ حنظل کا جلال ہے، کسی جانور کو قریب پھٹکنے نہیں دیتا۔ ورنہ اگر خربوزہ کی طرح شیریں ہوتا، گیدڑ ستیاناس کر دیتے، کبھی پکنے نہ دیتے۔ اور تخلیق کا مقصد فوت ہو جاتا!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۱۸۸ اسی طرح آک، اسی طرح دھتورہ، اسی طرح نیم اور اسی طرح کچلا!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین،

۳۱۸۹ بگُو!! اوئے بگُو!

کیا تیری زندگی — اور کیا لینے تو دنیا میں آیا ہے؟ سارا دن خاک چھانی۔ دم بھر کے لیے بھی دوپہر کو نہیں سستایا۔ سستانا بھی کہاں تھا۔ تیرے آرام کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ اوڑک برآمدے کی دیوار کے سایہ میں بیٹھ کر دوپہر کاٹی پھر ساری شام اس پیٹ ہی کے دھندے میں مصروف رہا، لیکن پیٹ پھر بھی نہ بھرا۔ مرغ پلاؤ ہر کسی کی قسمت میں نہیں ہوتے نہ سہی۔ دال روٹی تو ہوتی؟ سوکھی روٹی کھا کر ابھی لیٹا ہی تھا، کہ باہر سے آواز آئی۔

"اوئے بگو! چلو میاں بلاتے ہیں!"

ھم خاک نشین تیری کس تقسیم پہ کیا اعتراض کی جرأت رکھتے ہیں؟

عیدو بے چارا سارا دن تپتی ہوئی دھوپ میں بکریاں چراتا رہا۔ شام کو گھر آیا۔ جتنا دودھ دوہا، میاں کو دے آیا۔ کسی بچے نے دودھ کی چھینٹ تک نہ چکھی!

میاں صاحب نے کبھی گھر سے باہر قدم نہیں رکھا۔ آج تک کبھی پیدل نہیں چلے۔

ہر فرد کی اپنی اپنی سواری ہے۔

عیدو! تیری قسمت میں کیوں ایسی چیزیں نہیں، میاں کے کیوں ہیں؟

اپنے رب سے پوچھ!

تیری ماں سوڈھے کی ایک بوتل کو ترستی دنیا سے رخصت ہوئی، میاں کا نانا تیرے دادا کا تولا تھا۔ تیری حالت کیوں نہ بدلی؟ تو نے تو جیسے تیری قسمت میں لکھا تھا، کاٹ لی۔ اپنے بچوں کی زندگی برباد مت کر۔ کہیں تیری طرح یہ بھی تیرے میاں ہی کے گولے نہ بنیں۔ ان کو مکتب میں بھیج۔ ان کا مستقبل مکتب میں ہے، غالیچہ بافی میں نہیں۔

عیدو! تجھے کیا پتہ، کہ مکتب تیرے ان بچوں کو کیا دے گا۔ خضر نصیب گر راہبر ہوا مسند پہ بٹھا دے گا۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۱۹۰۔ عیدو! وہ دیکھ کون آ رہا ہے! ننگے پاؤں، بدن پہ چیتھڑے لٹکائے، سر پہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے۔ گلی گلی بیچتا پھرتا ہے! یہ اپنی ماں کا سب سے پیارا بیٹا ہے! یہ دوسری جماعت میں ابھی چڑھا ہی تھا، کہ استاد نے ایک دن اسے ایک طمانچہ مارا، یہ اسی وقت دوڑتا ہوا ماں کے پاس گھر آیا، استاد کی شکایت کی۔ ماں اپنے "لال" کی شکایت سنتے ہی آگ بگولا ہو گئی۔ بھاگم بھاگ مکتب پہنچی، اور استاد پہ پل پڑی۔ تم کون ہوتے ہو میرے چاند کو مارنے والے! میں نے بچے کو پڑھنے کیلئے

مکتب میں بھیجا ہے، طمانچے کھانے کے لیے نہیں!"
اس کے بعد ماں نے اپنے اس لاڈلے کو جی بھر کے پیار کیا۔ گال سہلائے، گود میں بھرا! چوما چاٹا۔ اور پھر اس کو کبھی گھر سے باہر بھیجنا گوارا نہیں کیا! یہ وہی ماں کا چاند ہے، جو آج گرد و غبار میں لپٹا، جنگل سے روزانہ لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور دربدر بیچتا پھرتا ہے!
عیدو! اُدھر دیکھو، کس کی سواری آرہی ہے! کار کے پیچھے کاروں کا کارواں چلا آرہا ہے۔ لوگ تعظیم کے لیے بڑھ رہے ہیں!
ہاں، بچپن میں یہ اپنی ماں کو اپنا دشمن سمجھتا تھا۔ ماں نے کبھی لاڈ پیار سے اسے گھر نہیں بٹھایا۔ باپ بیچارے کو تو پتہ ہی نہ تھا، دن بھر کھیتوں میں رہتا۔ ہل پنجالی اور ڈھور ڈنگروں میں دن رات بسر کرتا۔ لیکن ماں نے اس پر کڑی نگرانی رکھی اور مکتب سے کبھی غیر حاضر نہ ہونے دیا۔ استاد کی جھڑکیاں، طمانچے اور ماں کی سختی پر کبھی سوچتا کہ یہ مظلوم ہے اور وہ بے رحم اور ظالم! لیکن آج اس سے پوچھو! کہ ان دونوں کی سختی اس کی زندگی سنوار گئی۔ اور علم نے اسے کمال تک پہنچایا۔
آدم زاد کی عزت و اقبال علم ہی کی بدولت ہے، عیدو! تجھے کیا پتہ، یہ سب مکتب کی کرامت ہے جس نے مکتب سے منہ پھیرا، گویا اس نے خوش نصیبی سے منہ پھیرا۔

الحمد للحی القیوم!

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۹۱۔ اسلامیات کی پی، ایچ، ڈی کا معلّم نصاریٰ؟

غیرت کا خسارا — ڈوب مرنے کا مقام!

نہ معلوم، کیوں تجھے اپنی دانش کی ناموس کا پاس نہیں! تیری دانش، جب تو اس کا پاسبان تھا —
پانی کے پیالے میں عرش و فرش کے مناظر کی امین تھی!

وما علینا الا البلاغ

الحمد للحیّ القیوم فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۹۲ پارسائی میزان میں کیا مقام رکھتی ہے ؟، مطلق نہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۱۹۳ ہر معاملہ فضل وکرم ہی کا محتاج ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۱۹۴ ایک قدر دان ایک لعل کی تلاش میں پھرتا پھرتا ایک جوہری کے پیش ہوا۔ اس نے کہا۔ ایک سال یہاں انتظار کر، پھر دوں گا! چنانچہ اس نے وہیں ایک سال قیام کیا۔

ایسے ہزاروں لعل ہر منڈی میں بکا کرتے ہیں، اور کوئی نہیں خریدتا!
یہاں تک کہ مفت میں بھی نہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۳۱۹۵ خاک کو خاک پہ خوبی سے شرف ہے۔
خسروِ خوباں سے خوبی طلب کر!
خاک کا یہ پتلا خوبی سے ہی خوب ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۹۶ اتنے بڑے شہر میں کسی بھی خوبی کی کوئی دکان نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۱۹۷ اے ہمنشیں!
کیا تیرا شہر، کیا اس کے بازار! کیا تیری دانش گاہ اور کیا اس کی سیاحت!

الحمد للحی القیوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۳۱۹۸ یقین سے سکون اور مہلت سے فیض ہے

وما علینا الّا البلاغ

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۳۱۹۹ قلم اقلیم کی فرمانروا

بزمِ کونین کی مدبّر

سرِّ حیات کی مفسّر

ہر نظام کی ناظم

تخلیق کا جزوِ اعظم

سلکِ مروارید

علم و عمل کی تمہید

صدفِ بحرِ عرفان

پیامِ حق کی ترجمان

کاشفِ رموزِ کائنات

بحرِ ذخّار کی شناور

گوہر تابدار کا مخزن

دُرِّ شہوارِ علم و فن

نقاشِ فطرت

صحیفۂ کائنات کا جلی حرف

مئے علم کا ظرف

اور راز و نیاز کے دفتر کی امین ہے۔

صدیوں بعد اللہ رب العالمین نے اپنی اس مخلوق کے بچوں کو قلم عنایت فرمائی!

مبارکاً مکرماً مشرفاً

قلم میدان میں اپنے جوہر دکھلائے گی۔

علم و حکمت اور عشق و رقّت کے عجیب و غریب ابواب اس قلم کی تحریر کے منتظر ہیں! ماشاءاللہ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیرالرازقین

۳۲۰۰ محبوب اپنے محب کی محبت کا قدردان ہے، یہاں تک کہ محب کے مرقد پہ حاضر ہونے والے کو بھی کبھی خالی نہیں پھیرتا!

وما علینا اِلّا البلاغ

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیرالرّازقین

۳۲۰۱ یقین لا — دل سے مان — تسلیم کر اللہ تیرا رب ہے!
اللہ تیرے ساتھ ہے! اور کافی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرالرّازقین

۳۲۰۲ تیرا عزم تقدیر — اور عزم بالجزم کن فیکون کی تفسیر ہے!

واللہ باللہ تاللہ ماشاءاللہ

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیرالرّازقین

۳۲۰۳ عقل سے مانگ کر تو دیکھ ہی لیا، اب رب سے مانگ کر دیکھ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیرالرّازقین

۳۲۰۴ کفر ایمان کی ضد ہے

کافر بھلا کبھی مومن کا دوست ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں! نہ دوست نہ خیر خواہ۔ ایمان و مومن، کفر و کافر سے بیزار ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۰۵ جس دانش کی داد دیتے نہیں تھکتے،

ایمان کی میزان میں کوڑی بھر وقعت نہیں رکھتی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۰۶ اے جانِ من! تو کیا جانے عزم کیا ہے؟

عزم مردانگی کا جوہر، میدان کی آبرو، اور مردانِ حق کا غیر فانی نشان ہے۔ تاریخ شاہد ہے تقدیر نے عزم کی موافقت کی۔ ہر عزم کی موافقت کی!۔ مومن نے قدر کی، اور قدر نے عزم کی موافقت کی۔ عزم کا مقام نہ فہم و ادراک میں آسکتا ہے، نہ سما سکتا ہے، اور نہ ہی کوئی عزم کے اس مقام کو جھٹلا سکتا ہے!

تقدیر نے جب دیکھا، وہ ٹلنے کا نہیں، خود بدل گئی۔

عزم اپنے مقام پہ ہمیشہ ڈٹا رہا! بال بھر جنبش نہ کھائی، یہاں تک کہ تقدیر نے عزم کے استقلال کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ جب بھی دیکھا کہ وہ کبھی بدلنے کا نہیں، اور کوئی بھی اسے بدل نہیں سکتا، عزم بالجزم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرائی، اور خود بدل گئی!

یہ تھی تیرے آبا کی داستان، جس کی بدولت وہ دنیا میں مکرم اور قیامت تک کے لیے زندہ ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۰۷-اور یہ بھی بتادوں، کہ وہ کیا تھے ؟
ہر مکتبہ فکر کی حدود و قیود سے بالا اور سیدھے سادھے بھولے بھالے مسلمان

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۰۸- اللہ کے سوا کسی سے بھی اور کسی قسم کی کوئی امید مطلق نہ رکھتے اور نہ ہی کسی ساز و سامان کے پابند ہوتے **توکلت علی اللہ**
جس بھی اکھاڑے میں اترتے، جھنڈے گاڑ دیتے۔
آپس میں موم اور کفار کے لیے لوہا ہوتے
ہماری طرح آپس میں کبھی دست و گریباں نہ ہوتے
فروعی مسائل کو مطلق اہمیت نہ دیتے
اکابر ہی کو اکابر کے مقام پر فائز فرماتے
ایک ہی نشست فیصلہ کن ہوتی، معاملات سلجھالیتے۔ سلجھتے نظر نہ آتے وہیں ٹھپ کر کے ملّی کاموں میں مصروف ہوجاتے! زندگی کا کوئی دم ضائع نہ کرتے القابات سے ملقب نہ ہوتے، نہ قطب بنتے نہ قلندر — جس حال میں اللہ رکھتا راضی رہتے، اور ان اوصافِ حمیدہ کی بدولت اللہ کی رحمت و برکت و فضل و کرم کے نزول کا مرکز ہوتے! **ماشاء اللہ لاقوۃ الّا باللہ**

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۰۹- ان کے جذبے کا عالم تاریخ کو مات کرنا۔
سواری نہ ہوتی، پیدل چل پڑتے! ناؤ نہ ملتی، دریا میں کود جاتے — خوف و خطر اور موت و حیات سے بے پرواہ ہو کر اللہ کے پُراسرار بندے **اللہ اکبر** کہتے ہوئے دریا میں کودنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ دنیا بھر کے دریا ان کی نظروں میں چلّو بھر پانی سے زیادہ وقعت نہ رکھتے، صحیح سلامت ساحل تک پہنچ جاتے

دریا کبھی ان کی راہ نہ روکتا، اور نہ ہی کسی کو ڈبوتا۔ جس گمنام راستے سے گذرتے، روشناسِ خلق ہو جاتا۔

ان کی آمد کا انداز ایسا نظر نواز ہوتا، کہ کبھی نہ بھولنے والی داستانیں مرتب ہوتیں۔ جدھر رخ کرتے تاریخ کے زرّیں باب رقم کرتے جاتے۔ ان کی گردِ راہ نئے دور کی تمہید اور نئی صبح کے طلوع کا پیش خیمہ بن جاتی۔ ان کے نقوشِ پا آنے والوں کی رہنمائی کرتے، اور گم گشتہ راہ ان سے منزل کا سراغ پاتے۔ ان کی جبین کی ہر سلوٹ کسی انقلاب کا عنوان ہوتی۔ ان کی گرد آلود پیشانی سے انسانیت کے روشن مستقبل کی جھلک نظر آتی!

مقصد سے انکی سنگت کی یہ رنگت تھی، کہ دریا تو دریا کوہ بھی ان کے سامنے پرِ کاہ سے زیادہ اہمیت نہ رکھتا۔ ان کا عزم ہر رکاوٹ کو کاٹ کے رکھ دیتا۔ ان کے جوش و جذبے کا یہ عالم ہوتا۔ کہ عالم انگشت بدنداں رہ جاتا۔ یہ وسیع ریگ زار ان کے جذبے کو سرد کرنے کی بجائے مہمیز کا کام دیتے۔ صحرا ان کے لیے ذرہ بن جاتا، اور وہ سیلِ بیکراں کی مانند راستے کی ہر رکاوٹ کو خس و خاشاک کی طرح بہاتے ہوتے منزل کی طرف گامزن رہتے، اور پھر ماشاءاللہ۔ کامیابی ان کے قدم چومتی۔ کامرانی خوش آمدید کہتی۔ رستے ان کی قدم بوسی کو سعادت سمجھتے۔ مقام ان کے قیام سے یمن و برکت پاتے! اور یہاں تک کہ منزل بھی خود ان کا استقبال کرتی!

ماشاءاللہ

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
ذات ملت کی کنیز رہتی! جب بھی مدمقابل آنے لگتی،
روند دی جاتی!
الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

۳۲۱۰ شہر کی کسی اونچی جگہ پہ کھڑے ہو کر دیکھ۔ اتنے بڑے شہر میں کوئی بھی دل اللہ رب العالمین کی طرف متوجہ نہیں۔

یا حیّ یا قیوم

کوئی ایک بھی دل تیری طرف متوجہ نہیں،
کوئی سودا بیچنے میں محو ہے، کوئی خریدنے میں مگن، گویا تو اے بادشاہوں کے بادشاہ! کسی کی طرف متوجہ نہیں۔
بندوں کا تیری طرف متوجہ ہونا.... تیرا بندوں کی طرف متوجہ ہونے کی بدولت ہے، ورنہ جب تک تو کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا کوئی کیوں کر تیری طرف متوجہ ہونے کی جرأت کر سکتا ہے؟

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

۳۲۱۱ شیطان　ابلیس ہے
ملعون ہے
مردود ہے
راندہ درگاہ ہے۔

لیکن

ارادتِ ازلی ہی کے تحت محوِ عمل ہے۔
شیطان کو حکم دیا آدم کو سجدہ کر، ارادتِ ازلی تھی سجدہ نہ کرے ورنہ شیطان مخلوق ہے، خالق کی نافرمانی کی کیسے جرأت رکھتا؟

شیطان
دوزخ اور جنت کی میزان ہے،

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

۳۲۱۲- بازار تو ہے ہی غفلت کا مقام اور بازاری دنیا کی غفلت امکانی بھی ہے اور فطری بھی، نماز میں بھی کوئی دل اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف مطلق متوجہ نہیں ہوتا اور نہ ہی ذکر و اذکار میں۔ نماز سے پہلے دل خیالات سے کلیتاً پاک تھا۔ جونہی نماز کی نیت باندھی، خیالات کا تانتا بندھ گیا۔ سب کے سب خرافات و واہیات۔

اور یہ روز ہوتا ہے
ہر نماز میں ہوتا ہے
نہ ہم نے کبھی اس پہ غور کیا
نہ ہی اسے دور کرنے کی کوشش کی
اور نہ ہی یہ سلسلہ ختم ہوُا
اگر ہم اپنی نماز میں اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوتے
یہ نماز معراج کا مقام رکھتی
یہ سنت اللہ ہے اور اس میں کبھی تبدیلی نہیں ہوئی
جسے بھی اللہ ملا نماز ہی میں ملا
محویت فی الصلوٰۃ بلوغ الی المرام ہے
نماز ادا ہوئی
فرض پورا ہوا
ثواب ملا
لیکن
جس طرح پڑھنے کا حق تھا پڑھی نہیں گئی
ورنہ صلوٰۃ کی برکات کا نزول ہوتا
ضرور ہوتا
نماز ہمیں ہر برائی اور بے حیائی سے روک دیتی
عشق و رِقّت کی رہنما بنتی۔

ستر سال میں کوئی بھی ایسی نماز کسی نے نہیں پڑھی۔
حالانکہ ہر روز پانچ بار پڑھی۔
یہ کیوں ایسا ہے؟
تیرے دل میں رحمٰن بھی ہے،
شیطان بھی
رحمٰن کیوں شیطان پہ غالب نہ آیا
کوئی صاحبِ علم وفضل اس ملی معمہ کا حل بتائے۔
هل جزاء الاحسان الا الاحسان
سرما کی نیم شب بیدار ہوکر گھنٹوں کھڑا رہا۔
دل جوں کا توں پتھر بنا رہا ذرا نرم نہ ہوا
اسی طرح
تسبیح کے شمار میں عمرِ عزیز گذر گئی۔
دل زبان کے خلاف رہا۔
دل سے مان۔
اللہ تیرا رب
اور اللہ ہی تیرا مطلوب و مقصود و معبود ہے۔
باقی تمام قلعے مسمار کر۔
بیشک اللہ تجھے ماسوا سے مستغنی اور بے نیاز کر دے گا۔
واللہ باللہ تاللہ ماشاءاللہ۔
الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

۳۲۱۳ شیطان کو لتاڑ کر ہی بندہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔ جسے شیطان نے لتاڑا، مارا گیا۔ زندگی کے میدان میں انسان و شیطان ہی کی بازی ہے۔

اور اسی میں ہار جیت کے اصطلاحی نام دوزخ اور جنت ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۱۴ جو محویت فلم دیکھنے والوں کو سینما ہال میں ہوتی ہے، نمازی کو نماز میں نہیں۔
کھیل کے سوا کوئی خیال دل میں مطلق نہیں آتا۔ یہاں تک کہ گرمی کا بھی
کوئی احساس نہیں ہوتا۔
یہ باتیں بڑے کام کی ہیں۔
اگر ہم نے اپنی موجودہ حالت کو نہ بدلا گویا کچھ بھی نہ کیا۔
جس حال میں آئے تھے اسی میں رہے۔اور اسی میں لوٹے۔
کیا ہمارا آنا، کیا ہمارا رہنا اور کیا لوٹنا !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۱۵ یکسوئی تیری نماز کا اہم ترین رکن ہے۔
جملہ اراکین کا سردار
اس کے بغیر اہتمام و قیام مطلوبہ رنگ نہیں لا سکتا۔
یکسوئی کی تلاش میں بن بھی ڈھونڈا من بھی
مکتب بھی خانقاہ بھی۔
تلاش دیوانگی ہے، جہاں خبر ملتی، جاتے۔ ہار کر بیٹھ جاتے تھوڑی دیر ستاتے پھر
کسی اور حل کی تلاش میں نکل پڑتے۔ اسی حال میں بال سپید ہوئے۔
زندگی جدوجہد ہے۔ جدوجہد جاری ہے، پوری آب و تاب سے جاری ہے۔
یہ جدوجہد اللہ ہی کے لیے ہے اللہ ہی کیلئے مطمئن رہ! بار ور ہوگی ضرور
ہوگی ماشاءاللہ

الحمد للحی القیوم فاللہ خیر الرازقین

۳۲۱۶ اللہ رب العالمین نے فرمایا۔
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ کَبُرَ مَقْتًا
عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (الصف۔۲-۳)
ترجمہ: اے ایمان والو ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناراضگی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔
ف۔ ہم سب شب و روز ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ کہتے سب کچھ ہیں کرتے کچھ بھی نہیں! کوئی کہتا ہے، میرا تیری دنیا میں جینا تیرے لیے ہے، کوئی کہتا ہے تیرے دین کے لیے۔ نہ کسی کا جینا اللہ کیلئے نہ دین کیلئے دنیا کے لیے ہے۔ اگر اللہ کے لیے ہوتا، یا اللہ کے دین کے لیے ہوتا ایک نمونہ ہوتا — قابلِ رشک نمونہ

ماشاءاللہ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۱۷ کوئی ترک کا لبادہ اوڑھ کر کیا دل کش نغمے گاتا اور دلوں کو لبھاتا پھرتا ہے تیری دنیا کی کوئی بھی چیز اور کوئی بھی منصب تیرے اس بندے کی نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ تیرے سوا، تیری قسم، ہر شے فانی، ناپائیدار اور ہیچ و بیکار ہے۔ اگر یہ سچ ہوتا —
تُو خدا کا ہوتا اور خدائی تیری

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

یاحیّ یاقیوم

۳۲۱۸ کوئی کہتا میرا مطلب و مقصود تو ہے۔ صرف تُو۔
اگر سچ ہوتا بھلا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے طالب کو
خالی پھیر دیتے؟ ہرگز نہیں۔
معلوم ہوا یہ باتیں سنی سنائی دھرائی جا رہی ہیں، دل سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔
اللہ رب العالمین خود فرماتے ہیں جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں، جو بالشت بھر آتا ہے میں گز بھر جاتا ہوں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۱۹ تیری دنیا میں تیرے وہ بندے، وہ پر اسرار بندے، جو تیرے سوا کسی کو بھی کسی خاطر میں کبھی نہ لاتے، آج کہیں نظر نہیں آتے۔ ان کے بغیر تیری دنیا کے کسی بھی بازار میں کوئی رونق نہیں اور نہ ہی کوئی چہل پہل ہے!

یا حیُّ یا قیّوم برحمتك استغیث

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۲۰ جب وہ لا الٰہ الاّ اللہ واللہ اکبر کہتے، اللہ کو سامنے پاتے۔ معیّت طاری ہو جاتی۔ اللہ تصدیق فرماتے (بے شک) کوئی الٰہ نہیں، مگر میں (اور میں) سب سے بڑا ہوں!
جب لاحول ولاقوّۃ الاّ باللہ کہتے (اس کے جواب میں) اللہ فرماتے ــــ اطاعت گذار ہُوا میرا بندہ اور نجات پائی میرے بندے نے۔ اور فرمانبردار ہوا۔ یا سپرد کر دیئے اس نے تمام کام اللہ کی طرف۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاحول ولا قوّۃ الاّ باللہ

جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے، جن میں سے معمولی بیماری غم ہے!

مصائب کے ستر دروازوں کا رخ اس کی طرف سے پھیر دیا جاتا ہے، جن میں سے ادنیٰ ترین فقرو فاقہ ہے۔

نیز فرمایا — جو شخص روئے زمین پہ یہ کہے —

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

تو اس کے سارے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں!

کیا یہ افسوس کا مقام نہیں، کہ ان کلماتِ طیّبات کی اتنی فضیلت جاننے کے باوجود بھی ہم اسے عمل میں نہیں لاتے؟

وَمَاعَلَیْنَا اِلاَّ الْبَلَاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۲۱ شہر کی کسی اونچی جگہ پہ کھڑے ہو کر دیکھو، اتنے بڑے شہر میں کوئی دِل اللہ رب العالمین کی طرف متوجہ نہیں! یاحیّ یاقیوم کوئی ایک بھی دل تیری طرف متوجہ نہیں۔

۔کوئی سودا بیچنے میں محو ہے، کوئی خریدنے میں — گویا توُ، اے بادشاہوں کے بادشاہ! کسی کی طرف متوجہ نہیں!

بندوں کا تیری طرف متوجہ ہونا، تیرا بندوں کی طرف متوجہ ہونے کی بدولت ہے۔ ورنہ جب تک تو کسی طرف متوجہ نہیں ہوتا کوئی کیونکر

تیری طرف متوجہ ہونے کی جرأت کرسکتا ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرالرّازقین

۳۲۲۲ شیطان ابلیس ہے

ملعون ہے

مردود ہے

راندۂ درگاہ ہے

لیکن — ارادتِ ازلی ہی کے تحت محوِ عمل ہے۔ شیطان کو حکم دیا — آدمؑ کو سجدہ کر! ارادتِ ازلی تھی، سجدہ نہ کرے ! شیطان مخلوق ہے! خالق کی نافرمانی کی کیسے جرأت رکھتا؟ شیطان دوزخ اور جنت کی میزان ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیرالرّازقین

۳۲۲۳ بازار تو ہے ہی غفلت کا مقام! اور بازاری دنیا کی غفلت امکانی بھی ہے اور فطری بھی! نماز میں بھی کوئی دل تیری طرف متوجہ نہیں ہوتا! اور نہ ہی ذکر و اذکار میں

یاحیّ یاقیّوم برحمتکَ استغیث

نماز سے پہلے دل خیالات سے کلیتاً پاک تھا، جونہی نماز کی نیت باندھی، خیالات کا تانتا بندھ گیا۔ خرافات واہیات - اور یہ روز ہوتا ہے

ہر نماز میں ہوتا ہے۔

نہ ہم نے کبھی اس پہ غور کیا، نہ ہی اسے دور کرنے کی کوشش کی! اور نہ ہی یہ سلسلہ ختم ہُوا!

اگر ہم اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوتے

یہ نماز معراج کا مقام رکھتی

یہ سنت اللہ ہے۔ اور اس میں کبھی تبدیلی نہیں ہوئی !

جسے بھی اللہ ملا — نماز ہی میں ملا۔

محویت فی الصلوٰۃ بلوغ الی المرام ہے !

نماز ادا ہوئی، فرض پورا ہوا، ثواب ملا، لیکن —— جس طرح پڑھنے کا حق تھا، پڑھی نہیں گئی ورنہ صلوٰۃ کی برکات کا نزول ہوتا! ضرور ہوتا!

نماز ہمیں ہر برائی اور بے حیائی سے روک دیتی،

عشق و رقّت کی راہنما بنتی

ستّر سال میں کوئی بھی ایسی نماز کسی نے نہیں پڑھی، حالانکہ ہر روز پانچ بار پڑھی! یہ کیوں ایسا ہے ؟

تیرے دل میں رحمان بھی ہے، شیطان بھی

رحمٰن کیوں شیطان پر غالب نہ آیا ؟ کوئی صاحب علم و فضل اس ملی معمہ کا حل بتائے !

ھل جزآء الاحسان الا الاحسان

سرما کی نیم شب بیدار ہوا، گھنٹوں کھڑا رہا، دل جوں کا توں پتھر بنا رہا۔ ذرا نرم نہ ہوا۔

اسی طرح تسبیح کے شمار میں عمر گذری،

دل نے زبان کی تائید نہ کی !

دل سے مان !

اللہ تیرا رب، اور

اللہ ہی تیرا مطلوب و مقصود و معبود ہے۔

اپنے رب کی طرف رجوع کر! بیشک اللہ تجھے ماسوا سے مستغنی و بے نیاز کر دے گا!

واللہ باللہ تاللہ ماشاء اللہ!

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۲۴ شیطان کو لتاڑ کر ہی بندہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے! جسے شیطان نے لتاڑا، مارا گیا! زندگی کے میدان میں انسان و شیطان ہی کی بازی ہے — اور اسی میں ہار جیت کے اصطلاحی نام دوزخ اور جنت ہیں!

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۲۵ جو محویت فلم دیکھنے والوں کو سینما ہال میں ہوتی ہے، نمازی کو نماز میں نہیں۔ کھیل کے سوا کوئی خیال دل میں مطلق نہیں آتا! یہاں تک کہ گرمی کا بھی کوئی احساس نہیں ہوتا!
یہ باتیں بڑے ہی کام کی باتیں ہیں!
اگر ہم نے اپنی موجودہ حالت کو نہ بدلا، گویا کچھ بھی نہ کیا! جس حال میں آئے تھے، اسی میں رہے، اور اسی میں لوٹے
کیا ہمارا آنا، کیا ہمارا رہنا، اور کیا لوٹنا؟

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

۳۲۲۶ یکسوئی تیری نماز کا اہم ترین رکن ہے!
جملہ اراکن کا سردار
اس کے بغیر اہتمام و قیام مطلوبہ رنگ نہیں لا سکتا۔ یکسوئی کی تلاش میں بن بھی ڈھونڈا، من بھی، مکتب بھی، خانقاہ بھی! تلاش دیوانگی ہے، جہاں خبر ملتی جاتے، ہار کر بیٹھ جاتے، تھوڑی دیر سستاتے، پھر کسی اور حل کی تلاش میں نکل پڑتے — اسی حال میں بال سفید ہوئے — میرے بھی اور تیرے بھی۔ زندگی جدّو جہد ہے — جدوجہد جاری ہے — پوری آب و تاب سے جاری ہے

یہ جدّو جہد اللہ کے لیے ہے — اللہ ہی کے لیے مطمئن رہ ! بارور ہوگی، ضرور ہوگی ! ماشاءاللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۲۷ اللہ ربُّ العالمین نے فرمایا:-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ٥

کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ٥

"اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو، جو کرتے نہیں!

اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناراضگی کی ہے کہ ایسی بات کہو، جو کرو نہیں!

(الصف:- ۲، ۳)

فؔ:- ہم سب شب و روز ایسی باتیں کہتے ہیں، جو کرتے نہیں، کہتے سب کچھ ہیں، کرتے کچھ بھی نہیں!

کوئی کہتا ہے، میرا تیری دنیا میں جینا تیرے لیے ہے! کوئی کہتا ہے تیرے دین کے لیے ہے،

نہ کسی کا جینا اللہ کے لیے، نہ دین کے لیے۔ میری جان ! اگر اللہ کے لیے ہوتا، یا اللہ کے دین کے لیے ہوتا، ایک نمونہ ہوتا — قابلِ رشک ماشاءاللہ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۲۸ کوئی ترک کا لبادہ اوڑھ کر کیا دلکش نغمے گاتا اور دلوں کو لبھاتا پھرتا ہے تیری دنیا کی کوئی بھی چیز، اور کوئی بھی منصب تیرے اس بندے کی نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتا، تیرے سوا تیری قسم ہر شے فانی، ناپائیدار اور ہیچ و بے کار ہے۔ اگر یہ سچ ہوتا، تو خدا کا ہوتا۔ اور خدائی تیری،

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۲۹ یاحیُّ یاقیّوم

فیصل آباد کے چک ۱۳۲ رکھ برانچ میں مقیم ولی محمد بن وزیر خان نے کہا، کہ وہ رات اپنے کھیتوں کو پانی دے رہا تھا، اس نے دیکھا، ایک کالی چادر نکّے کے پاس پڑی ہے۔ جب وہ اسے اٹھانے کے لیے آگے بڑھا، تو ناگ نے، جسے وہ چادر سمجھ رہا تھا، اس کے پاؤں پہ ڈنک مارا۔ اس کے بیان کے مطابق اسے یوں محسوس ہوا، کہ اس کی ٹانگ دہکتی ہوئی آگ بن گئی۔ اس کے منہ سے بے ساختہ زور سے نکلا۔

"یاحیُّ یاقیّوم"

اسی وقت اس کی زہر ختم ہوگئی۔

ولی مُحمّد بالکل ہی ان پڑھ کسان ہے۔ ذکر الٰہی میں یاحیّ یاقیوم سنا کرتا اور ہمیشہ کہتا، کہ لوگ زیادہ پڑھتے ہیں۔ ساریاں ناماں وچوں چنگا نام ہونا اے"۔ صبح اس نے اپنے پاؤں پہ زخم دکھایا اور تندرست کام کرتا رہا۔ ماشاء اللہ۔

یاحیّ یاقیوم! واللہ اعلم بالصّواب

ولی محمد نے سچ کہا، ہم نے اس کی تصدیق اس حدیث سے کی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو کھانا کھائے یا کوئی چیز پیئے، تو کہہ:-

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ!

"اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی عزت کی قدرت کی اس چیز کی تکلیف سے جو اس میں ہے"۔

خوب سمجھ لے۔ اس کے ساتھ تجھے کوئی بیماری نہیں پہنچے گی!

(کنز العمال الجزء الثامن صفحہ ۵ شمار ۹۳)

۳۲۳۰ جب کوئی کہتا ہے "کہ وہ کون ومکان کی ہر شے سے مستغنی و بے نیاز ہو کر تیری طرف آیا ہے"۔ سننے والے ہنستے ہیں!

ہر شے سے دست بردار ہونے والوں میں سے تو تم ہو ہی نہیں! ایک سوئی تک سے بھی دست بردار نہیں!

ہم نے اللہ کی ذات وصفات کو سمجھا ہی نہیں، کہ اللہ مالک السمٰوٰت والارض رب العرش العظیم اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے، اگر اس کے لیے اس کا کوئی بندہ ایک سوئی پیش کرے، بیشک اس کا بدلہ پہاڑ کی مانند پائے ـــــ جو بھی چیز اللہ کی راہ میں دی جاتی ہے، اللہ کے ہاں امانت ہوتی ہے، اللہ کے ہاں امانت ہوتی ہے ـــــ جیسے زری زربفت محبوبِ الٰہی سلطان نظام الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی ٹوپی ـــــ یا اس گھسیارے کا کھرپہ!

اے میرے دوست!

اللہ کے طالب اللہ کے سوا کسی بھی شے کے مطلق طالب نہیں ہوتے، اور نہ ہی کسی سے کسی بھی قسم کا کوئی واسطہ رکھا کرتے ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۳۱ کوئی کہتا ـــــ میرا مطلوب ومقصود تو ہے، صرف تو!

اگر یہ سچ ہوتا! بھلا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے طالب کو خالی پھیر دیتے؟ ہرگز نہیں ـــــ معلوم ہوا، یہ باتیں سنی سنائی دہرائی جا رہی ہیں! دل سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں! اللہ رب العالمین خود فرماتے ہیں، جو میری طرف چل کر آتا ہے، میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں ـــــ جو بالشت بھر آتا ہے، میں گز بھر جاتا ہوں!

الحمد للحیّ القیّوم!

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۳۲ جسے راضی کرنا تھا، اسے تو کیا نہیں، ماسوا کو کیا تو کیا کیا؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۳۳ ان دعووں سے تو کوئی بھی کبھی راضی نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس دعوے میں رضا کی اُمید ہے — یہ کہہ :-

انا عبدٌ مذنبٌ ذلیلٌ وانت ربّی ذوالجلال والاکرام! فاعف عنّی فانّك عفوٌّ کریمٌ یا عظیم العفو یانعم النّصیر!

اٰمین اٰمین

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۳۴ میں کھٹائی نہیں کھاتا، مجھے حکیم نے منع کیا ہُوا ہے! حکیم کی ممانعت کا اتنا پاس ہے اور اللہ خالق المعبود کی کسی بھی ممانعت کی کوئی پروا نہیں! — غور کا مقام ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۳۵ التلبیس من الابلیس

کسی بھی قسم کا بہروپ مت دھار، کبھی مت دھار

ناظرین تذلیل کرتے ہیں، تجھے پاس نہیں، اور احساس نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۳۶ شربت روشن

مشروبِ ضیا پاش کی تلاش کر — ویسے تو مشروبات سے بازار اٹے پڑے ہیں، کہیں سے شربت روشن کی بوتل لا، جیسے وہ لائے تھے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۳۷ یہ شربت بازاروں میں نہیں ملا کرتا۔ کہیں کسی کے پاس ہوتا ہے، جس کے پاس ہوتا ہے، اس کا کسے پتہ نہیں ہوتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۳۸ شربت روشن کے عطار کا ملنا اتنا ہی مشکل ہے، جتنا آبِ حیات کا چشمہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۳۹ اول تو عطار کا ملنا ہی مشکل ہے، مل جائے تو اس سے لینا بھی تیرے میرے بس کی بات نہیں — اتنا ہی مشکل ہے، جتنا چڑیوں کا دودھ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۴۰ اگر خسروانہ انداز میں آکر دے بھی دے، تو پی کر متحمل ہونا جنے گنے کا کام نہیں — عزم الامور ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۴۱ تائیدِ ربانی الہام ہی کی ایک قسم ہے، جو قیامت تک دنیا میں جاری رہے گی۔ اور کائنات کے جملہ امورِ جلی و خفی تائیدِ ربانی ہی کے تحت محوِ عمل ہیں

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۴۲ خصلت کی کمی کو کثرت پورا نہیں کر سکتی ـ کسی بھی خصلت کی
کمی کو کوئی کثرت کبھی پورا نہیں کر سکتی !
خصلت پیدا کر کثرت کوئی چیز نہیں !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۴۳ قال اللہ تعالیٰ عزّوجلّ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ (اٰلعمران ۱۰۲)
اے ایمان والو ! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ـ جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے !

اللہ سے کون ایسے ڈرتا ہے جیسے کہ ڈرنے کا حق ہے ؟ کوئی بھی نہیں ! اتنا بھی نہیں ، جتنا زید سے بکر ـ اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجل ذوالجلال والاکرام ربّ السّمٰوات والارض ورب العرش العظیم ہر جا ، ہر وقت ہر کسی کے پاس وساتھ ہیں ـ لیکن کوئی بھی اسے نہ حاضر مانتا ہے نہ ناظر ! ہم صرف جانتے ہیں اللہ حاضر و ناظر ہے ـــ مانتے مطلق نہیں ! اگر مانتے ہوتے ، کسی بھی قسم کی کوئی برائی کبھی نہ کرتے ـ خرافات وواہیات سے اجتناب کرتے ـ بت کی مانند دست بستہ حکم کے منتظر رہتے ـ کسی بھی حال میں کبھی بے تکلف نہ ہوتے ـ من مانی ایک بھی نہ کرتے ـ خدائی حکم کے پابند ہوتے ـ

اور اگر ایسے ہوتے ، اللہ اکرم الاکرمین بھی تجھ پہ اپنے فیض کے دروازے کھول دیتے ـ تیری قدر کرتے ، تجھ سے ہمکلام ہوتے تیری حمایت کرتے ـ اور اے جانِ من !

تو کیا جانے ، کہ اللہ کی حمایت کا کیا مقام ہے ـــ تیرے اللہ بادشاہوں کے بادشاہ تجھے ماسوا سے بے نیاز فرما دیتے ـــ یہاں تک کہ ـــ علم و حکمت کے چشمے تیرے سینے سے جاری کرتے ! یاحیّ یاقیّوم !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۴۴ اگر لبیے نہ کہتے اکرم الاکرمین کیونکر کہلاتے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۴۵ اللہ کرے، تیرے دل سے قطبیت کا جنون نکلے!
ایک شہر میں پچپن قطب نکلے، جب کہ ایک اقلیم میں ایک ہونیکی خبر ہے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۴۶ اللہ سے بہتر اور کس کی بات ہو سکتی ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۴۷ اللہ کے حکم کے سامنے کسی کی بھی اور کوئی دلیل کیا معنی رکھتی ہے؟ مطلق نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۴۸ اللہ تبارک وتعالیٰ، رب العالمین، رب السموات والارض،
رب العرش العظیم فرماتے ہیں۔

۱۔ اُدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً (البقرہ :- ۲۰۸)
"اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔"

۲۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا
(آل عمران :- ۱۰۳)
"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور فرقوں میں
مت بٹو"

۳- وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ

(آل عمران :- ۱۳۹)

اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم سچے مومن ہو!

اپنا جائزہ آپ لیں

کیا ہم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہیں ؟

کیا ہم نے اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑا ہوا ہے ؟

کیا ہم فرقوں میں بٹے ہوئے نہیں ؟

مسلمانانِ عالم!

قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ پہ متحد ہو— دنیا کی سب طاقتیں مل کر بھی تمہارے سامنے کوئی طاقت نہیں۔ مطلق نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۴۹ متحد ہو— بے شک اتحادّ ملت کی جان ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۵۰ اتحاد وقت کی اہم پکار ہے — اگر آخری بھی کہیں تو بیجا نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۵۱ اگر ھم نے اس پکار کو نہ سُنا . . . .

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۵۲ اتحاد کی مخالفت — اسلام کی مخالفت ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۵۳ اتحاد قوت ہے، ہر قوّت پہ غالب قوت! ماشاءاللہ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۵۴ اللہ ایک
رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک
قرآن کریم ایک
دین ایک
قبلہ ایک
نفع ایک
نقصان ایک
پھر ہم کیوں ایک نہیں؟

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۵۵ عنایتِ ربانی نہ نسب پہ موقوف ہے نہ کسب پہ — نصیب پہ ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۵۶ امارت، کِبر کی چادر اوڑھے ہوئے ہوتی ہے۔ حالانکہ ہر قسم کی کبریائی اللہ رب العالمین جل جلالہٗ ہی کے لیے لائق و سزاوار ہے!
غریب عجز و نیاز کی چادر میں ملبوس امیر کا تختۂ مشق ہوتا ہے۔
امیر کبھی عاجز نہیں ہوتا، اور غریب کبھی متکبّر نہیں ہوتا،
عجز و کبر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

عجز مقام قرب اور کبر مقام بُعد ہے
عجز مردود نہیں ہوتا — کبر مقبول نہیں ہوتا
عجز رحمت اور کبر زحمت ہے، عجز رحمت کا منتظر اور کبر بلا کا!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۵۷ عجز کا جو مقام غریب کو ورثہ میں ملا، امیر کو چالیس سالہ زُہد میں بھی حاصل نہیں ہوتا!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۵۸ دولت کے نشے نے امیر کی عقل پہ بالکل ہی پردہ ڈالا ہوا ہے — ورنہ امیر سے بودی اور کوئی مخلوق نہیں!
کاش! غریب کو اپنے مقام کی خبر ہوتی! ہائے کیا ہی خوب ہوتا، اگر علم دار ہوتا

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۵۹ رات کو اکیلے باہر نکل کر تو دکھلا! — جب تک چار پہریدار ساتھ نہ ہوں دہلیز سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۶۰ سرما کی نیم شب میں جسم کو چیرنے والی جگر خراش برفانی ہواؤں کے طوفانی جھکڑ میں کماد کو نہر کے پانی سے سینچنا غریب ہی کا کام ہے! اسی طرح — ریت کے ٹیلے پہ گرما کی تپتی ہوئی دوپہر میں تربوز کی نگہبانی!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۶۱ غریب امیر کی وہ ضرورت ہے، جس کے بغیر اس کی ضرورت پوری

نہیں ہوسکتی۔ لیکن امیر کو غریب کی ضرورت کا نہ پاس ہے، نہ احساس!
اگر غریب نہ ہوتا، دنیا میں کوئی امیر نہ ہوتا، اگر ہوتا — تو بے کیف!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

۳۲۶۲ آتے ہوئے تو روتا تھا، لوگ ہنستے تھے۔
جاتے ہوئے لوگ روتے ہوں — تو ہنستا ہو!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۶۳ آنے پر لوگوں نے تیری ماں کو مبارک دی،
جانے پر فرشتے تیرے شیخ کو دیں
کس دھوم سے آیا اور کس شان سے رخصت ہوا!
مبارکاً، مکرّماً، مشرّفاً

۳۲۶۴ اے ابنِ آدم! — یہ ہے تیری منزل، اس منزل کو حاصل کر!

وما علینا الّا البلاغ
الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۶۵ اللہ کے لیے، صرف اللہ ہی کے لیے کون کسی کا دوست ہے؟ دنیا، دنیا ہی کے دوستوں سے بھری پڑی ہے۔
اللہ کے لیے ایک دوستی، ایک داستان کا مقام رکھتی ہے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین

۳۲۶۶ یہ کہہ — میرے مولا! میں تیرا وہ طالب ہوں، جس کی کوئی طلب نہیں، مطلق نہیں، نہ ہی کوئی جستجو و تمنا ہے! میرا تیرے خیال میں

محو و منہمک رہنا ہی میرے لیے کافی و وافی ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۶۷ اللہ کے چنے ہوئے بندوں کو اللہ کے سوا کوئی دوسرا کیسے جان سکتا ہے! اللہ کا انتخاب امرِ باطن ہے۔ اور باطن کبھی ظاہر نہیں ہوتا— بندوں کے چنے ہوئے بندے ہی بندوں میں مشہور ہوتے ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۶۸ اگر خدائی انتخاب مخلوق کے فہم و اِدراک میں آسکتا، کوئی راز سربستہ نہ رہتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۶۹ ایک اصل سو نقل میں ملی جُلی ہوتی ہے، اور ہر نقل پہ اصل کا گمان ہوتا ہے— بظاہر اصل و نقل میں قطعی کوئی فرق نہیں ہوتا— حقیقتاً زمین و آسمان کا ہوتا ہے— اور وہ دل کا ہوتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۷۰ دیکھنے میں کچھ بھی نہیں— لیکن سننے میں—
کسی کے حضرت آدم علیہ السلام کا،
کسی کے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا
کسی کے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا
کسی کے حضرت جبریل علیہ السلام کا
کسی کے حضرت میکائیل علیہ السلام کا— اور
کسی کے حضرت اسرافیل علیہ السلام کا دل ہے۔ ماشاءاللہ! سبحان اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۷۱ کشتہ فولاد کا مشہور قدیم مروجہ طریق ہے۔کہ ـــ

براده فولاد کو سرکہ میں تر کر دو۔جب خشک ہو جائے ،پھر اسے لیموں کے پانی سے تر کر دو۔جب پھر خشک ہو جائے ، تو تیسری اور آخری بار انار کے پانی سے تر کرو۔کشتہ تیار ہے۔

وضاحت خشک ہونے کا یہ مطلب یہ نہیں کہ بار بار دھوپ میں اُلٹ پلٹ کر کے خشک کیا جائے۔ ایسے تو شام تک خشک کیا جا سکتا ہے ـــ خشک ہونے کا مطلب یہ ہے، کہ برادہ فولاد کو سرکہ میں تر کر کے چند دن اسے کسی چیز سے لکڑی ہو یا لوہے کی، دن میں دو چار مرتبہ ہلاتے رہیں۔جب سرکہ فولاد میں گھُل مل کر معجون کی شکل اختیار کر لے ، پھر اسے بالکل نہیں ہلانا ، ایک جگہ آرام سے پڑا رہنے دیں۔ اس کی سطح پہ ایک موٹی تہہ بن جائے گی۔اس سے اوپر کی گرمی اندر جائے گی اندر کی گرمی باہر نہیں جا سکتی ، اور اس گرمی کے جوش نے فولاد کے جگر کو گھائل کر کے اکسیر بنا دینا ہے ـــ کوئی صاحبِ علم وفضل و حکمت اس وضاحت کی تائید یا تردید فرما کر طب پہ احسان فرمائیں

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۷۲ انسان کے سینہ کا مقام لوحِ محفوظ اور طورِ سینا کی مانند ہے۔ سینہ مکدّر ہے۔جب تک کدورت سے کلیتاً پاک نہیں ہوتا ، اپنے مقام کو نہیں پا سکتا۔ طورِ سینا پہ نور کی جو جھلک حضرت سیدنا موسٰی کلیم اللہ علیہ السلام نے دیکھی ، وہی نور کی جھلک اللہ کے مقبول بندوں پہ بھی ظاہر ہو سکتی ہے، اور ہوا کرتی ہے۔

حضرت بُو علی شاہ قلندر پانی پتیؒ جب تمام علائق سے منقطع ہوتے، محوِ حق ہوئے، وجدانی عالم میں فرماتے ـــــ نور کی ایک تجلّی طور پہ پڑی، طور جل گیا حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ ایسی تجلی روز میرے دل پہ وارد ہوتی ہے۔

ف :۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی شان کا شرف و برکت ہے طور جل کر کوئلہ نہیں بنا، کاجل بنا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۷۳ باطن کی آنکھ بلند سے بلند مقام کو اپنے مشاہدہ میں لانے کی متحمل ہوتی ہے۔ تحت الثریٰ سے عرشِ کبریا تک۔

ماشاءاللہ لاقوّۃ الاّ باللہ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۷۴ جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عشقِ الٰہی کی تمہید ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۷۵ کسی چیز کا کسی وقت ظاہر ہو کر نابود ہو جانا معدوم کہلاتا ہے۔ اور کسی معدوم کا ظاہر ہو جانا آفرینشِ قدرت۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۷۶ جن منازل سے گزر کر گنے سے گڑ اور مٹی سے گھڑا بنتا ہے، اسی طرح حیوان سے انسان اور انسان سے بشر بنتا ہے۔

الحمد للحی القیوم فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۷۷ ریاضی اسلام کا فنِ اولیٰ، مسلمان کی میراث اور نظامِ کائنات کے اسرار و رموز کی وہ کلید ہے، جس کے بغیر "توحید و رسالت"، کے مقام کو کما حقہٗ نہیں سمجھا جا سکتا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۷۸ صفر ریاضی کا ستون ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۷۹ ریاضی کے جملہ ابواب اکائی اور صفر کی جمع و تفریق اور ضرب و تقسیم پر مشتمل ہیں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۸۰ جو مصروفیت تجھ کو تیرے اللہ سے دور کر دے، مذموم ہے۔ ترک کر!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۸۱ علم عالم سے عمل کا مطالبہ کرتا ہے ــ اپنے علم پہ عمل کر! جو ظاہری علم پہ عمل نہیں کر سکتا، باطنی علم کا کیونکر متحمل ہو سکتا ہے؟ موجودہ علم پہ عمل کر، مطلوبہ علم عنایت ہو گا۔

ماشاء اللہ لاقوّۃ الاباللہ

اسرار و رموز کا ہر کوئی کیسے متحمل ہو سکتا ہے؟ حضرت منصور حلاّج قدس سرّہ العزیز تک نہ ہو سکے!

ظاہری علم میں نفاق کو اور باطنی میں غیریت کو کوئی مقام حاصل نہیں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۸۲ ساری عمر دین کی راہ میں جدوجہد کی، دل کی حالت جوں کی توں رہی۔دل اپنے مقام پر چٹان کی طرح ڈٹا رہا۔

ہر شے بدلی، دل مطلق نہ بدلا۔جس حال میں تھا، اسی میں رہا! جب تک تیرا دل نہیں بدلتا، تیری جدّوجہد کیا گُل کھلا سکتی ہے؟ اور کیا رنگ لا سکتی ہے؟ — جبّہ و دستار چہ معنی دارد؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۸۳ یہ دل سوتا ہے، گویا مردہ ہے۔اسے بیدار کر، جیسے بھی ہو سکے، ضرور کر!

الحمد للحیّ الرازقین

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۸۴ کس بے فکری سے پاؤں پسارے پڑا ہے! عقلمند بن! ایک بار کہنے سے اٹھ کھڑا ہو! ورنہ دوسری طرح اٹھانا پڑے گا۔اب تم بالکل سو نہیں سکتے — اور یہ سونے کا مقام بھی نہیں۔

دوسری طرح کیسے؟— اس کے بتلانے کی کیا ضرورت! اگر تم اسی طرح یہاں پر سوتے رہے، خود دیکھ لینا!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۸۵ اپنے شب و روز کا محاسبہ کر!

ہماری زندگی سیدھی راہ پہ نہیں، خوش گوار بھی نہیں!

آ— تجھ کو تیری زندگی کے وہ گوھر، جس کے بغیر کسی کی بھی کوئی

زندگی کوئی زندگی نہیں، اگرچہ مسند نشین ہو، بتاؤں!
کسی خصلت کو عزم بالجزم سے اپنا، یہاں تک کہ تو اس خصلت کا صاحبِ حکم ہو! ماشاءاللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۸۶ کسی برائی و بے حیائی کو قطعی ترک کر، پھر جیتے جی کبھی اس کے نزدیک مت پھٹک یہاں تک، کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے احسان و کرم سے تجھ کو اس کا صاحبِ حکم حاکم مقبول فرمائے! آمین!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۸۷ کوئی عمل اختیار کر! پھر اسے کبھی باطل مت کر، ترک عمل ابطالِ عمل ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۸۸ عمل تیرا وہ ہمنشیں، مونس و معاون اور دنیا و آخرت کا ہمدم ہے، جو دم بھر کے لیے بھی کبھی جدا نہیں ہوتا۔ تیرا کوئی عمل اے میرے نوجوان! کبھی باطل نہ ہو! جو اسے باطل کرنے لگے، اسے باطل کر دے۔ خود کبھی نہ ہو۔ عمل تیری زندگی کی زرہ بکتر اور وہ ڈھال ہے، جس کے بغیر تو زندگی کے میدان میں کیا جو ہر دکھا سکتا ہے! اللہ تجھ کو "قوی العمل" عنایت کرے۔ عمل انسان کا وہ زیور ہے، جس کے بغیر وہ قطعی نہیں سجتا!

وَمَا علینا اِلاَّ البلاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۸۹ یہ زندگی کا میدان مَردوں کا اکھاڑا ہے، بازیچۂ اطفال نہیں ابنا! میرے

نوجوان! تیرے گھوڑے کی گردن سے آگے کوئی گردن نہ ہو۔ اور نہ ہی جیتے جی تجھے کوئی جیت سکے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۹۰ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ ط،

قبر کا عذاب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ مردے کی چیخ و پکار انسان و جنات کے سوا ہر شے سنتی ہے اگر انسان سن لیں، مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دیں۔

معمولی عذاب یہ ہے کہ جیسے کسی کو ننگے پاؤں تپتی ہوئی توی پہ کھڑا کر دینا۔ قبر کا اتنا تنگ ہو جانا، کہ پسلی پہ پسلی چڑھ جائے اژدہوں کا نوچ نوچ کر کھانا۔

فتنۃ القبر

کوئی صاحب علم و فضل "فتنۃ القبر" مثال دے کر تشریح فرمائیے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۹۱ اے اوجِ جینے والے نوجوان! مبصر تیرے عمل کی داد دے،

تیرا عمل، تیرا عہد — اور تو اپنے عہد کا پاسبان ہو۔ زندگی کے میدان میں تیرے عمل کا علَم کبھی سرنگوں نہ ہو۔ جیتے جی کبھی گرنے نہ پائے۔ اور عمل زندگی کا تذکرہ باقیات الصالحات اور ابدالآباد زندہ اور قائم رہتا ہے۔ اور عمل کے بغیر زندگی بے برگ و بر، بے کیف اور مُردہ ہے۔

کسی عمل کو اُپنا — اور ہمیشہ کے لیے اُپنا — دعا مانگ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تجھ کو مقبول الاسلام اعمال نصیب کرے۔ وما توفیقی الاّ باللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۹۲ جذبہ اپنا ایک وجود رکھتا ہے۔ جب انسان کے جسم الوجود میں داخل ہوجاتا ہے، اللہ اللہ! ہلچل مچا دیتا ہے۔ نفس، قلب اور روح کو باہم مربوط و متصل و متحد ہونے پہ مجبور کر دیتا ہے ورنہ کسی اور طرح یہ اِرتباط و اِتصال و اِتحاد ممکن نہیں۔ پھر ان تینوں کو اپنے تحت جس مرکز میں مرکوز کر دیتا ہے، دم بھر کے لیے بھی مرکز سے دور ہٹنے نہیں دیتا — گویا جذبہ ان تینوں پر حاوی اور حاکمیت کا مقام رکھتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۹۳ جذبہ نفس کو کسی اور کام میں مطلق مشغول ہونے نہیں دیتا۔ اور نہ ہی دل کو کبھی سونے دیتا ہے۔ ہر وقت زندہ و بیدار رکھتا ہے! ماشاء اللہ لا قوّۃ الاّ باللہ اور یہ جذبہ کے جذب کا اعجاز ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۹۴ علم وہبی، علم لدنّی کی شاخ ہے۔ علم وہبی علم لدنّی کا منبع ہے۔ مُستغنی عَنِ الکسب! ماشاءاللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۹۵ جب تک نفس نجاست و خباثت و غلاظت و کثافت سے کلیتاً پاک

نہیں ہوتا، روح الطاہرہ اپنا حجاب رکھتی ہے۔ اور جب تک اے ہمنشیں یہ حجاب نہیں اٹھتا، کوئی حجاب نہیں اٹھتا!

الحمد للحی القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۹۶ نفس نے روح الطاہرہ کو پیغام بھیجا — ہم دونوں ایک بستی میں بستے ہیں تعجب پہ تعجب ہے کہ ملنے کو ترستے ہیں۔ گھونگٹ اٹھا۔ طٰہٰ، یٰس، مزّمّل، مدثّر صلی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے اٹھا!

میں طاہرہ ہوں! ایسے آج تک کبھی نہیں ہُوا، کہ کسی طاہرہ نے کسی ایسے کو اپنے جمالِ پُر انوار سے مشرف فرمایا ہو۔ وہ کیسے کر سکتی ہے؟ میں تیرے ملنے کو بیتاب ہوں! ہر قسم کی نجاست وخباثت و غلاظت وکثافت سے پاک ہو۔ کلیتاً پاک۔ ورنہ جب تک تو ان سے پاک نہیں ہوتا، میں اس رسمِ قدیم کی خلاف ورزی کا کیونکر ارتکاب کر سکتی ہوں؟ یہ ایک بات سلوک پوری منزل کی امین اور صاحبِ سلوک کے لیے سنگِ میل کا مقام رکھتی ہے! ماشاءاللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۹۷ کسی کو کیسے پتہ چلے، کہ وہ خباثت ورذائل سے پاک ہے؟

"اس پہ میں اسی وقت اپنا گھونگٹ اٹھا دیتی ہوں"

"کسی اور طرح نہیں؟"

"جی بالکل نہیں! اور نہ کبھی ایسے ہوا!"

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۲۹۸ بڑے میاں! آپاں ایتھے اپنویں ای پکڑ بنھی بیٹھے آں! نہ اگلے اگیں نہ پچھلے پچھاہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۲۹۹ علم تو وہ بھی پڑھاتے ہیں ـــــ اسی طرح پیسے تو وہ بھی کماتے ہیں

الحمد للحی القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۰۰ ٹھہرو! میری بات سن کر جانا!

میری اپنی کوئی مرضی نہیں! مطلق نہیں! میں ارشاد کی پابند ہوں! جب تک مجھے ارشاد نہیں ہوتا، کسی سے بھی اور کبھی اپنا حجاب نہیں اٹھاتی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۰۱ گویا صحرا نوردی کا خاتمہ ہُوا ـــ قطعی خاتمہ اور شرط اتنی کڑی، کہ کوئی ماں کا لال ہی پورا اترے نہ رعایت، نہ عنایت

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۰۲ عربی ہو یا عجمی

شرقی ہو یا غربی

میدان میں اترے ـــ کرتب دکھلائے، اور بازی لے جائے

یہ اس کا ازلی سوئمبر ہے

ابد تک رہے گا، کبھی تبدیل نہیں ہوا نہ ہی آئندہ ہو گا!

اگر ایسے نہ ہوتا ـــ

ہر انوپ وہوپ رنگا رنگ کے شروپ دھار کر میدان میں اتر آتے ـ کھلبلی مچ جاتی

اتنا کافی ہے ـ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۰۳ اِتّقا میری شرط ہے۔ میری شرط پوری کر — میں اسی وقت گھونگھٹ اٹھادوں!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

۳۳۰۴ بڑے میاں! روح نے سچ کہا۔
دیکھنا تو اپنے آپ کو ہے، جو اپنے آپ کو دیکھنے کی استعداد نہیں رکھتا، کسی اور کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۰۵ بڑے میاں! یہ کیا؟ رک کیوں گئے؟ حضرت کیا کرنے لگے ہو؟ بستر بند کھول رہے ہو! — نہ نہ، یہاں بستر دراز نہیں کرنا یہ ہمارے قیام کا مقام نہیں، ہم نے اس سے کہیں آگے جانا ہے! بڑے میاں! یہ مقام اس وادی کے مقامات کے داخلے کا مقام ہے۔ قیام کا مقام نہیں۔ اصل منزل یہاں سے شروع ہوتی ہے۔
بڑے میاں غور سے سنتے رہے اور بڑی تمکنت سے بولے۔
اس نے اس سے آگے قدم نہیں رکھنا۔ اس نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ چکا۔ آگے جانے کی کوئی حسرت باقی نہیں مطلق نہیں، پھر کیوں آگے چلے؟
بڑے میاں یہ کہہ کر کچھ اور گرم ہونے لگے، جھنجھلا کر بولے۔ تم کیا باتیں کر رہے ہو؟ اپنے مقام پہ پہنچ کر بھی مقام سے واقف نہیں!
تمہیں بتلا بھی دیا، سمجھا بھی دیا دکھلا بھی دیا، اب کیا کہتے ہو؟

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۰۶ آمر — امر — مامور
(ربّ) (رُوح) (نفس)
تینوں تیرے اندر ہیں بازار میں ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہو،

اندر تلاش کر، اپنے اندر — اور یہ اس مضمون پہ ختم الکلام ہے!

ماشاء اللہ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۰۷ بڑے میاں۔ تیرا یہاں رکنا کسی بھی طرح مناسب نہیں۔ اٹھ! کمرِ ہمت باندھ — ہمارے ساتھ چل! — رُکنا تو ہمیں چاہیئے، نہ کہ آپ کو!
بھئی میں جمال کی تاب نہیں لا سکتا اور نہ ہی آداب کا متحمل ہو سکتا ہوں!
پروانہ جمال کی تاب نہیں لا سکتا، پھر بھی شمع کے گرد دیوانہ وار منڈلاتا ہے — اپنی جان کا نذرانہ لے کر۔ موت سے بے نیاز ہو کر — اس کی وارفتگی دید کے قابل ہوتی ہے — شمع کی لَو اس کے عزم کو متزلزل کرنے کی بجائے اس کے جذبۂ شوق کو مزید تیز کرتی ہے — بھڑکاتی ہے۔ پروبال جل جاتے ہیں۔ زمین پر بسمل کی طرح لوٹنے لگتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا رخ شمع کی جانب ہوتا ہے۔ اپنے بے بال و پر جسم کو شمع پہ نثار کرنے کا جذبہ اب بھی ختم نہیں ہوا، وہ آگے بڑھتا ہے۔ رینگتا ہُوا، پہلو بدلتا ہُوا، کروٹیں لیتا ہُوا۔ اور اسی جذب و شوق میں اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔

شمع جوُں کی توُں مسکراتی رہی
بھلا پروانہ بھی کبھی شمع سے بے نیاز ہُوا؟

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۰۸ پروانے نے رسمِ محبت نبھادی۔ اس کا فانی جسم اگرچہ آتشِ شوق میں جل کر راکھ ہو گیا، لیکن اس کی روح حیاتِ ابدی پا گئی۔ اس کی جانثاری رنگ لائی، کہ اہلِ درد ہمیشہ اس سے ایثار و وفا کے آداب سیکھتے رہیں گے۔
بڑے میاں۔ مرنا تو اس نے تھا ہی۔ لیکن وہ ایک شان سے مرا۔ محبوب

کے قدموں پہ قربان ہُوا - کوئی شہادت اس کی ہمسر نہیں ہوسکتی، پروانے نے اپنا خون دے کر محبت کی داستان کو سدا رنگین رکھا، جو کبھی پھیکا نہیں ہوگا -

الحمد للحی القیُوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۳۰۹ پروانہ نیازمند — شمع بے نیاز

پروانہ شمع کی زینت — دفترِ عشق کا سرگرم رُکن، وفا کیش سودائی، جانتا ہے وہ جانبر نہیں لوٹ سکتا، پھر بھی باز نہیں رہتا - جان کی بازی لگا دیتا ہے اور یہ پروانے کا ازلی اور ابدی دستور ہے !

الحمد للحی القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۳۱۰ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں کو ذکر وشکر کا حکم دیا ہے، اور ذکر کے بدلے ذکر کا وعدہ فرمایا ہے - اس سے افضل وارفع اور کیا مقام ہوسکتا ہے، کہ کون ومکان کا خالق و مالک اپنے بندے کا ذکر فرمائے - اور یہ عطا کی حد، عنایت کی حد، کرم کی حد اور بندہ نوازی کی حد ہے !

الحمد للحی القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

اللہ ربّ عرشِ معلّٰی نے فرمایا — میں نے اپنے بندوں کو ایک ایسی چیز دی ہے، اگر جبریل ومیکائیل (علیہم السلام) کو دیتا، تو البتہ ان پر بڑی نعمت پوری کرتا — اور وہ ذکر کے بدلے ذکر کا وعدہ ہے -

فٹ :- اس آیت کے نزول سے پہلے حضرت جبریل ومیکائیل علیہم السلام کو بھی اس راز سے آگاہی نہ تھی کہ بندہ جب اللہ کا ذکر کرتا ہے، اللہ بندے کا ذکر کرتا ہے !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۱۱ قناعت شکر اور کثرت فتنہ ہے۔ قناعت رحمت اور کثرت ہلاکت ہے۔ اِلاّ ذکر اللہ! بندہ عنایت پہ قناعت — عطا پہ شکر اور ابتلا پہ صبر نہیں کرتا۔ ہر وقت فتنات ہی کی جستجو میں محوِ عمل رہتا ہے۔ کسی کے بھی سمجھانے پہ مطلق نہیں سمجھتا — اور یہی اس کی ہستی کی پستی کا موجب ہے — ورنہ کبھی اپنے مقام سے نہ گرتا!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۱۲ اللہ تبارک وتعالےٰ نے کوئی چیز اپنے بندوں پہ فرض نہیں فرمائی جس کی کہ حد مقرر نہ کر دی ہو اور پھر اس کے عذر کو قبول نہ فرمالیا ہو،

بجز اپنے ذکر کے

نہ اس کی کوئی حد مقرر فرمائی، جس تک اس کی رسائی ہو، اور نہ اس کے ترک پر کوئی عذر قبول فرمایا، بلکہ یہ فرمایا۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ط

یعنی "اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں کے بل" گو یا رات ہو یا دن، خشکی ہو یا تری، حضر ہو یا سفر، تونگری ہو یا تنگدستی، بیماری ہو یا تندرستی آہستہ اور پکار کر، غرض ہر حال میں قبض ہو یا بسط، خلوت ہو یا جلوت — اللہ کا ذکر کرو! ذکر کی قطاریں باندھ دو۔ جو عرش تا فرش استوار ہوں۔ ذکر کی گونج گونجے، دنیا کا کونہ کونہ گونج اٹھے۔ وحشت کیا؟ ذکر کا جلال! — بلا کیا؟ شیطان

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۱۳ سلف اہلِ ذکر کے نزدیک ذکر کی چار اقسام ہیں۔
ذکر لسانی ، ذکر قلبی ، ذکر روحی ، ذکر سِرّی گویا ذکر لسانی منبع ۔ باقی تمام اسی
کے مختلف شعوب ومدارج ہیں ۔ ذکر لسانی میں مصروف ہو، مشغول ہو، محو ہو اور
منہمک ہو۔ حتےٰ کہ ذکر و مذکور ایک ہوں !

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۱۴ یقین کر ۔
تیرے اندر ، تیرے باہر ، تیرے دائیں ، تیرے بائیں تیرے اوپر ، تیرے پیچھے اللہ
ہی کا نور جلوہ گر ہے !
یہ خوف کا مقام ہے ، اور یہی رجا کا ۔
خوف کے مارے کپکپی طاری رہے ۔
کوئی بھی ایسی حرکت جو ناپسند ہو ، سرزد نہ ہو ۔ جیسے سلطان کے حضور میں غلام ۔
رجا ایسی جیسے کہ ایاز کو محمود سے ۔ یا کسی معتمد خادم کو اپنے مخدوم سے !
کون ومکان کا خالق ومالک ۔ والی ووارث ۔ حافظ وناصر ۔ حاضر وناظر ہے ۔
سنتا ہے ۔ دیکھتا ہے ! قوی العزیز ہے ۔ قادر المقتدر ۔
اس ایمان پہ یقین کا اصطلاحی نام احسان ہے !

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۱۵ اندھے کو نظر نہیں آتا لیکن عین الیقین ہے کہ وہ کسی کو دیکھ نہیں سکتا جبکہ ہر کوئی اسے دیکھ سکتا ہے
اندھا گفتار و کردار میں بے حد محتاط ہوتا ہے ۔ اسے کبھی خلوت میسر نہیں ، جلوت
کا خدشہ دامنگیر رہتا ہے ! اپنے تئیں مطمئن کرنے کے لیے اکثر کھنکارتا رہتا ہے ۔
کون صاحب ؟ بولتے کیوں نہیں ؟ مجھے وہاں تک چھوڑ آؤ ۔ اللہ تمہارا

بھلا کرے!

جب کوئی جواب نہیں آتا، اِدھر اُدھر گشت کرنے لگتا ہے۔ پھر بھی مطمئن نہیں ہوتا کہ وہ اکیلا ہے۔ جب کہیں سے بھی کوئی آواز نہیں آتی، سمجھتا ہے اکیلا ہے۔ حالانکہ اس کے اردگرد مجمع ہوتا ہے!

یہی حال، عین یہی حال، بندے اور اللہ کا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۱۶ تصوّرِ عرشِ عظیم چیست؟

میری جان! عرشِ عظیم تک تو شاید کوئی نہ پہنچ سکے — اور ضروری بھی نہیں، اپنے دل کی طرف متوجہ ہو۔ دل عرش عظیم سے کسی بھی طرح کم نہیں۔

دل مطلق نہیں سوتا، شب و روز اپنا فعل جاری رکھتا ہے۔ دم بھر کے لیے بھی نہیں تھمتا! اگر یہ مٹی کا ہوتا، اور کچھ بھی نہ ہوتا، جیسے کہ تم جھنجھلا کر اسے کہا کرتے ہو، ایسی استقامت کے ساتھ کیسے چلتا!

دل امرِ کن کا راز دان

دل کشفُ الاحیاء کا امین

کشف الاحیاء کیا؟

ازل و ابد کی قدیم و جدید داستان!

دل کشف الورید کا مُعلّم

کشف الورید کیا؟

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَق

دل کشف الحدید کا واقف

کشف الحدید کیا؟

لوہے سے تیار ہونے والی ہر شئے۔

دل کشف الجدید کا مُعلن

کشف الجدید کیا؟

شعورِ نو (ماڈرنائزیشن)

دل دل کو آباد کرتا ہے — اور

دل ہی دل کو برباد

الحمد للحی القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۱۷ دل معصیت سے مکدر اور ذکر و طاعت سے منور ہوتا ہے

دل جب مکدّر ہوا، یاس و حزن کا شکار ہوا۔

جب منور ہوُا۔ خزینۂ اسرار ہوا،

الحمد للحیّ القیو م

فاللہ خیر الرازقین

۳۳۱۸ کسی کا بھی دل کسی کے بس میں نہیں۔ مطلق نہیں — اللہ کے ہے! اللہ سے دعا مانگ، اللہ تیرے دل کو اپنی طرف متوجہ کرے، یا پھر اپنے دین کی طرف۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

مراقبۂ معیّت —— "اَللّٰہُ مَعِیُ"

کلید الیقین، کاشفُ الاسرار، مستغنی

عَنِ الغیر اور بلوغ اِلَی المرام ھے

ماشاء اللہ لاقوّہ الا باللّٰہ

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۳۱۹ یہ شاہراہ ہے!

شاہراہ شہر کے دروازے پہ پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے
شاہراہ خواہ شرق سے غرب تک ہو، بالآخر ختم ہو جاتی ہے۔۔ اس پہ گامزن ہو گھوڑے کو ایڑ لگائے چل، سرپٹ دوڑلئے چل! وہ دیکھ! درختوں پہ پرندے چہچہا رہے ہیں — ہمیں یہ بتا رہے ہیں، شہر قریب ہے!
مسافروں کی استراحت کے لیے جگہ جگہ تفریح گاہیں ہیں — نعمت کدے ہیں — ان سے استفادہ کر — لیکن ضرورت سے زائد کہیں مت رک — تیز گام گاڑیاں صرف جنکشن پہ، کوئلہ اور پانی کے لیے رکا کرتی ہیں، استراحت کیلئے نہیں!

الحمد للحی القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۳۲۰ عیدو میاں سے پوچھ گھوڑ دوڑ کا کیا رہا۔
میاں بولے — عیدو! صرف دھول ہی دھول دکھائی دیتی ہے، یا ٹاپوں کی آواز — یہ کسی کو بھی پتہ نہیں، کون آگے ہے اور کون پیچھے۔ البتہ ٹاپوں کی آواز سینوں میں دلوں کو مچلا رہی ہے جیسے کسی کو کوئی نشہ چڑھا ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۳۲۱ جنگلی جانور متوکل علی اللہ ہوتے ہیں، ذخیرہ اندوز نہیں — صبح بھوکے اٹھتے اور شام کو سیر ہو کر لوٹا کرتے ہیں، کل کے لیے کوئی بھی شئے جمع کر کے نہیں رکھتے۔

اسی طرح ہم

یاحیّ یاقیّوم! انت ربی ذوالجلال والاکرام

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۳۲۲ تجھے کیا بتاؤں میری جان! — کہ جنگل — جسے تو محض ایک ویرانہ سمجھتا ہے۔
کیا ہے؟

جنگل اللہ کا ایک محفوظ سٹیڈیم ہے۔ شیر، چیتے، اژدہے، سب کے سب
اس کے دامن میں آسودہ ہیں۔
جنگل سونے کا خزینہ
جواہرات کا دفینہ
زمرد و پارس کا گنجینہ اور
طریقت کا سفینہ ہے!
الحمد للحی القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۲۳ ننگا آتا ہے ننگا جاتا ہے!
خالی ہاتھ آتا ہے، ــ خالی ہاتھ جاتا ہے
کوئی بھی شے ساتھ لے کر نہیں آتا، اور نہ ہی ساتھ لے کر جاتا ہے!
بنی بنائی پہ آتا ہے، اور بنی بنائی چھوڑ جاتا ہے
جس دنیا نے اس کو اس کے رب سے دور کیئے رکھا ــ دنیا ہی میں چھوڑ جاتا ہے۔
صرف ایک حسرت لے کر جاتا ہے کہ ــ
ساری عمر خرافات و واہیات میں مصروف رہا۔ جس کام کے لیے اللہ نے بھیجا تھا، وہ نہ کیا! کاش وہ دنیا میں اللہ کی عبادت کرتا، جو یہاں اس کے کام آتی
الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین

۳۳۲۴ جشن امارت کی آخری ادا اور زوال کی ابتدائی علامت ہوتی ہے!
الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین

۳۳۲۵ شملہ سلور جوبلی کے بعد بے چاروں کا خاتمہ ہُوا، اسی طرح اس کا اور — اسی طرح اس کا،

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۲۶ مؤرّخ: اِن کا "قصور"؟

"میں نے اسے دعوت پہ بلایا، یہ نہیں آیا۔ اس کے لیے سواری بھیجی، اس نے واپس کر دی!"

مورّخ: جسے تم قصور گردانتے ہو، انسانیّت کے کردار کا بلند ترین مقام اور قیامت تک نیک بندوں کی زبانوں پہ جاری رہنے والا تذکرہ اور باقیات الصالحات ہے۔ بے شک اس نے ضمیر کی بے حد تعظیم و تکریم کی — تیرے پاس ان کے مطلب کی کیا چیز تھی جو آتے؟ — تیری دعوت ان کے لیے قید سے کم نہ تھی۔ کس اہتمام سے آتے، اور کیسے آداب بجالاتے؟ اور کیوں بجالاتے؟

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۲۷ شہادت ناز کا مقام ہے — **مشاہد** کو بھلا کبھی گوارا ہو سکتا ہے کہ اس کے شہید کو کوئی اذیت پہنچے؟

شہید کو شہادت کے وقت کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی! شہادت کا نشہ اذیّت پہ غالب ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین

۳۳۲۸ شہادت نیکی کی حد ہے — شہادت کے بعد شہید کے زندہ رہنے کا کوئی مقصد نہیں۔ اس لیے کہ شہادت سے بڑھ کر کوئی اور سعادت نہیں جسے کہ وہ حاصل کرے۔ شہادت جب قبولیت کا مقام حاصل کر لیتی ہے شاہد اپنے شہید کو اپنے

حضور میں حاضری کے شرف سے مشرف فرماتا ہے! ماشاءاللہ!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۳۳۲۹ جہاں اور جب حق کی حمایت کی شہادت ضروری ہو جاتی ہے، تو حق اپنے کسی بندے کو اپنی حمایت کی شہادت کے لیے منتخب فرما کر عزم و استقلال سے لیس کر کے میدان میں لے آتا ہے۔ یہ میدان حق و باطل کی رزم گاہ بن جاتا ہے۔ اس منفرد منظر کو دیکھنے کے لیے عرشی عرش پہ اور فرشی فرش پہ صف آرا ہوتے ہیں، شہادت اپنی تاریخ کے اس نئے باب پہ کوئی حرف آنے نہیں دیتی، پاک و صاف رکھتی ہے ماشاءاللہ!

اس چمک دمک کو ذرہ بھر کم نہیں ہونے دیتی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۳۰ شہید نے اپنے شاہد کی شہادت دے کر حق کی حمایت کی پوری حمایت کی۔ عبدیت کے مقام کا حق ادا کر دیا، ماشاءاللہ! جس دھوم سے وہ رخصت ہوتا ہے کوئی دوسرا نہیں ہوتا — اور یہ عنایتِ الٰہیہ کی حد ہے!

اللّٰھمّ ارزقنی شہادۃ فی سبیلک! آمین!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۳۱ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم کا خوف ہوتا تو فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ ط

اے اللہ! ہم تجھے ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ لیتے ہیں (ابوداؤد جلد ۱ صہ ۲۱۵)، نہ معلوم تجھے تیرے اللہ کی حمایت پہ کیوں اعتبار

نہیں آتا، جیسے ایک بے کس کی حمایت کا!

بادشاہوں کے بادشاہ رب العالمین فرماتے ہیں۔

قَالَ لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی (طٰہٰ)

"کسی سے (بھی کبھی) مت ڈرو، میں (کل کائنات کا خالق و مالک و والی و وارث) تمہارے ساتھ ہوں۔ (جو کچھ بھی تمہارے ساتھ ہو رہا ہے) سُنتا اور دیکھتا ہوں"!

اگر جھنڈو کہہ دے فکر نہ کر میں تیرے ساتھ ہوں، تو بے فکر ہو جاتے ہیں۔ — ایک بندے کی حمایت کے وعدے پہ کلیتاً مطمئن — لیکن اللہ رب العالمین کا وعدہ جیسے کسی دیو پری کی داستان! اعتبار ہی نہیں آتا!

اے ہمنشین! تو ہی بتلا، یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اسی کی بدولت ہم دَر دَر کے گدا — ورنہ ہماری عظمت، اے جانِ مَن! کسی بھی طرح کعبہ سے کم نہ تھی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین۔

۳۳۳۲ جسے ڈھانپنے کے لیے بُرقع پہنا، ننگا ہے۔ پھر یہ برقع کیسا؟ شہر کے دروازے پہ کھڑا ہو کر دن بھر جائزہ لے — شاید ہی کوئی نقاب اوڑھے ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۳۳ سب برقع پوش، لیکن بے نقاب الّا ماشاء اللہ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۳۴ دُعا عجز کا مقام ہے۔

ہم سارا دن اس کے لیے دعائیں مانگتے ہیں، کہ ہمیں ہمارے اللہ عزّ و جل ذوالجلال والاکرام نے دعا کا حکم دیا ہے اور قبولیت کا وعدہ کر کے حوصلہ افزائی بھی فرمائی ہے۔

حُکم اُدۡعُوۡنِیۡ
وعدہ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ

ورنہ کسی چیز کا ہونا نہ ہونا ازلی ہے۔ قسیمِ ازل کی رضا پہ موقوف ہے بادشاہوں کے حضور میں حاضر ہو کر آہیں بھرنا، شکوے کرنا، کون کہتا ہے گستاخی ہے؟ شہنشاہوں کے شایانِ شان ہے شاہی شوکت کا کمال اعتراف ہے۔ اور یہ ایک حال ہے،

دوسرا یہ کہ

میرے مولا! تیرے سوا میرا اب کوئی آسرا نہیں۔ کہیں سے بھی اور کسی بھی قسم کی کوئی امید نہیں — مطلق نہیں۔ میری تمام امیدیں کٹ چکیں، میری فریاد سُن! ابھی سُن اور قبول فرما! بے شک تو میرا رب قاضی الحاجات، قوی العزیز، راحم المساکین اور اکرم الاکرمین ہے!

رندوں کی ادا کا احاطۂ تحریر میں لانا محال ہے، جیسے اس نے کی — جب ان سے پوچھا، کہ بتا تو نے کیا دعا کی، کوئی کیا بتائے اور کیسے بتائے کہ اس نے کیا بنایا؟ — اس کی تفصیل کسی رند ہی سے پوچھ!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۳۵ اگرچہ تیرے حضور میں، اے بادشاہوں کے بادشاہ! تیرے ہم ناچیز بندے جو کبھی پر اسرار ہوا کرتے تھے، کچھ بھی نہیں۔ تیرے در کی زینت ضرور ہیں!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۳۶ ہمارا کھویا ہوا کردار اور چھنا ہوا وقار ہمیں پھر سے عنایت فرما — بے شک کردار سے وقار اور وقار سے عظمت ہے۔ تیرے دین کی عظمت!

یاحیّ یاقیّوم برحمتك استغيث فاعف عنّا
فانّك عفوٌّ كريمٌ ياعظيم العفو يانعم النّصير! آمین!

۳۳۳۷ دارُالعلوم میں دارُالاحسان
کا شہود ضروری نہیں،
مگر

دارالاحسان

میں
دارُالعلُوم کا وجود ضروری ہے
الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیرالرازقین

۳۳۳۸ ہماری سُنے جاتے ہو، کوئی اپنی بھی سناؤ!
کہنے لگا ــــ مجھے میرے دلبر کی اداؤں نے مارا۔ جب کہا،" اگر نہیں مانتے تو مجھ کو چھٹی دیں، ابھی چلا جاتا ہوں ــــ" فوراً مَن گئے! (۱۹۴۵ء)

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۳۹ جہاں کوئی بھی حیلہ کارگر نہیں ہوتا، رقابت کی غیرت کا جوش بازی لے جاتا ہے!
اور اس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۴۰ یہ دَور عبرت کا دور ہے اور کتابِ مُبین کی تشریح کا۔ جس نے اس سے عبرت حاصل نہ کی، اور اب نہ کی، پھر کب کرے گا اور کیونکر کرے گا؟

فاعتبروا یا اولی الابصار
الحمد للحیّ القیّوم! فاللہ خیرالرّازقین!

حضرت مہلب بن صفرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا، اگر دشمن تم پر شب خون مارے تو کہو۔

حٰمٓ ۝ لَا یُنْصَرُوْنَ "حٰمٓ" کی برکت سے ان کی مدد نہ کی جائے

(ترمذی ج ۱ ص۲۰۱)

۳۳۱ اس واقعہ کا راوی ایک تاجر ہے! — نہ قطب ہے نہ قلندر عام دنیا دار تاجر — لیجیے سنیئے:-

"حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ بن بشران ابوعمرو، عثمان بن احمد وابن السماک، محمد بن عبدربہ الحضرمی بشر بن عبدالملک۔ موسیٰ بن حجاج، مالک بن دینار، حسن، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص تھا کہ مدینہ منورہ کی چیز شام کو لے جاتا اور شام کی مدینہ منورہ میں لے آتا۔ اور متوکلاً علی اللہ قافلے سے علیحدہ چلتا۔ ایک بار شام سے مدینہ کو آتا تھا، کہ راہ میں ایک چور اسپ سوار ملا۔ کہا اے تاجر کھڑا ہو! وہ کھڑا ہو گیا اور کہا، میری جان چھوڑ دے اور سب کچھ لے لے چور نے کہا: مال تو میرا ہی ہے، تیری جان ماروں گا۔ مکرر سے مکرر کہا۔ نہ مانا۔ تاجر نے کہا ذرا مجھے مہلت دے اس نے کہا اچھا۔ تاجر نے وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھی۔

یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ ط یَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ ط یَا مُبْدِئُ

اے محبت کرنے والے! اے محبت رکھنے والے! اے مالک بزرگی والے عرش کے! اے

یَا مُعِیْدُ ط یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ط اَسْئَلُکَ

پہلی بار پیدا کرنے والے! اے دوبارہ پیدا کرنے والے!

بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْکَانَ عَرْشِكَ

اے کر ڈالنے والے اس چیز کے جس کا ارادہ کرے! مانگتا

وَ اَسْئَلُکَ بِقُدْرَتِکَ الَّتِیْ قَدَرْتَ بِهَا عَلٰی

ہوں میں تیری ذات کے اس نور کے طفیل جس نے بھر دیا ہے تیرے

جَمِیْعِ خَلْقِکَ وَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ

عرش کے ستونوں کو، اور مانگتا ہوں تجھ سے تیری رحمت کے طفیل جو حاوی ہے تیری تمام مخلوق پر۔ اور تیری

شَیْءٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ

اس رحمت کے طفیل جو حاوی ہے ہر چیز پر۔ کوئی معبود نہیں مگر تو، اے فریاد رسی کرنیوالے میری فریاد رسی کر!

یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ ط (ایک بار)

اے فریاد رسی کرنیوالے میری فریاد سُن! اے فریاد سننے والے سن لے میری فریاد۔

ناگہاں ایک سوار سبز کپڑے پہنے ہوئے ایک نور کا نیزہ ہاتھ میں لیے آ پہنچا، چور نے سوار کو دیکھ کر تاجر کو چھوڑا اور سوار کی طرف متوجہ ہوا۔ سوار نے تیر مار کر کے چور کو گھوڑے سے گرا دیا۔ اور تاجر سے کہا کہ اس کو قتل کر دے۔ اس نے کہا کہ میں نے تو آج تک کسی کو نہیں مارا۔ اور اس کے قتل کے واسطے میرا دل نہیں مانتا۔ تم کون ہو؟ پس سوار چور کی طرف متوجہ ہُوا اور اس کو قتل کر دیا۔ پھر تاجر کی طرف آیا اور کہا: جان لے کہ میں تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں۔ جب تو نے پہلی بار پُکارا (یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ) آسمان میں ایک کڑک میں نے سُنی۔ سمجھا کوئی معاملہ درپیش آنے والا ہے۔ پھر دوسری بار پکارا تو آسمان کے دروازے کھل گئے اور اس میں سے مثل آگ کے چنگاری اڑتی تھی۔ جب تو نے تیسری بار پکارا تو جبرائیل علیہ السلام آسمان سے اترے اور ندا کی۔ کہ کوئی مکروب کی خبر لینے والا ہے؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، کہ اس چور کے قتل کا کام مجھے سونپ دو۔ اور جان لے کہ یہ تیری دعا جو شخص جس کرب و شدت میں کرے گا، حق تعالیٰ اس کی دستگیری کرے گا۔

تاجر نے مدینہ منورہ آکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا، کہ حق سُبحانہٗ تعالیٰ نے تجھے اسمائے حسنیٰ سکھائے تھے۔ کہ ان سے

جب دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے۔ اور جب ان کے ساتھ سوال کیا جائے
تو وہ عطا فرماتا ہے! (الرسالۃ القشیریۃ صفحہ ۱۳۱ - باب الدّعا)
یہ کوئی قصّہ کہانی نہیں، مستند واقعہ ہے کہ توکل نے اپنے متوکّل کی کیا خوب
دستگیری فرمائی! ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۴۲ اس واقعہ پہ کوئی جتنا بھی غور کرے کم ہے۔
ایک تاجر کی پکار پہ آسمان سے ایک فرشتہ اترا۔ اور اس نے راہزن کو، جو تاجر
کو جان سے مار دینے پہ تلا ہوا تھا۔ جان سے مار کر فریادی کی فریادرسی کی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۴۳ تاجر نے جب ہر سبب سے کلیتاً نا امید ہو کر اپنے رب کو پکارا

یَا مُغِیۡثُ اَغِثۡنِیۡ

اے فریادیوں کی فریاد سننے والے (اب تیرے سوا تیرے اس بندے کو کوئی
بھی بچا نہیں سکتا، اور نہ ہی کوئی اس کی کسی بھی قسم کی مدد کر سکتا ہے) میری فریاد
سُن! فریاد سنی گئی۔
ایک مکروب نے جب جملہ علائق سے منقطع ہو کر اپنے رب کو
پکارا، اسی وقت فریادرسی کی گئی۔

الحمد للحیّ القیّوم!

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۴۴ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ تسبیحات کرتے ہیں۔
دعائیں مانگتے ہیں۔ لیکن دل نہ معلوم کن خیالات میں محو ہوتا ہے اور اسے
پتہ ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیا پڑھتا ہے۔

تیری پکار پہ اے میرے نوجوان! کیوں کبھی کوئی فرشتہ نہ اترا؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین،

۳۳۴۵ تیرا دل حاضر نہیں۔ سوتا ہے! کیا ابھی اسے جگانے کا وقت نہیں آیا؟

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۴۶ اے بندوں کے رب، رب ذوالجلال والاکرام! بندوں کا بھی تجھ پہ ایک حق ہے ــ جب بھی وہ تجھ کو پکاریں، فریادرسی فرماؤ! غلام کی فرمائش ــ وفادار ہو یا بے وفا ــ مالک کو ماننی پڑتی ہے ــ مالک کا اپنے غلام کی فرمائش کو ردّ کرنا اور غلام کا مالک کے دَر سے خالی لوٹنا مالک کی شان کے شایان نہیں!

غلام تو ہے ہی غلام ــ بے کس و بے بس! ــ اگر مالک بھی اپنے غلام کی فرمائش نہ مانے، تو ــ اور کیا غلام کا ناز؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۴۷ شریعت طریقت کا پردہ ہے

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۴۸ شریعت ظاہر طریقت باطن ہے

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۴۹ ظاہر اسباب و آلات، باطن قدیہ و قدرت

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۵۰ روح امرِ ربی ہے
جسم الوجود میں گوشت و پوست کا لبادہ اوڑھے محجوب ہے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۵۱ نفس امرِ عزازیل ہے،
لذت و راحت و زینت و شہرت کا طالب ہے۔
کدورت سے مکدر ہے اور سرکش ہے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین!

۳۳۵۲ بے کسی کی حد ہو گئی ــــ بے بسی کی بھی حد ہو گئی ــــ اللہ اللہ نہ نفع کی سرخوشی نہ زیاں کا احساس!
رات کی تاریک وحشت، طوفان کی غضبناکی، موجوں کا تلاطم، گرداب کی پھنکار ــــ
ہَوا مخالف، ناؤ شکستہ، بادبان بوسیدہ ــــ ملاح باہم دست و گریباں!
یاحیّ یاقیّوم برحمتك استغیث! تیری قدرت ہی سے تیرا یہ بیڑا بنّے لگتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۵۳ بحر میں بیڑوں کے ملاحوں کا آپس میں دست و گریباں ہونا کہاں کی عقل مندی ہے؟ اپنے بیڑے کو بھنور سے بچا، گرداب سے ہٹا، چپو چلا اور ساحل پہ پہنچا ــــ بیڑے کی منزل ساحل ہے، ساحل کی طرف متوجہ

ہو۔ اگر ہو سکے کسی کو سہارا دے ۔ کسی گھری ہوئی کشتی کو گرداب سے نکال۔
یہ ہے مردانگی کا جوہر، نہ کہ باہم دست و گریباں ہونا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۵۴ اگر مخالفت ہی کرنی ہے تو اپنے نفس کی کر!۔ کوئی بھی نفس کسی بھی القاب کا مستحق نہیں — رذیل و ذلیل و کمین اور مکار و عیار ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۵۵ مرد بن !۔ اسے کان سے پکڑ!

گھسیٹ کر باہر لا! — سامنے کھڑا کر!

جھڑک — دھمکا!

سکرات الموت کے قریب لا۔

قبور کی سیر کرا

یہ ہے تیرے اسلاف کی طریقت — نہ کہ یہ —

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۵۶ اندر بیٹھے پانی کو رڑکے جا رہے ہو۔ اس سے کیا حاصل ہوگا؟ کچھ بھی نہیں، مگر — تھکن اور حُزن!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۵۷ تیری اس بے مقصد مصروفیت سے ملت کو کیا سروکار، اور کیا حاصل؟ گفتار کی بجائے کردار پیش کر۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۵۸ اِتحّاد اللہ کا فرمان
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ملت کی پکار — اور
وقت کی للکار ہے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۵۹ متحد ہو — ذات کو ملت پر قربان کر۔ ذات ملّت کا جزو ہے — ورنہ کوئی چیز نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۶۰ نام کی پروا مت کر — کام سے گریز مت کر!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۶۱ نام کوئی چیز نہیں — کام کائنات کی روحِ رواں ہے

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۶۲ نفی ہی نفی کی عارف اور نفی ہی اثبات کی حقیقت کی رازدان ہے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۶۳ ہر قسم کی طاقت و قوت و عزّت و جبروت میرے اللہ ہی کو لائق و سزاوار ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۶۴ جب کوئی اللہ کی عنایت کردہ طاقت کو اپنی طرف منسوب کر کے ظلم و جارحیت کا باب کھولتا ہے ۔ سلب کر لی جاتی ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۶۵ ظلم، ظالم کی موت اور مظلوم کے لیے تازیانۂ عبرت ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۶۶ ظلم کی ناؤ جب بھر جاتی ہے ڈوب جاتی ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۶۷ ظلم باطل ہے ۔ باطل کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۶۸ ظالم کی تباہی کے لیے مظلوم کی آہ کافی ہے ۔ اقوامِ عالم کی تاریخ شاہد ہے مظلوم کی آہ نے ظالم کو ملیا میٹ کیا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۶۹ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُ بِکَ

اے اللہ ! ہم تجھے ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور ان کی

مِنْ شُرُوْرِھِمْ اٰمین

شرارتوں سے تیری پناہ لیتے ہیں ! آمین

حٰمٓ ۞ لَا يُنْصَرُوْنَ ۞ آمين

حٰمٓ کی برکت سے ان کی مدد نہ کی جائے ! آمین

يَا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۞ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

اے بدلے کے دن کے مالک ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۞ آمين

اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ! آمین!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۷۰ آنکھ دیکھ سکتی ہے بول نہیں سکتی
زبان بول سکتی ہے دیکھ نہیں سکتی
کان سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ بول
دل — جلی و خفی کا محرم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۷۱ اکرامِ عام، ترکِ تام، ذکرِ دوام
اللہ کو سجدہ، مُحمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام
تا دوام قیام، بلوغ الی المرام
اور یہی ہے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا۔
کا پیغام ! ماشاءاللہ !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین،

۳۳۷۲ کمہار کا کوئی قصور نہیں، مٹی ناقص ہے۔ آدمی کی تپش کی تاب نہیں لاسکی۔
ورنہ کبھی نہ تڑکتی !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۷۳ حُسنِ کارکردگی کے انعامِ الٰہی کی عنایت کا اصطلاحی نام شہادت ہے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۷۴ اللہ رب العالمین ارض وسما کا خالق و مالک و والی و وارث ہے۔ ہر ملک اللہ کا مُلک اور ہر حکم اللہ کا حکم ہے۔ بدوں ارادتِ الٰہی کسی بھی مخلوق کو کسی بھی مخلوق پہ کوئی قدرت حاصل نہیں۔ ہر شے کی پیشانی کے بال میرے اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں۔ کائنات کی کوئی شے خود سر نہیں۔ اگر ایسے نہ ہوتا، تو نظامِ کائنات درہم برہم ہو جاتا!

اللہ کی قوت و قدرت و عظمت و جلالت کس کے فہم و ادراک میں آسکتی ہے؟ کسی کے بھی نہیں!

ابرہہ کا نامۂ اعمال جب عبرت کے مقام کو پہنچا، ہاتھیوں کی مسلح فوج لے کر اللہ کے گھر کعبۃ اللہ پہ حملہ آور ہونے لگا۔ اللہ نے اپنی قوت و قدرت کا اس طرح مظاہرہ کیا، کہ ابرہہ کے مقابلہ میں ابابیلوں کو حکم بھیجا۔ پرندوں کی دنیا میں ابابیل کا کوئی مقام نہیں۔ نہایت نازک چھوٹا سا پرندہ ہے، جو پرندوں سے بھی لڑنے کی ہمت نہیں رکھتا!

ابابیلوں کا سردار اللہ کا یہ حکم سُن کر پھُولے نہ سمایا۔ ہوا میں قلا بازیاں لگاتا جوش و خروش میں پھڑ پھڑاتا اپنی قوم کے پاس آیا، اسے خوش خبری دی۔ اے ابابیلو! آج تم اپنی خوش بختی پہ جتنا بھی ناز کرو کم ہے۔ اے دنیا بھر کی نظروں میں نازک تر مخلوق! بادشاہوں کے بادشاہ نے آج تمہیں اپنی ساری مخلوق میں سے منتخب فرما کر قیامت تک کے لیے تمہارا تذکرہ قائم کر دیا۔ اٹھو! اور ابرہہ کے لشکر پہ طوفان بن کر ٹوٹ پڑو! تمہیں نہیں پتہ، ابرہہ

ایک بادشاہ ہے، اللہ کے گھر پہ دھاوا بول رہا ہے، اس کے پاس جنگی ہاتھی اور بے شمار جنگجو حملہ آور ہونے کو ہیں۔ خبردار اگر کسی ہاتھی کو کوئی حرکت کرنے دی۔ فوراً میدان میں اتر پڑو۔

ابابیلوں کا عزم و استقلال، جوش و خروش، لام بندی اور ابرہہ مردود کے لشکر پہ ان کا حملہ آور ہونا ایک دیکھنے کی چیز تھی۔ ماشاءاللہ!

تمام ابابیلوں نے خطرے کی گھنٹی بجادی، اور دفعتاً تمام ابابیل اپنے اپنے گھونسلوں سے نکل پڑے۔ بچوں والی بچوں کو چھوڑ کر نکل پڑیں، کمزور بیمار و ضعیف سب کے سب محاذ پہ لام بندی کے لیے صف آراء ہوگئے۔ پھر ایک ہی پرواز میں ایک ویرانے میں پہنچے، اور وہاں سے ہر ایک نے تین تین کنکر چونچ اور پنجوں میں اچک لیں، اور ابرہہ کے ہاتھیوں پر پل پڑے۔ وہ کنکر کیا تھے قضا کے تیر تھے، جس ہاتھی پر کنکر پڑتا، آر پار نکل جاتا اور وہ وہیں ڈھیر ہو جاتا۔ ابرہہ کی موت — توبہ توبہ — اللہ کسی کو نہ مارے، کیڑے پڑ کر مرا کسی کو نزدیک جانے کی جرأت نہ ہوتی، بدبو سے دماغ پھٹنے لگتا۔

جب بھی

اللہ نے اپنی قوت و قدرت کا مظاہرہ کیا، اسی طرح کیا۔

ابابیل سے ہاتھی اور

مچھر سے نمرود کو مروایا

ابابیلوں کا کنکر پھینکنا

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ کی عملی تفسیر تھی،

ماشاءاللہ!

"اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیر پھینک رہے تھے! تو وہ آپ نہیں درحقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ خود پھینک رہے تھے!

الحمد للحی القیوم   فاللہ خیر الرازقین

۳۳۷۵ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کا خاتمہ کیا۔ حضرت طالوت علیہ السلام جب جالوت کے مقابل نکلے تو آپ کا لشکر بھی تین سو تیرہ افراد پر ہی مشتمل تھا۔ جس میں حضرت داؤد علیہ السلام معہ اپنے چھ بھائیوں اور والد کے شریک تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو راستہ میں پتھر ملے، بولے، آپ ہمیں اٹھالیں، کہ ہم جالوت کا خاتمہ کریں گے۔ چنانچہ آپ نے وہ پتھر اٹھالیے۔

جب طالوت علیہ السلام نے جالوت کے سامنے صف بندی کی، تو فرمایا۔ جو کوئی جالوت کو مارے، اسے میں اپنی بیٹی اور آدھی بادشاہت عنایت کرونگا۔ جالوت بڑا زور آور تھا، اپنے لشکر سے باہر نکلا اور گرج کر بولا "میں تم سب کے لیے اکیلا کافی ہوں۔ میرے سامنے آتے جاؤ!"

حضرت اشموئیل نے حضرت داؤد علیہ السلام کے والد کو الہام کے تحت بلایا، اور پوچھا کہ تیرے بیٹے کہاں ہیں؟ انہیں بلوا کر مجھے دکھلاؤ۔ انہوں نے اپنے چھ بیٹے جو قدآور تھے، دکھلائے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو، جن کا قد چھوٹا تھا اور بکریاں چرایا کرتے تھے، نہ دکھایا۔ حضرت اشموئیل نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے قریب بلایا اور پوچھا، کہ کیا آپ جالوت کو ماریں گے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں مارونگا۔ چنانچہ وہ جالوت کے سامنے گئے اور اپنے گوپیا میں وہی تین پتھر رکھ کر مارے۔ جالوت کا سارا جسم لوہے میں غرق تھا صرف ماتھا ہی ننگا تھا۔ وہ تینوں پتھر اس کے ماتھے میں لگے اور پار نکل گئے۔ جونہی وہ گھوڑے سے گرا، اس کا سارا لشکر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

اپنے اعلان کے مطابق حضرت طالوت علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت داؤد علیہ السلام سے کر دیا اور آدھی بادشاہت بھی دے دی پھر آخر کو یہ ساری بادشاہت حضرت داؤد علیہ السلام کو پہنچی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۷۶ قدرتِ الٰہی کا یہ ازلی دستور کسی بھی زمانے میں کبھی نہیں بدلا۔ جب بھی کفر نے ایمان کو للکارا، ایمان دندناتا ہوا میدان میں نکلا، اور تن تنہا نکلا۔ کسی بھی کثرت سے مطلق نہ لرزا۔ ہر خوف وخطر سے بے خوف ہو کر مسکراتا ہوا گنگناتا ہوا رزمگاہ میں بپھرا۔ ایک رب کے سوا کوئی سبب نہ رکھتا۔ کرب وبلا کی شدت میں ثابت قدم رہتا، کبھی نہ ڈگمگاتا جب کہیں سے بھی کوئی امید باقی نہ رہتی۔

اِنْقَطَعَ الرِّجَا اِلَّا مِنْكَ

"تیرے سوا اب کسی سے بھی کوئی امید باقی نہیں!"

کہہ کہ غیرتِ الٰہی کو جوش دلاتا۔ شیر کی طرح گرجتا۔ بجلی کی طرح کڑکتا۔ عرش پہ سناٹا چھا جاتا۔۔ آسمان پہ تیاری کا بگل بج جاتا۔ ملائکہ حکم کے انتظار میں سٹینڈ ٹو (صف آرا) ہو جاتے۔ نہ معلوم کیا حکم ملنے والا ہے۔ اللہ اکبر کے نعروں سے رن کانپ اٹھتا! اللہ اکبر اللہ اکبر

اَللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا

اللہ اپنی کل مخلوق سے زیادہ قوت وغلبہ والا ہے

اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ

جس سے میں ڈرتا اور خوف کھاتا ہوں اللہ اس سے کہیں غلبہ وقوت والا ہے

عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ، وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ کی اللہ تصدیق فرماتا کہ بے شک میرے بندے نے جو میری شان میں کہا، سچ کہا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۷۷ میری جان! اے میرے نوجوان!

آج تیرے میدان میں یہ نعرے کیوں نہیں گونجتے ؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۷۸ ایمان ایمان پہ ایمان لاتا ہے، کرامات پہ نہیں

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۷۹ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نماز میں مَیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے درمیان ہوتا تھا، تو جب آپؐ سلام پھیرتے تو فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمْرِیْ اٰخِرَہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَوَاتِیْمَ عَمَلِیْ رِضْوَانَکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خِیَارَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ

"اے اللہ! میری عمر کا آخری حصہ بہتر بنا دے! اے اللہ! میرے اعمال کا خاتمہ تیری خوشنودی پر ہو، اور اے اللہ! میرے دنوں میں سے بہتر وہ دن ہو، جب میں تیری ملاقات کروں!"

ف :- یہ مان، دل سے مان- یہ دن آخری دن، یہ رات آخری رات — یہ نماز آخری نماز، یہ عمل آخری عمل — یہ ملاقات آخری ملاقات اور یہ دم آخری دم ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۸۰ لیجئے خدائی فلیٹ ابرہہ کے جری لشکر پہ حملہ آور ہونے کو اُڑ پڑی۔ اپنے سردار کی آواز پہ سب نے یکلخت یلغار کی ننگہ یزدں کی بارش برسا کر ابرہہ کے لشکر کو فناہ کر دیا- ابابیل کی چونچ میں مونگ کے برابر کنکر بے مثل ایٹم بم تھی۔

وہ اللہ جو ابابیلوں سے ہاتھیوں کی فوج کو ملیامیٹ کرا سکتا ہے، کیا آج موجود نہیں؟ — اسی قوت و قدرت و عزت و جبروت سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گا!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۸۱ ظالم نے ظلم کی تاریخ کا نیا باب لکھ دیا — نہ معلوم کس حکمت کی مصلحت سے قادر المقتدر نے اپنی قدرت کی تاریخ کی کوئی سرخی ابھی تک نہیں لکھی، زمانہ شدت سے منتظر ہے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین،

۳۳۸۲ آج تیرے ابابیل کہاں چلے گئے، کہیں نظر نہیں آتے۔ نہ ہی پھر کسی میدان میں اترے۔ یاحیّ یا قیوم برحمتک استغیث

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۸۳ ابرہہ موجود ہے، حملہ آور ہے — ابابیل نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۸۴ ابابیل ہیں! کون کہتا ہے نہیں ہیں؟ — ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہیں۔ امر کے منتظر ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۸۵ علم دسترخوان پہ چنے ہوئے کھانے کی مانند ہے، جب تک کھانا کھایا نہیں جاتا، کوئی قوت حاصل نہیں ہو سکتی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۸۶ جھوٹ ، غیبت ، چغلی ، کینہ اور حسد یہ پانچ چیزیں قطعی حرام ہیں۔
ہے کوئی جوان سے مبرّا ہو؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین،

۳۳۸۷ مساوات اسلامی تعلیمات کا لبّ لباب ہے!
کسی بھی دست کار کو جسے امراء رذیل دست کار کہہ کر پکارا کرتے ہیں، یہ جرأت نہیں، کہ "چودھری" کے برابر چارپائی پہ بیٹھ جائے، اگرچہ حاجی ہو یا نمازی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۸۸ دنیا کی کوئی بھی بہترین شے ایسی نہیں جو اپنے لیے پسند نہیں کرتے،
کیا اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرتے ہو؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۸۹ اگر کوئی جھوٹ چھوڑ دے، اور قطعی چھوڑ دے ـــ کافی ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۹۰ ہمارا باطن ظاہر کے برعکس ہے۔
ظاہر میں کوئی نقص نہیں، باطن میں کوئی خوبی نہیں!
ظاہر آراستہ و پیراستہ، باطن پراگندہ
ہم اپنے علم پہ عمل نہیں کرتے، مطلق نہیں کرتے۔ جن باتوں سے

علم منع کرتا ہے مطلق باز نہیں رہتے، جیسے — جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، کینہ،

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۹۱ ان رذائل و خبائث سے ایک دن، صرف ایک دن، اجتناب کر کے دیکھ۔ اگر شام تک کایا نہ پلٹے، جو چاہے کہہ!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۹۲ نماز میں یکسوئی نہیں، ذکر میں لذت نہیں، دل اللہ کی طرف راغب نہیں، وساوس کا شکار رہتا ہے۔

ان سب کے جواب میں

مردار کھا کر کیونکر یہ باتیں حاصل ہوں، اور مردار بھی اپنے بھائی کا! — کُتّا نجس العین ہے۔ لیکن اپنے ہم جنس کا گوشت کبھی نہیں کھاتا — اور ہم اپنی ماں کا بھی نہیں چھوڑتے!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۹۳ مردار کو طشتری میں سجا کر دستر خوان پہ رکھ کے دیکھ۔ کیا کوئی اسے کھانا پسند کرے گا؟ ہرگز نہیں! — کیا دستر خوان پہ مردار کی طشتری کراہت کا موجب نہیں ہو گی؟ ضرور ہو گی!

جب تک مردار کی طشتری اٹھائی نہیں جاتی، کسی کھانے کو جی نہیں چاہتا۔ اگر مجبوراً کھانا ہی پڑے، تو قے ہو جائے۔

جس کھانے کو جی پسند نہیں کرتا معدہ کیونکر قبول کر سکتا ہے؟ جبکہ غیبت ہماری ایک مرغوب غذا بن چکی ہے، جسے نہ کھاتے کراہت محسوس ہوتی

ہے، نہ کھانے کے بعد بدمزگی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۹۴ دعا مانگ! یا اللہ! میں غیبت سے پکی توبہ کرتا ہوں۔ جیتے جی کسی کی بھی غیبت نہیں کروں گا۔ تیری مخلوق میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کی میں نے غیبت نہ کی ہو — یا اللہ! جس کی میں نے غیبت کی، اسے بخش دے آمین!

اور یا اللہ! جس نے میری غیبت کی، اس کا درجہ بلند فرما۔ بیشک اس نے مجھ پہ احسان کیا۔ ایسا احسان، جسے میری کوئی عبادت حاصل نہ کرسکتی!

غیبت کی بوچھاڑ زندگی کی منزل کی معاون ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین۔

۳۳۹۵ کسی مسجد کے گوشے میں بیٹھ کر کان سے سُن!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۳۳۹۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا — تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسولؐ خوب جانتے ہیں! آپؐ نے فرمایا — نہ ذکر کرنا اپنے بھائی کا، مگر ایسی باتوں کے ساتھ جو اس کو بری معلوم ہوں "غیبت ہے"! پوچھا گیا، اگر میرے بھائی کے اندر وہ برائی موجود ہو جس کا میں نے ذکر کیا ہے تب بھی اس کو غیبت کہا جائیگا؟ آپؐ نے فرمایا: اگر اس کے اندر وہ برائی موجود ہو جس کا تو نے ذکر کیا ہے تو تُو نے اس کی غیبت کی، اگر وہ برائی اس میں موجود نہ ہو، تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، کہ آپؐ نے فرمایا ـ اگر تو نے اپنے جائی کی وہ برائی بیان کی جو اس کے اندر پائی جاتی ہے، تو تو نے اس کی غیبت کی، اور اگر تو نے اس کی نسبت ایسی بات کہی جو اس کے اندر نہیں پائی جاتی، تو تُو نے اس پر بہتان لگایا۔
(مشکوٰۃ شریف جلد دوم مترجم صفحہ ۲۰۰ شمار ۴۵۹۰)

الحمد للحیّ القیّوم
فالله خیر الرّازقین

۳۳۹۷ ایسے کھانے کی ایسی تیسی۔

الحمد للحیّ القیّوم
فالله خیر الرّازقین

۳۳۹۸ اے ارض وسماء کے خالق ومالک!
ایمان تیری نصرت اور تاریخ تیری قدرت کی منتظر ہے!

الحمد للحیّ القیّوم
فالله خیر الرّازقین،

۳۳۹۹ ہمیں ہماری کھوئی ہوئی تمکنت عنایت فرما! تاکہ ہم بھی کہہ سکیں،
چڑھے جب مجاہد تو بولے نقیب
نَصرٌ مِّنَ اللهِ وَفَتحٌ قَرِیب،

الحمد للحیّ القیّوم
فالله خیر الرّازقین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ـ اٰمین۔

یکم رجب المرجب ۱۴۰۰ھ — ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ